منن النبی الامی

فی الرد

علی مرزا الجھلمی

المعروف

مرزا جھلمی کی گستاخیوں اور اعتراضاب

کا علمی رد

تصنیف:

محقق اہلسنت علامہ عنایت اللہ حصیر القادری

Whatsapp number 03062524574.

ہوسکے تو میرے واٹسپ نمبر کو وٹسپ گروپوں میں ایڈ کر کے ایڈمین بنائیے تاکہ میں تحریرات وہاں بھیج سکوں، سوالات اعتراضات کے جوابات دے سکوں، دینی خدمات زیادہ سے زیادہ سر انجام دے سکوں۔۔۔جزاکم اللہ خیرا

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلواۃ والسلام علی سید الانبیاء و المرسلین و علی آله و اصحابه اجمعین

اما بعد:

احباب کرام یہ کوئی افیشل فتوی نہیں بلکہ تحقیقی علمی تحریرات پے مبنی پی ڈی ایف ہے جس میں انجینیئر محمد علی مرزا جہلمی کی گستاخیوں نظریات اعتراضات کارد اس ترتیب پر ہے کہ فی الحال 23 تحریرات اس میں شامل کی ہیں

نوٹ: ہر صفحے پر نیچے پیج نمبر لکھے ہیں جو اپ کو بتاتے ہیں کہ فلاں صفحے پے نئی تحریر شروع ہے

تحریر نمبر 1 .p9

مرزا جہلمی نے کہا کہ عیسائی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہتے ہیں سمجھتے ہیں۔۔۔اس کی اس بات کا رد۔۔۔اور تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت۔۔۔اور اشارے کنائے کسی بھی طریقے سے گستاخی ہو وہ گستاخی شمار ہو گی۔۔۔اور گستاخی کا دارومدار عرف پر ہے، یہ سب کچھ پڑھیے اس تحریر 1 میں

تحریر نمبر2 .p27

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان نہیں لیکن ایات و احادیث سے ہم نے ثابت کیا اس تحریر میں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور علماء صوفیا اولیاء و دیگر مسلمانوں کے احسانات ہیں

.p36

تحریر نمبر3 مرزا جہلمی نے اللہ تعالی کی گستاخی کی اور رسول کریم کی گستاخی کی اور رسول کریم کی نماز کو فالتو قرار دیا لیکن ہم نے اس کا علمی جواب قران واحادیث سے دیا ہے اس تحریر 3 میں

.p77 تحریر نمبر4

دعوت اسلامی کے مفتی کی کرامت کہ ظہر کی نماز میں اونچی قراءت پر مرزا جہلمی کے اعتراض کا جواب اس تحریر 4 میں پڑھیے

p93 تحریر نمبر5

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ ہر کوئی شریعت کی میدان میں بات کر سکتا ہے لیکن میڈیکل کی فیلڈ میں ہر کوئی ڈاکٹری نہیں کر سکتا۔۔۔اس کا جواب بھی قران واحادیث سے اس تحریر 5 میں پڑھیے

p120 تحریر نمبر6

مرزا جہلمی مذاق اڑاتے ہوئے کہتا ہے کہ روزے کی نیت میں کہتے ہو کل کے روزے کی نیت کی۔۔۔اس کی بات کا علمی رد اور بدعت کی کچھ تفصیل اس تحریر 6 میں پڑھیے۔

.p168

تحریر نمبر7 مرزا جہلمی کہتا ہے کہ رفع یدین نہ کر کے نماز کا حلیہ بگاڑ دیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بگاڑ دی۔۔۔اس کا علمی جواب دیا ہے اس تحریر 7 میں، ضرور پڑھیے۔

p222 تحریر نمبر 8

مرزا جہلمی قبلہ الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ پر اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے کہ رات کو جھاڑو لگانا منع ہے یہ بات توہم پرستی ہے۔۔۔اس کا علمی اور عقلی جواب اس تحریر 8 میں پڑھیے اور یہ بھی پڑھیے کہ دلہن کے پاؤں دھلوا کر چار طرف پھینکنا کہاں سے ثابت ہے، کیسے درست ہے۔۔۔؟؟

p239 تحریر نمبر 9

مرزا جہلمی نے الاستیعاب وغیرہ کتب کا حوالہ دے کر کہا ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو زہر سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے دلوایا۔۔۔اس کا جواب پڑھیے اس تحریر 9 میں اور یہ بھی پڑھیے کہ کیا واقعی سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے جنازے پر تیر برسائے گئے اور کس نے برسائے۔۔۔؟؟

p285 تحریر نمبر 10

،مرزا جہلمی کہتا ہے کہ مدرسے کے بابوں نے ظلم کیا، وہ ہمیں قران کی تفصیل بھی نہیں بتاتے ایتوں کی تعداد غلط بتاتے ہیں۔۔۔اور جہلمی ہاتھ پر تھوک لگا کر اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس طرح 30 پارے بنائے بنو امیہ نے۔۔۔اس کی اس بات کا بھی رد اس تحریر 10 میں پڑھیے اور پڑھیے کہ بابوں نے تفسیر اور ترجمہ کر کے کتنی خدمات قران کیں۔۔۔؟؟ اور مرزا جیلمی کہتا ہے کہ

شیعہ لوگ قران مجید میں کمی بیشی کے قائل نہیں تو کیا واقعی قائل نہیں تحقیق و حوالہ جات اس تحریر میں پڑھیے

p321 تحریر نمبر 11

مرزا جیلمی کہتا ہے کہ قادیانی فرقہ اہل کتاب ہیں، اس کی اس بات کا بھی علمی رد ملاحظہ کیجئے اس تحریر 11 میں

p329 تحریر نمبر 12

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ امام مہدی کے لیے سوٹ ایبل میں ہوں کیونکہ بنو امیہ کے متعلق ادھا کام تو میں نے کر دیا ہے مطلب نعوذ باللہ امام مہدی کو علم نہیں ہو گا لیکن مرزا جہلمی علم دے گا۔۔ اس کا تحقیقی علمی رد پڑھیے تحریر 12

P336

تحریر نمبر 13 مرزا جہلمی مذاق اڑاتے ہوئے تمسخر اڑاتے ہوئے کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے توبہ کر لی لیکن حنفیوں نے اج تک توبہ نہیں کی اور کہتا ہے کہ اج تک غلط مسئلہ بتاتے ہیں کہ پتلی جرابوں پر مسح نہیں ہو سکتا جبکہ جہلمی کے نزدیک جرابوں پر مسح ہو سکتا ہے ہم نے فقہ حنفی کا مسئلہ دلائل کے ساتھ واضح کیا ہے اس تحریر 13 میں

p382 تحریر نمبر 14

مرزا جہلمی شدید مذاق اڑاتے ہوئے کہتا ہے کہ اپنے اپ کو سگ یعنی کتا کہتے ہو اور جہاں کتا ہوتا ہے وہاں رحمت کے فرشتے نہیں اتے۔۔اس اعتراض کا بھی علمی جواب اس تحریر 14 میں پڑھیے

p394 تحریر نمبر 15

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ تم حدیث کو چھوڑ کر اپنے بابوں کی بات مانتے ہوئے سجدہ اس طرح کرتے ہو۔۔۔؟؟اس کا بھی علمی جواب پڑھیے اس تحریر 15 میں

p411 تحریر نمبر 16

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ سیدنا معاویہ نے کہا کہ سیدنا علی کو گالیاں دو۔اس کا تحقیقی جواب

p430 تحریر نمبر 17 کیا زیادہ فالوور ہونا زیادہ سبسکرائبر ہونا حق ہونے کی دلیل ہے پڑھیے قران و حدیث سے کچھ حوالہ جات اور عقلی دلائل۔۔ کیونکہ جہلمی اور اس کے چیلے کہتے ہیں کہ اتنے اتنے ہمارے فالوور ہیں

p433 تحریر نمبر 18

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ توحید بیان ہوگی تو توہین کرنا لازمی ہوگی، نبی کریم اور بابے اولیاء تو کوئی شے ہی نہیں، نبی کریم اولیاء تو اپنا پیشاب بھی نہیں روک سکتے۔۔۔اس کی اس گستاخی کا علمی مدلل رد پڑھیے اس تحریر 18 میں

p459 تحریر نمبر 19

مرزا جہلمی ایت کی غلط تفسیر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز کا اختیار نہیں جس کا رد ہم نے قران اور احادیث سے اس تحریر 19 میں لکھا ہے

p500 تحریر نمبر 20

مرزا جہلمی نے کہا کہ امام ترمذی نے بابیت پھیلائی اس کا بھی رد اس تحریر 20 میں پڑھیے

p517 تحریر نمبر 21

مرزا جہلمی نے مختار ثقفی کو شہید کہا تو اپنے مختار ثقفی کے بارے میں تحقیق پڑھیے

p536 تحریر نمبر 22

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ جس نے ایک نظر دیکھا وہ صحابی ہے اور صحابی مرتد ہو جاتا ہے تو صحابی مرتد ہوا۔۔ اس کا علمی جواب پڑھیے تحریر 22 میں

p543 تحریر نمبر 23

مرزا جہلمی اور دیگر لوگ کہتے ہیں کہ فرقہ واریت مت کرو سنی شیعہ نجدی خارجی سب کے پیچھے نماز پڑھو اور مرزا جہلمی نماز سب کے پیچھے پڑھتا بھی ہے، اور کہتا ہے میرا کوئی فرقہ نہیں بلکہ میں علمی کتابی ہوں تو اپنے قران اور حدیث اور اسلاف کی زبانی سنتے ہیں کہ جو کہے کہ میرا کوئی فرقہ

نہیں اس فرقے کا کیا حکم ہے اور فرقوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے، انہیں وقعت عزت نہ دینے، ان کا بائیکاٹ کرنے کے دلائل پڑھیے تحریر 23 میں

تحریر نمبر 1

مرزا جہلمی نے کہا کہ عیسائی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کہتے ہیں سمجھتے ہیں۔۔۔اس کی اس بات کا رد۔۔۔اور تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت۔۔۔اور اشارے کنائے کسی بھی طریقے سے گستاخی ہو وہ گستاخی شمار ہو گی۔۔۔اور گستاخی کا دارومدار عرف پر ہے، یہ سب کچھ پڑھیے اس تحریر 1 میں

عیسائیوں کا قول نقل کیا ہے مرزا جہلمی نے۔۔تو یہ مرزا کی گستاخی کیسے ہوئی۔۔۔؟؟جواب اس تحریر میں پڑھیے۔۔گستاخی کیا ہے۔۔۔؟اشارے کنائے کیوں کفر۔۔؟؟اہم تحریر ہے ضرور پڑھیے، ہو سکے خوب پھیلائیے، جزاکم اللہ خیرا۔۔۔

:جہلمی کا قول

سوشل میڈیا پہ بات وائرل ہے کہ انجنیئر محمد علی مرزا جہلمی نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہا ہے کہ دوارب عیسائی ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال سمجھتے ہیں، کہتے ہیں

میرا تبصرہ و معروضات #

مرزا جہلمی نے واضح طور پر کہا کہ دوارب عیسائی ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال سمجھتے ہیں، کہتے ہیں

تو مرزا جہلمی اج کے دور کی بات کر رہا ہے کیونکہ یہ اعداد و شمار دوارب والے موجودہ زمانے کے ہیں تو دلیل میں کوئی شخص یہ پیش نہ کرے کہ فلاں پادری نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ دجال کہا بلکہ اج کے دور کے عیسائی بہت سارے ایسے ہیں کہ جو ایسی گستاخی نہیں کرتے تو لہذا یہ مرزا جہلمی کا قول نقل کرنے کا طریقہ نہیں ہے بلکہ اپنی طرف سے ایک زائد لفظ اج کے عیسائیوں کے متعلق، دوارب عیسائیوں کے متعلق سے کہا ہے یعنی اج کے عیسائیوں کی اڑ میں اس نے خود اپنی زبان سے دجال کہا ہے، کیونکہ اس نے کوئی سروے تھوڑی کیا ہے کہ دوارب عیسائی سب یہی دجال سمجھتے کہتے ہیں۔۔۔لہذا یہ جہلمی کی سراسر گستاخی اور کفر ہے

۔

👈 یہ انتہائی توجہ طلب پوائنٹ ہے کیونکہ مرزا جہلمی دوٹوک گستاخی بظاہر کر نہیں سکتا کہ مسلم عوام جوتے مارے گی لیھذا حیلے بہانے، جھوٹی آڑ ماڑ، انداز، اشارے، کنائے میں گستاخیاں کرتا ہے اور شریعت مطہرہ کی روشنی میں یہ سب گھٹیاترین خطرناک ترین گستاخی ہے، اسی طرح کی دیگر باتیں کر کے یہ گستاخیوں کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کے لیے بھی راہ ہموار کر رہا ہے، قادیانیوں کے حوالے سے جو اسکی باتیں ہیں اسکی بھی تحقیق کر کے فتوے دلائل وڈیوز میں ضرور شامل کی جائے

علماء نے خوب رد کیا ہے جہلمی کا بالخصوص مفتی راشد محمود صاحب نے، انہیں ضرور سنا کیجیے، اور ان کے مواد سے استفادہ ضرور کرنا چاہیے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

مرزا جہلمی پر فقط ایک لفظ کی وجہ سے نہیں بلکہ دیگر وجوہ سے بھی تکفیر پر مشتمل ویڈیوز اور 3 تحریرات اور فتوی جات لکھے جائیں، 👈 جو مرزا جہلمی پر مسلسل نظر رکھے ہوئے ہیں اور اسکا رد کرتے ہیں ان سے بھی معلومات کی لین دین کرنی چاہیے تاکہ جلد جلد مواد تک پہنچ کر جلد ہی مدلل فتوی لکھا جائے یا سیمینار کیا جائے

مرزا جیسوں کو ہمیشہ بیرونی طاقتیں سپورٹ کرتی رہی ہیں، لیھذا عین ممکن ہے کہ ہماری 4 حکومت عالمی دباو میں محض تحفظ دینے اور بات کو پرانا بنانے کے لیے مرزا جہملی کو تحفظ دینے کے لیے گرفتار کیا ہو۔۔ لیھذا ہمیں اب کی بار فل علمی وار اور عوامی احتجاجی وار کرنا ہو گا۔۔ عوام پر لازم ہے کہ سمجھیں اور مرزے کی چال میں نہ ائیں اور جلسے جلوس میں بھی ضرور شرکت کریں اور دیگر طریقوں سے کردار ادا کر سکیں تو ضرور کریں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ فقط علماء نے نہیں بلکہ ہم سب نے پڑھا ہے

اب آپ میری یہ تحریر پڑھیں جس میں واضح کیا گیا ہے کہ گستاخی اشارے کنائے کسی بھی طریقے سے ہو، قول سے ہو یا فعل سے ہو۔۔۔ انداز سے ہو یا افعال سے ہو، کسی بھی طریقے سے ہو وہ کفر ہے گستاخی ہے۔۔۔

.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر ایمان کا حصہ ہے، دوٹوک یا اشارے کنائے سے توہین و گستاخی کفر و گستاخی ہے، رسول کریم کی نماز کو فالتو کہنا یا اشارے کنائے سے دجال کہنا *بدترین توہین و گستاخی ہے، افیشل فتوی علماء کرام دیں گے

القرآن

لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَ تُعَزِّرُوۡهُ وَ تُوَقِّرُوۡهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوۡهُ بُکۡرَۃً وَّ اَصِیۡلًا

اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو(سورہ فتح آیت9

1.

وعزَّروه"، يقول: وَقَّروه وعظموه

.معنی ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ (ہر حال میں) رسول کی تعظیم و توقیر کرو(تفسیر طبری13/168)

2..

وَذِكْرِ تِلْكَ الْأَحْوَالِ الْوَاجِبِ مِنْ تَوْقِيرِهِ وَتَعْظِيمِهِ، وَيُرَاقِبُ حَالَ لِسَانِهِ وَلَا يُهْمِلُهُ وَتَظْهَرُ عَلَيْهِ عَلَامَاتُ الْأَدَبِ

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے احوال کو بیان کرے تو اس پر واجب ہے کہ تعظیم و توقیر سے بیان کرے اور اپنی زبان کی سخت نگرانی رکھے، اسے کھلا نہ چھوڑ دے اور اس پر ادب کی علامات بالکل ظاہر ہونے چاہیے

شفاء شریف544/2

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز مبارک کو فالتو کہنے والا اور انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ مکاری کے ساتھ اور بار بار فالتو کہنے والا ادب کا انداز ہے یا گستاخی کا، اندازہ لگانا مشکل نہیں۔۔۔ مرزا جہلمی نے واضح طور پر کہا کہ دو ارب عیسائی ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال سمجھتے ہیں، کہتے ہیں، تو مرزا جہلمی اج کے دور کی بات کر رہا ہے کیونکہ یہ اعداد و شمار دو ارب والے موجودہ زمانے کے ہیں تو دلیل میں کوئی شخص یہ پیش نہ کرے کہ فلاں پادری نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ دجال کہا بلکہ اج کے دور کے عیسائی بہت سارے ایسے ہیں کہ جو ایسی گستاخی نہیں کرتے تو لہذا یہ مرزا جہلمی کا قول نقل کرنے کا طریقہ نہیں ہے بلکہ اپنی طرف سے ایک زائد لفظ اج کے عیسائیوں کے متعلق، دو ارب عیسائیوں کے متعلق سے کہا ہے یعنی اج کے عیسائیوں کی اڑ میں اس نے خود اپنی زبان سے دجال کہا ہے، کیونکہ اس نے کوئی سروے تھوڑی کیا ہے کہ دو ارب عیسائی سب یہی دجال سمجھتے کہتے ہیں۔۔۔ لہذا یہ جہلمی کی سراسر گستاخی اور کفر ہے

3...

فمن ذلك أن من سبّ نبيا عليه أفضل الصلاة والسلام ----- أو عابه أو الحق به نقصا في نفسه أو في نسبه أو دينه أو خصلة من خصاله، أو عرض به أو شبهه بشيء على طريق السب والازدراء أو التصغير بشأنه أو الغض منه، أو العيب له، أو لعنه أو دعا عليه، أو تمنى له مضرة أو نسب إليه ما لا يليق بمنصبه على طريق الذم، أو عبث في جهته العزيزة

جس کسی نے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو برا کہا، یا عیب لگایا، یا ان کی ذات، انکے نسب، انکے دین اور انکی کسی صفات یا کسی بھی خصلت عادت طور طریقہ عمل میں نقص کی نسبت کی، یا ان کی طرف اشارے میں گستاخی کی، یا کسی حقیر یا ناپسندیدہ چیز سے ان کا تمثیلی یا تشبیہی تعلق جوڑا اور گستاخی توہین، یا چھوٹا دکھانے کے انداز میں، یا ان کے مقام و مرتبہ میں کمی کرنے کی کوشش کی، یا ان پر کوئی عیب لگایا، یا ان پر لعنت کی، یا ان پر بددعا کی، یا ان کے لیے کسی نقصان کی خواہش کی، یا ان کی شان کے خلاف کوئی بات اس نیت سے کہی جو ان کے مرتبے کے شایان شان نہ ہو، یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جہت عزیزہ کی طرف فالتو کی نسبت کی تو وہ کافر و گستاخ ہے

الإعلام بقواطع الإسلام ص177

4...

ومن توقيره - صلى الله عليه وسلم - تعظيم شأنه احترامًا، وإكبارًا.

،لكل ما يتعلق به من اسمه وحديثه، وسنته وشريعته، وآل بيته وصحابته - رضوان الله عليهم - وكل ما اتصل به - صلى الله عليه وسلم

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی توقیر (کہ جو اسلام کا ایک ستون ہے اسی تعظیم و توقیر) میں سے ہے B کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے تمام معاملات کی تعظیم کی جائے احترام کیا جائے اور بڑائی اور تعظیم دی جائے ہر اس چیز کو جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے تعلق رکھتی ہے جیسے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا نام مبارک، اپ کی احادیث مبارک اور اپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں، قول مبارک، کردار مبارک، شریعت اور اہل بیت اور صحابہ کرام اور ہر وہ چیز کہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھتی ہے نسبت رکھتی ہے ان کی تعظیم و توقیر کرنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم و توقیر میں سے ہے

موسوعہ محاسن الاسلام 1/168

5..

مَنْ سَبَّهُ أَوْ شَتَمَهُ، أَوْ عَابَهُ أَوْ تَنَقَّصَهُ فَإِنَّهُ يُقْتَلُ، وَحُكْمُهُ عِنْدَ الْأُمَّةِ الْقَتْلُ كَالزِّنْدِيقِ وَقَدْ فَرَضَ اللَّهُ تعالى توقيره

جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا، گالی دی یا عیب لگایا یا ان کی شان میں کمی کی، بے شک اس کو قتل کر دیا جائے گا اس کا حکم ساری امت کے نزدیک قتل ہے جیسے کہ زندیق کو قتل کیا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کو

فرض قرار دیا ہے

شفاء شریف 2/477

6..

شتمه أو عابه أو تنقصه فإنه يقتل، وحكمه عند الأمة

القتل

جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہایا عیب لگایا یا ان کی شان میں کمی کی اس کو قتل کیا5 جائے گا اس کا حکم تمام امت کے مطابق قتل ہے

السیف المسلول ص127

7..

وَيُعْتَبَرُ سَابًّا لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُل مَنْ أَلْحَقَ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْبًا أَوْ نَقْصًا، فِي نَفْسِهِ، أَوْ نَسَبِهِ، أَوْ دِينِهِ، أَوْ خَصْلَةٍ مِنْ خِصَالِهِ، أَوِ ازْدَرَاهُ، أَوْ عَرَّضَ بِهِ، أَوْ لَعَنَهُ ، أَوْ شَتَمَهُ، أَوْ عَابَهُ، أَوْ ،قَذَفَهُ، أَوِ اسْتَخَفَّ بِهِ وَنَحْوَ ذَلِكَ

جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی عیب لگایا یا کمی کی یا حضور علیہ الصلوٰۃ6 والسلام کی ذات مبارک یا ان کے نسب مبارک یا ان کے دین مبارک یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی عادت فعل کے متعلق عیب و کمی کی نسبت کی، یا ان کو کمتر سمجھا یا اشارے کنائے

سے گستاخی کی یالعنت کی یابرا کہا یاعیب لگایایاتہمت لگائی یارسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ کسی کام یاذات مقدس یاقول مبارک یامتعلقات کو ہلکاجانا، یااس قسم کی دیگر چیزیں کی توایساکرنے والا گستاخ شمار ہوگا

موسوعہ فقہیہ کوئیتیہ 22/144

8..

مَنْ سَبَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ عَابَهُ أَوْ أَلْحَقَ بِهِ نَقْصًا فِي نَفْسِهِ أَوْ نَسَبِهِ أَوْ دِينِهِ أَوْ خَصْلَةٍ مِنْ خِصَالِهِ أَوْ عَرَّضَ بِهِ أَوْ شَبَّهَهُ بِشَيْءٍ عَلَى وَجْهِ السَّبِّ أَوِ الِازْدِرَاءِ أَوِ التَّصْغِيرِ لِشَأْنِهِ أَوِ الْغَضِّ مِنْهُ يُقْتَلُ كَالسَّابِّ وَيَسْتَوِي التَّصْرِيح

وَالتَّلْوِيحُ

جس نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی مذمت کی یا گستاخی کی یاان پر عیب لگایایاان کی ذات میں یا ان کے نسب میں یاان کے دین میں کسی قسم کی کمی کی، یاحضور علیہ الصلوۃ والسلام کے کسی حالت عادت قول فعل وغیرہ میں کمی کی نسبت کی، اشارتاً گستاخی کی یاحضور علیہ الصلوۃ والسلام کو کسی شے کے ساتھ تشبیہ دی گستاخی کے طور پر حقارت کے طور پر کمی کے طور پر یاحضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں کوئی کمی کی نسبت کی تواس کو قتل کیاجائے گاکیونکہ وہ گستاخ ہے اور ان تمام معاملات

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

میں وہ گستاخی دوٹوک الفاظ و انداز سے کرے یا اشارے کنائے سے کرے ہر حال میں اسے گستاخ قرار دیا جائے گا

الذخیرة للقرافي12/22۔

9..

عابه) أي ذمه (أو ألحق به نقصا في نفسه) أي ذاته أو صفاته (أو نسبه) بفتحتين (أو دينه) أي شريعته وسيرته وحكوماته (أو خصلة من خصاله) أي حالة من حالاته أو كلمة من مقالاته سواء صرح به (أو عرض به) بتشديد الراء أي لوح فيه (أَوْ شَبَّهَهُ بِشَيْءٍ عَلَى طَرِيقِ السَّبِّ لَهُ أو الإزراء عليه) أي احتقارا به واستخفافا بحقه (أو التّصغير لشأنه) أي الاحتقار لعظيم قدره (أو الغضّ منه) أي الخفض والنقص من أمره (والعيب له) في حكمه (فهو) بكل واحد مما ذكر سَابٌّ لَهُ)

جس نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر عیب لگایا یا مذمت کی یا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات یا صفات یا نصب میں کوئی کمی کی نسبت کی، یا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شریعت سیرت حکومت فیصلے کی طرف کمی کی نسبت کی، یا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی کسی خصلت یعنی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حالات میں سے کسی بھی ایک حالت یا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے تمام کلمات میں سے کسی ایک لفظ میں واضح طور پر کمی کی نسبت کی یا اشارے کے طور پر کمی کی نسبت کی۔۔۔یا

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تشبیہ کسی شے کے ساتھ عیب کے طور پر حقارت کے طور پر کی یا اپ کی شان گھٹانے کے لیے کی، یا عیب لگایا تو ان تمام صورتوں میں وہ شخص گستاخ کہلائے گا

شرح شفاء ملا علی قاری 2/391

10..

وَأَلْحَقَ نَقْصًا فِي نَسَبِهِ أَوْ دِينِهِ أَوْ عِرْضِهِ أَوْ خَصْلَةٍ مِنْ خِصَالِهِ أَوْ قَالَ تَعْبِيرًا رِدَاءُ النَّبِيِّ وَسِخٌ أَوْ عَيَّرَهُ بِرَعْيِ الْغَنَمِ أَوْ السَّهْوِ أَوْ النِّسْيَانِ أَوْ نَسَبَ إلَيْهِ سَفَهًا مِنْ الْقَوْلِ أَوْ قَالَ اسْتِخْفَافًا هُزِمَ النَّبِيُّ أَوْ قَالَ أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ الْعَرَبِ كَفَرَ فِي

الْكُلِّ

جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نسب مبارک یا دین مبارک یا شان مبارک یا اپ کے کسی کام و خصلت کے متعلق نقص و کمی کی نسبت کی، یا تعبیرا کہا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میلی ہے، یا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو طعنہ مارتے ہوئے کہا کہ وہ تو بکریاں چراتے تھے، یا کہا کہ وہ تو بھول جاتے تھے یا ان کی طرف کوئی بیہودہ بات منسوب کی یا حضور کی شان میں کمی کرتے ہوئے کہا کہ حضور کو تو شکست ہوگئی، یا کہا کہ وہ عربی نہیں ہے تو ان تمام صورتوں میں وہ گستاخ و کافر ہے

بریقۃ محمودیۃ 2/62

10..

سبا الى العرف

توہین اور گستاخی کے معاملے میں عرف کو دیکھا جائے گا(اگر عرف میں وہ توہین و گستاخی شمار 10

(ہوتی ہے تو اسے گستاخ قرار دیا جائے گا

السیف الجلی ص190

11..

سبًا، وهو أمر يرجع فيه إلى العرف

توہین اور گستاخی یہ وہ معاملہ ہے جس میں عرف عام کی طرف رجوع کیا جائے گا

السیف المسلول ص432

12..

فيجب أن يرجع في الأذى والشتم إلى العرف، فما عدَّه أهل العرف سبًّا أو انتقاصًا أو عيبًا أو طعنًا ونحو ذلك فهو من السب

توہین گستاخی اذیت گالی وغیرہ معاملات میں عرف کی طرف رجوع کیا جائے گا جس لفظ و انداز کو

اہل عرف (عام طور پر لوگ) گالی گستاخی عیب طعنہ، کمتری، حقارت

شمار کریں تو وہ لفظ و انداز توہین و گستاخی شمار ہو گی......(الاختیارات الفقھیۃ ص352

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

.

تعظیم رسول ہر حال میں جزء ایمانی ہے.

لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تُعَزِّرُوۡہُ وَ تُوَقِّرُوۡہُ ؕ وَ تُسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّ اَصِیۡلًا

اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو...(سورہ فتح آیت9).

1...

وعزّروه"، يقول: وَقَّروه وعظموه

عزروہ کا معنی ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ (ہر حال میں) رسول کی تعظیم و توقیر کرو

(تفسیر طبری13/168).

القرآن:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا

بے شک وہ لوگ جو اللہ کو اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں (رسول کی گستاخی کرکے انکار کرکے کسی بھی طریقے سے) تو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اللہ نے ان (گستاخوں منکروں) کے لیے ذلت کا عزاب تیار کر رکھا ہے...(سورہ الاحزاب آیت 57)

1..

وفي الآية دلالة عصمة رسول اللَّه، وألا يكون منه ما يستحق الأذى بحال

اس آیت میں واضح دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں اور ان کی کسی بھی حال میں اذیت وگستاخی نہیں کر سکتے

(تفسیر الماتریدی8/413)

امام اہلسنت نے دوٹوک فرمادیا کہ کسی بھی حال میں، انداز میں، کسی بھی وقت وموقعہ میں اللہ کے پیاروں کی توہین نہیں کی جاسکتی....توحید باری بیان ہو، اللہ کی عظمت بیان ہو تو اس طرح نہیں کہ اللہ کے پیاروں کی توہین کی جائے....ہر گز نہیں

2..

لما أمر تعالى بتعظيم رسوله صلى الله عليه وسلم، والصلاة والسلام عليه، نهى عن أذيته، وتوعد عليها فقال: {إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ} وهذا يشمل كل أذية، قولية أو فعلية، من سب وشتم، أو تنقص له، أو لدينه، أو ما يعود إليه بالأذى. {لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا} أي: أبعدهم وطردهم..{وَالآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا} جزاء له على أذاه، أن يؤذى بالعذاب الأليم، فأذية الرسول، ليست كأذية غيره، لأنه صلى الله عليه‌وسلم- لا يؤمن العبد بالله، حتى يؤمن برسوله صلى- الله عليه وسلم. وله من التعظيم، الذي هو من لوازم الإيمان،

ما يقتضي ذلك

جب اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم دیا اور انکو اذیت دینے انکی گستاخی کرنے سے روکا تو یہ بھی ڈر سنایا کہ دنیا و آخرت میں لعنت و عذاب ہو گا...رسول کی ہر قسم کی گستاخی سے اللہ نے روکا ہے چاہے وہ گستاخی قول سے ہو، فعل و عمل سے ہو، سب و شتم سے ہو، یا انکی ذات میں یا انکے دین میں تنقیص کی جائے یا کوئی بھی گستاخی ہو اسکی جزا دنیا و آخرت میں لعنت و سزا ہے....رسول کریم کو اذیت دینا گستاخی کرنا دوسروں کی اذیت و گستاخی کی طرح نہیں کیوں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے کہ اللہ پر کوئی بندہ اس وقت ایمان لائے گا جب وہ رسول پر ایمان لائے گا اور رسول کی تعظیم کرے گا یہ ایمان کے لوازمات میں سے ہے ایمان کا تقاضا ہے(تفسیر السعدی ص671)

3...

عبر بإيذاء الله ورسوله عن فعل ما لا يرضى الله ورسوله

اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دینا اسکی وضاحت یوں ہے کہ ایسا قول و فعل بیان کیا جائے جس سے اللہ راضی نہ ہو اور رسول راضی نہ ہو..(تفسیر نسفی 3/44)

بھلا بتایئے کہ اللہ کریم اس بات سے راضی ہو گا کہ تم یہ کہو کہ رسول تو پیشاب بھی نہیں روک سکتے......؟؟

4...

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

نزلت في الذين طعنوا على النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعنے مارے گئے تو یہ آیت نازل ہوئی (کہ اللہ اور اس کے رسول کو (اذیت نہ دو گستاخی نہ کرو (تفسیر طبری 20/323)

پیشاب نہ روک سکنا یہ بھی تو ایک قسم کا طعنہ ہی تو ہے

5...

من أذى رسول الله صلى الله عليه وسلم بطعن فى شخصه او دينه او نسبه او صفة من صفاته او بوجه من وجوه الشين فيه صراحة او كناية او تعريضا او اشارة كفر ولعنه الله

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے ان کو اذیت پہنچائے کوئی طعنہ دے کہ ان کی ذات میں طعنہ دے یا ان کے دین میں طعنہ دے یا ان کے نسب میں طعنہ دے یا ان کی صفات میں سے کسی صفت میں طعنہ دے یا کسی بھی طریقے کی توہین کرے صراحتاً کرے یا کنایۃ کرے، تعریضا کرے یا اشارتا کرے کسی بھی طرح کرے سب کفر ہے اور اللہ کی اس پر لعنت ہے

(تفسیر مظہری 7/381).

تحریر: العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر

New whatsapp nmbr

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

03062524574

00923062524574

میرے نئے وٹسپ نمبر کو وٹسپ گروپوں میں ایڈ کرکے ایڈمین بنایئے تاکہ میں تحریرات وہاں بھیج سکوں، سوالات اعتراضات کے جوابات دے سکوں۔۔۔۔دینی خدمات زیادہ سے زیادہ سرانجام دے سکوں۔۔۔جزاکم اللہ خیرا



تحریر نمبر 2

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان نہیں لیکن ایات واحادیث سے ہم نے ثابت کیا اس تحریر میں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور علماء صوفیا اولیاء و دیگر مسلمانوں کے احسانات ہیں

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی احسان نہیں، اس کا تحقیقی ردو

جواب ملاحظہ کیجئے اس مختصر مدلل تحریر میں۔۔۔۔

* تمھید

مرزا جہلمی ایت تلاوت کرتا ہے لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلًا

اور پھر کہتا ہے کہ یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے رسول بھیجا، یہ رسول اللہ کا احسان نہیں کہ اس نے اللہ کا تعارف کرایا

جواب. تحقیق۔۔۔۔

:الحدیث

أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللَّهُ بِي ؟ وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَلَّفَكُمُ اللَّهُ بِي ؟ وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللَّهُ بِي ؟ " كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا : اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ یاد کرو تمہیں میں نے گمراہ پایا اور اللہ تعالی نے میرے ذریعے سے تمہیں ہدایت دی، یاد کرو تم بکھرے ہوئے تھے تو اللہ تعالی نے تمہیں جمع کر دیا میرے ذریعے سے، یاد کرو تم محتاجی میں تھے تو اللہ تعالی نے تمہیں میرے ذریعے سے غنی کر دیا محتاجی سے دور کر دیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مذکورہ باتوں میں سے جو بھی بات ارشاد فرماتے تو صحابہ کرام عرض کرتے جاتے کہ

بے شک اللہ عزوجل کے بہت احسانات ہیں، اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت احسانات ہیں

(بخاری حدیث4330)۔

1...

* غور کیجئے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتیں ارشاد فرمائیں

۔۔ہدایت دی

۔۔جمع کر دیا

۔۔غنی کر دیا

اور صحابہ کرام ہر بات پر عرض کرتے جاتے کہ

بے شک اللہ عزوجل کے بہت احسانات ہیں، اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت احسانات ہیں

۔

اب سوچیے ہدایت میں کیا کیا شامل ہے۔۔۔۔؟؟ اللہ تبارک و تعالی کا تعارف ہدایت میں کیا شامل نہیں۔۔۔۔؟؟ بالکل شامل ہے۔۔۔!! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالی کا حقیقی تعارف کرایا اور سمجھایا کہ وہ ذات کیسی عظیم ذات ہے اور وہ کن کن چیزوں سے پاک ہے تو اس طرح ہمیں اللہ تبارک و تعالی کے بارے میں ہدایت ملی اور اس پر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی کہ بے شک اپ صحیح فرمارہے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم۔۔۔۔بے شک اللہ تعالی کے احسانات ہیں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات ہیں، 👈 لہذا بخاری شریف کی مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی بہت احسانات ہیں

۔

جبکہ جہلمی کہتا ہے کہ نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان نہیں ہے نعوذ باللہ تعالی۔۔۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق و محبت جس کے دل میں ہو کیا اس کی زبان سے یہ نکل سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان نہیں۔۔۔؟؟ یہ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احسان فراموشی کی ہے گستاخی کی ہے مرزا جہلمی نے۔۔۔!!

.

الحدیث # 

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی بھی شخص اس وقت مومن ہو سکتا ہے جب وہ اپنے والد اپنی اولاد اور دیگر تمام لوگوں سے زیادہ مجھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرے

(بخاری حدیث 15)

۔

*ایت مبارکہ کا صحیح معنی

مرزا جہلمی نے مذکورہ بکواس کے لیے ایت مبارکہ کا غلط سہارا لیا ایت مبارکہ یہ ہے

:القرآن: لَقَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

بے شک اللہ تبارک و تعالی نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ ان میں رسول بھیجا

سورہ آل عمران ایت164

بغیر تمثیل بغیر تشبیہ کہ فقط سمجھانے کے لیے اپ سوچیے کہ اپ اگر کہیں کہ فلاں شخص کے مجھ پر احسانات ہیں تو کیا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلاں شخص کے علاوہ کسی اور کے احسانات نہیں ہیں۔۔۔؟؟ ایسا مطلب ہرگز نہیں ہوتا تو ایت مبارکہ میں یہ ضرور ہے کہ اللہ تعالی کے احسانات ہیں لیکن ایت مبارکہ میں یہ نہیں ہے کہ اللہ کے علاوہ تم پر کسی کے احسان نہیں ہے،

۔

:القرآن

فَاِمَّا مَنًّۢا

پھر تم ان پر احسان کرتے ہوئے رہا کر سکتے ہو

سورہ محمد ایت4

یہاں اللہ تعالی نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم احسان کرتے ہوئے رہا کر سکتے ہو۔۔۔تو جن کو رہا کیا ان پر اللہ کا احسان ہوا یا مسلمانوں کا احسان ہوا۔۔۔؟؟ کوئی ذی شعور یہ نہیں کہہ سکتا کہ اللہ کا احسان نہیں اور یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ مسلمانوں کا احسان نہیں... بلکہ وہ یہی کہے گا کہ اللہ کا احسان ہے اور مسلمانوں کا احسان ہے

یہی 

معنی ایت کے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے بھیجا یہ اللہ کا احسان ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ہمیں اللہ کا تعارف ملا اور ہمیں زندگی کے تمام معاملات میں ہدایت ملی تو یہ اللہ کا بھی احسان ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی احسان ہے کہ اس نے احسن انداز میں اللہ تعالی کا تعارف کرایا اور تمام معاملات کے متعلق احسن انداز میں سمجھایا اور دین اسلام کی ترویج کے لیے کیا کیا تکالیف برداشت فرمائیں

-

* القرآن

هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ

احسان بھلائی کا بدلہ احسان ہی ہے

سورہ الرحمن ایت 60

اس ایت مبارکہ میں واضح اشارہ ملتا ہے کہ بندے دوسرے بندوں پر احسان کرتے ہیں، علماء کرام احسان کرتے ہیں اولیاء کرام احسان کرتے ہیں اساتذہ کرام احسان کرتے ہیں والدین کے احسانات ہیں دیگر مسلمان بھائیوں کے احسانات ہوتے ہیں اور پھر جن پر احسان کیا گیا وہ ہرگز

ناشکری نہ کریں بلکہ وہ احسان کے بدلے میں احسان کریں، شکریہ ادا کریں، تحفے دیں اور جو جو وہ اس کے بدلے میں اچھا کچھ کر سکتے ہیں کریں

جبکہ

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ اساتذہ کرام اولیاء کرام علماء کرام کے تو کوئی احسان ہیں ہی نہیں حتی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی احسان نہیں ہے نعوذ باللہ تعالی

۔

والأقرب أنه عام، فجزاء كل من أحسن إلى غيره أن يحسن هو أيضاً

سورہ رحمن کی ایت مذکورہ کے متعلق تفسیر میں ہے کہ یہ ایت عام ہے یعنی جو کوئی شخص دوسرے کی طرف احسان اور بھلائی کرے تو جس پر احسان کیا گیا وہ بھی نیکی اور بھلائی احسان کرے

تفسیر اللباب 18/354

۔

وَأَمَّا الْأَقْرَبُ فَإِنَّهُ عَامٌّ فَجَزَاءُ كُلِّ مَنْ أَحْسَنَ إِلَى غَيْرِهِ أَنْ يُحْسِنَ هُوَ إِلَيْهِ أَيْضًا

امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں کہ سورہ رحمن کی مذکورہ ایت عام ہے کہ ہر ایک دوسرے کی طرف احسان کرے تو اس کے بدلے میں وہ بھی اچھائی کرے احسان کرے

تفسیر کبیر امام رازی29/377

۔

الحدیث

لا يشكر الله من لا يشكرالناس

:ترجمہ

وہ اللہ کا شکر گذار نہیں جو لوگوں کا شکریہ ادانا کرے

(ابوداؤد حدیث4811)

اس حدیث پاک میں بھی واضح ہے کہ لوگ احسانات کرتے ہیں، والدین احسان کرتے ہیں، علماء کرام احسان کرتے ہیں اساتذہ کرام اولیاء کرام احسانات کرتے ہیں اور دیگر مسلمان احباب احسان کرتے ہیں۔۔۔ 👈 جب یہ لوگ احسانات کرتے ہیں تو کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات نہیں ہیں۔۔۔۔؟؟ 🚨 نیز جو لوگوں کے احسانات کا شکریہ ادانہ کرے وہ اللہ کا شکر گزار ہی نہیں، تو سوچو جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان نہ مانے وہ اللہ کا شکر گزار ہو سکتا ہے۔۔۔۔؟؟

۔

تحریر:العاجزالحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر



تحریر نمبر 3

مرزا جہلمی نے اللہ تعالی کی گستاخی کی اور رسول کریم کی گستاخی کی اور رسول کریم کی نماز کو فالتو قرار دیا لیکن ہم نے اس کا علمی جواب قران واحادیث سے دیا ہے اس تحریر 3 میں

مرزا جہلمی نے اللہ تبارک وتعالی کی شان میں گستاخی کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کئی دفعہ گستاخیاں کیں۔۔اس کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے دلائل کے ساتھ، اور ہو سکے تو خوب پھیلا یئے

:نوٹ 📌

یہ ایک تحقیقی معلوماتی تحریر ہے، کوئی افیشل فتوی نہیں ہے، افیشل فتوی مفتیان کرام ہی دیں گے..

*مرزا جہلمی کہتا ہے کہ

فرض نماز کے علاوہ جو نمازیں ہیں وہ نفل ہیں اور حیران کن بات کہ عربی میں نفل کہتے ہیں فالتو کو، مال غنیمت کے لیے ایا ہے انفال، یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم سنت کہتے ہیں، یہ سنت کا لفظ کسی

حدیث میں موجود نہیں ہے، حدیث میں دو ہی الفاظ ہیں فرض اور نفل، سنت فقہاء کی ٹرم ہے، نفل وہ فالتو ہے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شوق سے کیا، لیکن ہے فالتو

۔

جواب و تحقیق۔۔۔

مرزا جہلمی نے بڑے زور وشور سے کہا کہ نفل کہتے ہیں فالتو کو، اور بے شرمی کی انتہا کرتے ہوئے یہ تک کہہ دیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل پڑھے وہ ہیں فالتو۔۔۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی عمل مبارک کو فالتو قرار دے یقیناوہ گستاخ رسول ہے اور گستاخ رسول کی سزا سب کو معلوم ہے، اور نوافل کا حکم اللہ تعالی نے دیا ہے تو نعوذ باللہ مرزا جہلمی کے کلام سے ثابت ہو تا ہے کہ جہلمی کے مطابق نعوذ باللہ اللہ نے فالتو چیزوں کا حکم دیا ہے تو یہ بھی اللہ تبارک و تعالی کی شان میں گستاخی ہے۔۔۔ اے وہ احباب جو مرزا جہلمی سے متاثر ہیں خدا را اب تو انکھیں کھولیے یہ لیجیے دلائل پڑھیے

عربی میں فالتو کے لیے نفل لفظ استعمال نہیں ہوتا بلکہ فالتو کے لیے لفظ "عبث" وغیرہ استعمال ہوتے ہیں، اردو ڈکشنری کی مشہور ہو معروف کتاب فیروز اللغات میں لفظ فالتو کے یہ معنی لکھے ہیں:

بے کار، فضول، پہاڑی لوگ، قلی وغیرہ..(فیروز اللغات ص923

اب دلائل پڑھیے کہ کس طرح مرزا جہلمی نے اللہ تبارک وتعالی کی شان میں گستاخی کی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی...پڑھیے دلائل۔۔۔۔

*دلیل 1

القران

مِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ

اللہ تعالی نے رسول کریم سے فرمایا کہ رات کو تہجد کی نماز پڑھیے جو کہ اپ کے لیے نفل ہے

سورہ بنی اسرائیل ایت 79

خدارا انکھیں کھول کر، ضمیر کو جھنجوڑ کر سوچیے کہ کیا اللہ تعالی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تہجد کے نوافل یعنی فالتو، فضول، بے کار، بے فائدہ چیز کا حکم دے رہا ہے۔۔۔؟؟ جہلمی اور کے ماننے والوں کو اللہ ہدایت ورنہ ان خبیثوں کے لیے شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔۔ کیونکہ اللہ تعالی کی یہ شان نہیں کہ وہ فضول بے کار بے فائدہ فالتو چیزوں کا حکم دے۔۔۔ اللہ کریم ہر عیب سے پاک ہے۔۔۔ جہلمی کی چرب زبانی اور جھوٹ اور مکاری عیاری کی چال میں پھنسنے والے احباب کرام غور کرو، جھنجوڑو اپنے ضمیر کو۔۔۔ ورنہ اے اہل حق اور اے حکمرانوں پہچانو ضدی فسادی لوگوں کو اور انہیں کیفر کردار تک پہنچاؤ

نَافِلَةً} فَضِيلَة {لَّكَ} وَيُقَال خَاصَّة لَك

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نفل ہیں اپ کے لیے یعنی اپ کے لیے ایک فضیلت والی چیز ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اپ کے لیے خاص چیز ہیں

تفسیر ابن عباس ص240

-

قَتَادَةَ، {نَافِلَةً لَكَ} [الإسراء: 79] قَالَ: تَطَوُّعًا وَفَضِيلَةً لَكَ

سیدنا قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نفل ہیں اپ کے لیے یعنی فرض واجب نہیں لیکن فضیلت والے ہیں اپ کے لیے

تفسیر طبری15/42

-

أن النوافل كفارات لذنوب العباد والنبي صلّى الله عليه وسلّم، قد غفر له ما تقدم من ذنبه وما تأخر فكانت له نافلة وزيادة في رفع الدرجات

تہجد کی نفل اور دیگر نفل عام لوگوں کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں بخشوا دیتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو بخشے ہوئے معصوم گناہوں سے پاک ہیں تو اپ کے لیے نوافل درجات میں بلندی کے لیے ہیں تفسیر خازن3/140

بل لكونها زيادة له صلى الله عليه وسلم في الدرجات۔۔۔فيكون تطوعُه زيادةً في درجاته بخلاف من عداه من الأمة فإن تطوعَهم لتكفير ذنوبهم وتدارُكِ الخللِ الواقعِ

في فرائضهم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں نوافل درجات کی بلندی کے لیے ہیں،اور امتیوں کے لیے نوافل یہ فائدہ دیتے ہیں کہ اگر ان سے کوئی گناہ ہو جائے تو یہ گناہ مٹوا دیتے ہیں، بخشوا دیتے ہیں اور فرائض واجبات ادا کرنے میں اگر کوئی خلل ہو گیا ہو تو یہ نفل اس کی بھرپائی کر دیتے ہیں

تفسیر ارشاد العقل السلیم 5/190

۔مذکورہ ایت مبارکہ اور صحابہ کرام و تابعین و دیگر مفسرین کی تفسیر سے واضح ہوتا ہے کہ نفل فالتو چیز کو نہیں کہتے بلکہ نفل انتہائی قیمتی چیز ہیں،فائدہ مند ہیں

۔

*دلیل2

القرآن:وَ وَہَبۡنَا لَہٗۤ اِسۡحٰقَ ؕ وَ یَعۡقُوۡبَ نَافِلَۃً:

اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میں نے انہیں اسحاق علیہ السلام بیٹا دیا اور یعقوب علیہ السلام دیا نفل کر کے

سورہ الانبیاء ایت72

،اب مرزا جہلمی کے مطابق نعوذ باللہ اللہ تعالی نے سیدنا یعقوب علیہ السلام کو فالتو قرار دے دیا ہے فضول قرار دے دیا، بیکار قرار دے دیا نعوذ باللہ تعالی۔۔۔ جہلمی کی چرب زبانی اور جھوٹ اور مکاری عیاری کی چال میں پھنسنے والے احباب کرام غور کرو۔۔۔ جھنجوڑو اپنے ضمیر کو۔۔۔ ورنہ اے اہل حق اور اے حکمرانوں پہچانو ضدی فسادی لوگوں کو اور انہیں کیفر کردار تک پہنچاؤ

۔

قَالَ مُجَاهِدٌ وَعَطَاءٌ: مَعْنَى النَّافِلَةِ الْعَطِيَّةُ

سینا مجاہد رضی اللہ تعالی عنہ اور سیدنا عطاء رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نفل کا معنی ہے عطیہ تحفہ

تفسیر بغوی 5/330

۔

نافِلَةً عطية

نفل کا معنی ہے عطیہ تحفہ

تفسیر بیضاوی 4/56

۔

سفيان عن بن جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ فِي قَوْلِهِ ووهبنا له إسحق ويعقوب نافلة قَالَ يَعْقُوبُ النَّافِلَةُ وَالنَّافِلَةُ عَطِيَّةٌ

امام سفیان ثوری نے فرمایا کہ سیدنا عطار ضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ اس ایت مبارکہ میں نفل سے مراد سیدنا یعقوب علیہ السلام ہیں اور نفل کا معنی ہوتا ہے عطیہ تحفہ

تفسیر سفیان الثوری ص202

ثُمَّ إِنَّهُ سُبْحَانَهُ ذَكَرَ النِّعَمَ الَّتِي أَفَاضَهَا عَلَى إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ النِّعَمَ الَّتِي أَفَاضَهَا عَلَى لُوطٍ، أَمَّا الْأَوَّلُ فَمِنْ وُجُوهٍ: أَحَدُهَا: وَوَهَبْنا لَهُ إِسْحاقَ وَيَعْقُوبَ نافِلَةً وَاعْلَمْ أَنَّ النَّافِلَةَ الْعَطِيَّةُ خَاصَّةً وَكَذَلِكَ النَّفْلُ وَيُسَمَّى الرَّجُلُ الْكَثِيرُ الْعَطَايَا نَوْفَلًا

اللہ سبحانہ وتعالی نے ان نعمتوں کا ذکر فرمایا کہ جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر ہیں اور ان نعمتوں میں سے یہ بھی ہے کہ سیدنا اسحاق علیہ السلام اور سیدنا یعقوب علیہ السلام عطا فرمائے نفل کر کے۔۔۔۔ 👈 اور جان لو کہ بے شک نفل کا معنی عطیہ تحفہ ہوتا ہے، اسی وجہ سے نماز کے نوافل کو بھی نفل کہتے ہیں کہ وہ اللہ کا تحفہ ہوتے ہیں اور جو شخص بہت زیادہ تحائف دیتا ہو اسے نوفل کہتے ہیں

تفسیر کبیر رازی 22/160

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459.. 500..517...536...543

-

،ایت مبارکہ اور اس کی تفاسیر سے واضح ہوتا ہے کہ نفل انتہائی اہم چیز کو کہتے ہیں تحفے کو کہتے ہیں

عطیہ کو کہتے ہیں، اللہ تبارک وتعالی کی خاص نعمتوں کو بھی نفل کہتے ہیں وہ نعمتیں کہ جو فرض

واجب نہ ہوں، کیونکہ ایت مبارکہ میں اور تفسیر کبیر میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ اللہ تعالی

نے نعمتوں کا ذکر فرمایا اور ان نعمتوں میں سے ایک نعمت کو نفل فرمایا، تو ایت مبارکہ اور تفاسیر

سے ثابت ہو گیا کہ نفل فالتو چیز کو نہیں کہتے بلکہ اللہ کی نعمت کو خاص نعمت کو کہتے ہیں اور تحفے کو

کہتے ہیں اور فضیلت والی چیز کو کہتے ہیں، فائدہ مند چیز کو کہتے ہیں

-

*دلیل 3

القرآن

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ

بے شک تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی اسوہ حسنہ ہے

سورہ احزاب ایت 21

أي في أخلاقه وأفعاله قدوة حسنة

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اخلاق اور کردار اور تمام کام ہر چیز اسوہ حسنہ ہیں کہ ان کی پیروی کی جائے

تفسیر محاسن التاویل8/57

-

وفي نبينا مُحَمَّدٍ- عليه السلام- أسوةٌ حسنةٌ على الإطلاق

اور ہمارے نبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مطلق طور پر یعنی ان کی ہر چیز ہر کام ہر فعل ہر قول مبارک سب کچھ اسوہ حسنہ ہے، اس کی پیروی کرنی ہے

تفسیر ثعالبی5/419

-

فَهِيَ عَامَّةٌ فِي كُلِّ شَيْءٍ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ ایت عام ہے یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر چیز ہر فعل ہر قول اسوہ حسنہ ہے، اس کی پیروی کرنی ہے .(تفسیر فتح القدیر4/312

بِهِ اقْتِدَاءٌ حَسَنٌ

ہر معاملے میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی پیروی کرنا اسوہ حسنہ ہے

تفسیر بغوی 6/335

-

،ایت مبارکہ اور تفاسیر سے واضح ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فعل، کوئی قول کوئی کام، کوئی عبادت، کوئی بات، کوئی بھی چیز بیکار و فالتو نہیں ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اخلاق عادات قول فعل ہر چیز ساری زندگی اپ کی اسوہ حسنہ ہے، فالتو بے کار اپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ذرہ برابر بھی نہیں۔۔۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوافل پڑھے تو اس ایت مبارکہ اور تفاسیر سے ثابت ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نوافل فالتو نہیں بلکہ عظیم الشان چیزیں ہیں۔۔۔جبکہ مرزا جہلمی کہہ رہا ہے کہ نعوذ باللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے نوافل فالتو چیز ہیں

-

ائیے ایک جھلک دیکھیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ نفل کے بارے میں کیا ہے

إِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَقُومُ لِيُصَلِّيَ حَتَّى تَرِمُ قَدَمَاهُ أَوْ: سَاقَاهُ، فَيُقَالُ لَهُ فَيَقُولُ : " أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا

شَكُورًا

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اتنے نوافل پڑھا کرتے تھے کہ اپ کے قدم مبارک یا ایڑیاں مبارک سوج جاتی تھیں، ان سے عرض کیا جاتا (کہ اپ تو عظیم الشان ہی، گناہوں سے پاک ہیں تو آپ اتنے نوافل کیوں ادا فرماتے ہیں، بظاہر اتنی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں) تو اپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ کیا میں اللہ تعالی کا شکر گزار بندہ نہ بنوں

بخاری حدیث1130

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک سے بالکل واضح ہے کہ نفل کبھی بھی فالتو نہیں ہوتے، شکر گزاری کے لیے بھی ہوتے ہیں تو دیگر مقاصد کے لیے بھی ہوتے ہیں، دیگر فوائد کے بھی حامل ہوتے ہیں

ـ

وروى أبو يعلى برجال الصحيح عنه وهو ثقة ثبت عن علي- رضي الله تعالى عنه- قال: كان رسول الله- صلى الله عليه وسلم- يصلي من الليل «التّطوع ثمان ركعات، وبالنهار اثنتي عشرة ركعة

امام ابویعلی نے صحیح سند کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث روایت کی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو8رکعت اور دن کو12 رکعت فرائض کے علاوہ ادا فرماتے تھے..(سبل الھدی والرشاد263/8

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ عمل مبارک یہ سنتیں ادا کرنا ایک دو دن کا کام نہیں بلکہ سیدنا علی
رضی اللہ تعالی عنہ فرمارہے ہیں کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ادا فرماتے تھے یعنی ان کا
معمول تھا یعنی پابندی کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔۔۔اور جو چیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ خاص نہ ہو لیکن اپ علیہ الصلوۃ والسلام پابندی کے ساتھ ادا فرمائیں تو وہ ہمارے لیے سنت
موکدہ بن جاتی ہے، سنت موکدہ کا تصور بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک سے
ہی ثابت ہے جو کہ اگے حدیث پاک ارہی ہے

عَائِشَةَ ، قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ثَابَرَ عَلَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ : أَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو 12
رکعت سنت پابندی کے ساتھ ادا کرتا رہے تو اللہ تعالی اس کے لیے جنت میں ایک خاص گھر بنواتا
ہے،وہ 12 رکعت سنت یہ ہیں

چار رکعت سنت ظہر سے پہلے اور دو رکعت سنت ظہر کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے

ابن ماجہ حدیث1140

ترمذی حدیث414 نحوہ

استاد بخاری مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث5975 نحوہ

۔

حدیث مبارکہ سے دوٹوک ثابت ہو گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرائض وواجبات کے علاوہ 12 رکعت کو نفل نہیں فرمایا بلکہ سنت فرمایا اور تاکید فرمائی کہ اس کو پابندی کے ساتھ ادا کیا کرو، جبکہ مرزا جہلمی کہتا ہے کہ کسی حدیث میں نہیں ہے کہ سنت ہیں یہ، مرزا جہلمی کہتا ہے کہ ان کو پابندی سے ادا کرنا غلط بات ہے غیر ضروری ہے جبکہ اپ کے سامنے حدیث مبارکہ واضح طور پر موجود ہے

۔

*دلیل4

انفال یعنی مال غنیمت کا معنی فالتو چیز نہیں ہیں۔۔۔تفصیل پڑھیے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

:القرآن

قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوۡلِ

اے محبوب فرمادیجئے کہ انفال اللہ کے لیے ہے اور رسول کے لیے ہے

سورہ انفال ایت 1

بتایئے اگر انفال فالتو چیز کو کہتے ہیں تو پھر فالتو چیز اللہ کے لیے ہے۔۔۔؟؟ فالتو چیز رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے۔۔۔؟؟ کیا یہ اللہ کی شان ہے۔۔۔؟؟ کیا یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائق ہے کہ اپ کو فالتو چیز تھمادی جائے۔۔۔؟؟

.

وَمَعْنَى الْأَنْفَالِ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ: كُلُّ إِحْسَانٍ فَعَلَهُ فَاعِلٌ تَفَضُّلًا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَجِبَ ذَلِكَ عَلَيْهِ،

انفال کا معنی کلام عرب میں لغت عرب میں یہ ہے کہ ہر وہ نیکی بھلائی کہ جو واجب نہ ہو وہ نفل کہلاتی ہے

تفسیر ابن کثیر 4/9

یعنی نفل فالتو نہیں ہوتے بلکہ وہ نیکی ہوتے ہیں بھلائی ہوتے ہیں۔۔۔ہاں وہ ایسی نیکی ایسی بھلائی ہوتے ہیں کہ جو فرض واجب کے علاوہ ہے

-

النفل الغنيمة لانها من فضل الله وعطائه

مال غنیمت کو نفل اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے فضل اور عطا سے ہے

تفسیر نسفی1/629

-

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الانفال} النفل الغنيمةُ سُمّيت به لأنها عطيةٌ من الله تعالى زائدة على ما هو أصلُ الأجرِ في الجهاد من الثواب الأخروي

اپ سے انفال کے بارے میں سوال کرتے ہیں اس ایت میں جو انفال ہے وہ نفل کی جمع ہے اور نفل سے مراد یہاں مال غنیمت ہے، مال غنیمت کو نفل اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے جہاد کے اخروی ثواب کے علاوہ ایک عطیہ تحفہ ہے

تفسیر ارشاد العقل السلیم

4/2.

عَنِ الْأَنْفالِ يعنى ان الغنائم لمن هى والنفل الغنم لانها من فضل الله وعطائه

ایت میں جو افال ہے اس سے مراد غنیمتیں ہیں اور انفال نفل سے نکلا ہے نفل کا یہاں معنی ہے مال غنیمت اور مال غنیمت کو نفل اس لیے کہتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کے فضل اور عطا سے ہے ..

تفسیر مظہری 6/4)

ہم نے قران مجید سے چار ایات مبارکہ اور ہر ایت کی تفسیر میں چار تفاسیر کے حوالہ جات بطور تبرک دیے ہیں ورنہ حوالہ جات نکالے جائیں تو بہت طویل کتاب بن جائے۔۔

سمجھنے والے کے لیے تو ایک ایت بھی کافی ہے ایک حدیث بھی کافی ہے لیکن ہم نے بطور تبرک حق چار یار کی نسبت سے چار ایت مبارکہ اور ہر ایت کی چار تفاسیر سے حوالہ جات دیے ہیں تاکہ تھوڑی تفصیل ہو جائے شاید کہ منکرین کے دلوں کو جھنجھوڑے اور ہماری یہ تحریری ہدایت کا باعث بن جائے۔۔۔ امین یارب العالمی

ـ

*دلیل 5

:الحدیث القدسی

وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ

اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میرا بندہ نوافل کے ساتھ اتنا قرب پاتا ہے کہ وہ میرا محبوب ترین بن جاتا ہے

بخاری حدیث 6502

جہلمی اور اس کے ماننے والو جنجوڑو اپنی ضمیر کو۔۔ دیکھو کہ اللہ تعالی حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ نفل کوئی فالتو چیز نہیں بلکہ یہ ایسی عظیم الشان عبادت ہے کہ اس کے ذریعے سے بندہ اللہ کا خاص قرب پاتا ہے

۔

*دلیل 6

الحدیث

وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ ؛ صَلَاةُ اللَّيْلِ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کے فرائض کے بعد افضل نماز وہ ہے کہ جو اور رات کو نوافل پڑھے جائیں

مسلم حدیث 2756,1163

اور کتنے دلائل چاہیے۔۔۔؟؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نوافل کو افضل ترین نماز قرار دیا جارہا ہے، بتاؤ کہ کیا فالتو چیز بھی افضل ہو سکتی ہے۔۔۔؟؟ جہلمی اور اسکے ماننے والو اللہ تمھیں ہدایت دے

دلیل7

:الحدیث

وَإِنْ كَانَ انْتَقَصَ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ : انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ ؟ فَإِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ قَالَ : أَتِمُّوا لِعَبْدِي فَرِيضَتَهُ

مِنْ تَطَوُّعِهِ

قیامت کے روز اللہ تعالی فرمائے گا کہ اگر میرے بندے کے فرائض میں کوئی کمی ہے تو دیکھو اس نے کوئی نوافل پڑھے ہیں، اگر اس نے نوافل پڑھے ہیں تو اس کی کمی کو نوافل سے پوری کر دو

ابو داؤد حدیث864

نوافل کا فائدہ یہ بھی ہے جو اپ نے مذکورہ حدیث پاک میں پڑھا۔۔۔اتنے بڑے فائدے والی چیز کو فالتو کہتے ہوئے شرم نہیں اتی۔۔۔۔؟؟

ـ

*دلیل8

سنت کی ٹرم یعنی سنت کی اصطلاح مرزا جہلمی کے مطابق بعد کے فقہاء نے ایجاد کی ہے 👈 جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان نوافل کو سنت قرار دیا ہے

یہ دیکھیے حدیث پاک

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

عَائِشَةَ ، قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ثَابَرَ عَلَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنَ السُّنَّةِ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ : أَرْبَعِ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ، وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو 12 رکعت سنت پابندی کے ساتھ ادا کرتا رہے تو اللہ تعالی اس کے لیے جنت میں ایک خاص گھر بنواتا ہے، وہ 12 رکعت سنت یہ ہیں

چار رکعت سنت ظہر سے پہلے اور دو رکعت سنت ظہر کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے

ابن ماجہ حدیث 1140

ترمذی حدیث 414 نحوہ

استاد بخاری مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث 5975 نحوہ

-

*دلیل 9

سنت کو موکدہ کہنے یعنی سنت کولازمی قرار دینے کی دلیل بھی خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے اور عمل مبارک بھی اس کی دلیل ہے، عمل مبارک اس طرح دلیل ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سنتوں پر ہمیشگی فرمائی یعنی مستقل یہ سنتیں پڑھتے رہے ،اور حضور نے فرمایا کہ تم پر میری سنتیں لازم ہیں

بلکہ خود حدیث پاک میں ہے کہ رسول کریم نے فرمایا کہ جو میری سنتوں سے دور بھاگے گا وہ مجھ سے نہیں ہے یعنی رسول کریم اس سے لاتعلقی فرمارہے ہیں جو سنتوں کو چھوڑتا پھرے تو بتائیے بعد کے فقہاء نے ایجاد کیا یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک اور عمل مبارک سے یہ ثابت ہے کہ سنت موکدہ لازمی ہیں، ان پر عمل لازمی ہے۔۔۔۔؟؟

ـ

:الحدیث

أَنَا فَإِنِّي أُصَلِّي اللَّيْلَ أَبَدًا، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَصُومُ الدَّهْرَ وَلاَ أُفْطِرُ، وَقَالَ آخَرُ: أَنَا أَعْتَزِلُ النِّسَاءَ فَلاَ أَتَزَوَّجُ أَبَدًا، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَ: «أَنْتُمُ الَّذِينَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا، أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَخْشَاكُمْ لِلَّهِ وَأَتْقَاكُمْ لَهُ، لَكِنِّي أَصُومُ وَأُفْطِرُ، وَأُصَلِّي وَأَرْقُدُ، وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي»

ایک صحابی نے عزم کیا کہ میں ساری رات ہمیشہ نوافل پڑھا کروں گا اور دوسرے صحابی نے عزم کیا کہ میں ساری زندگی، ہر دن روزہ رکھوں گا اور کبھی بھی کوئی روزہ نہیں چھوڑوں گا، ایک اور صحابی نے عزم کیا کہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے عورتوں سے دور ہو جاؤں گا اور کوئی شادی نہ کروں گا۔۔۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان سے کہا کہ کیا تم وہی ہو کہ جس نے یہ یہ بات کہی ہے، سنو خدا کی قسم میں محمد رسول اللہ سب سے زیادہ اللہ کا خوف رکھتا ہوں اور سب ،سے زیادہ تقوی والا ہوں اور میں نفلی روزے بھی رکھتا ہوں اور روزے کسی دن نہیں بھی رکھتا نفلی نمازیں پڑھتا ہوں اور (بظاہر) نیند بھی کرتا ہوں، اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں تو یہ ساری میری سنتیں ہیں اور جس نے میری سنتوں سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں ہے، میں اسے لا تعلقی کا اعلان کرتا ہوں

بخاری حدیث 5063

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اس فرمان مبارک سے ثابت ہو گیا کہ جس سنت مبارکہ پر اپ نے ہمیشگی فرمائی اور ہم اس کو نفل نفل کے کر چھوڑتے پھریں تو یہ بہت خطرناک چیز ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص سے اللہ تعلقی کا اظہار فرما رہے ہیں، 🚨 جبکہ مرزا جہلمی اس مشن پر لگا ہے کہ کسی طرح امت کو سنت موکدہ سے دور کر دیا جائے، ان کے دلوں میں سنت کی عظمت ختم کر دی جائے۔۔۔پہچانو، لوگو پہچانو یہ علمی کتابی نہیں ہے بلکہ مکار فسادی ہے اور مکار

اگر سمجھائے نہ سمجھے تو ایسے ضدی فسادی کو ٹھکانے لگانا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مبارک ہے.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشگی سے سنتیں پڑھا کرتے تھے یہ لیجئے حوالہ حدیث مبارک سے

الحدیث

،كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ التَّطَوُّعَ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ وَبِالنَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً....إسناده صحيح

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھ رکعت اور دن کو 12 رکعت پڑھا کر دیتے تھے، اس حدیث کی تحقیق میں محقق کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے

مسند ابی یعلی حدیث 495.

*دلیل 10

لغت میں نفل کے معنی وہ نہیں جو مرزا جہلمی نے بتائے ہیں عربی میں فالتو کے لیے "عبث" لفظ استعمال ہوتا ہے.. عربی لغت میں نفل کے معنی اوپر دیے گئے دلائل میں سے قران مجید کی ایات کی تفسیر میں بھی بتائے گئے ہیں

کہ 👈 👈 نفل "فضیلت تحفہ نعمت" کو کہتے ہیں اور مزید عربی لغت سے نفل کے معنی یہ ہیں

1ـــنَافِلَةُ الصَّلاَة، (كالنَّفْلِ) ، سُمِّيت صَلَاة التَّطَوُّع نافِلَةً وَنَفْلاً؛ لِأَنَّها زِيادَةُ أَجْرٍ لَهُمْ عَلى مَا كُتِبَ لَهُم مِن ثَوابِ مَا فُرِضَ عَلَيْهِم

نفل نماز کو نفل اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ فرائض کے ثواب کے علاوہ زیادہ اجر دینے والی چیز ہے

تاج العروس31/18

ثابت ہوا کہ نفل اجر و ثواب یعنی فضیلت والی چیز کو کہتے ہیں

ـ

ـــنافلة، أي: فضيلةً

نفل کا معنی ہے فضیلت والی چیز

العین3/385

ـ

وصلاةُ التطوُّع نَافِلةٌ لأَنها زِيَادَةُ أَجْرٍ لَهُمْ عَلَى مَا كُتِبَ لَهُمْ مِنْ ثَوَابِ... مَا فُرِضَ عَلَيْهِمْ

نفل نماز کو نفل اس لیے کہتے ہیں کیونکہ یہ فرائض کے ثواب کے علاوہ زیادہ اجر دینے والی چیز ہے

لسان العرب11/671

.

.نفل: النفل: الغنم، والجمع الأنفال، ونفلتك: أعطيتك نفلا...

والنافلة: عطية الطوع من حيث لا يجب، ومنه نافلة

الصلاة

نفل "مال غنیمت" کو بھی کہتے ہیں جس کی جمع انفال ہوتی ہے اور اس کا معنی ہے میں نے تمہیں

تحفہ دیا... نفل نماز کو نفل اس لیے کہتے ہیں کہ وہ تحفہ ہوتی ہے لیکن واجب نہیں ہوتی

مجمل اللغۃ ص877

-

سُمِّيت الغَنائم أَنفالاً، لأنّ الْمُسلمين فُضِّلُوا على سَائِر الأُمم الَّذين...5

لم تَحِلّ لَهُم الغَنائم.وسُمّيت صَلَاة التطوُّع: نَافِلَة، لِأَنَّهَا زِيَادَة أَجْر

لَهُم على مَا كُتب من ثَواب مَا فُرِض

عَلَيْهِم

مال غنیمت کو انفال کہتے ہیں کیونکہ یہ وہ فضیلت والی چیز ہے کہ جو دوسری امتوں کے لیے حلال

نہیں تھی لیکن اللہ کی طرف سے تحفہ ہو کر مسلمانوں کے لیے حلال کر دی گئی اور نفل نماز کو نفل

اس لیے کہتے ہیں کہ فرض کے علاوہ جو زیادہ ثواب ملتا ہے وہ ان نوافل سے ملتا ہے

تھذیب اللغۃ15/265

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

-

عربی لغت کی مشہور و معروف معتبر ترین کتب سے ہم نے چند حوالے پیش کیے ہیں، سمجھنے والے کے لیے تو ایک حوالہ بھی کافی تھا لسان العرب کا یا تاج العروس کا۔۔۔اللہ کریم سمجھ عطا فرمائے ہدایت عطا فرمائے اور ہدایت کا باعث بنائے

-

*دلیل 11

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال مبارک کردار مبارک احوال مبارک حتی کہ اپ علیہ الصلوۃ والسلام سے نسبت رکھنے والی ہر چیز کا ادب ضروری ہے اور جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کام کو فالتو کہے تو یہ گستاخی ہے۔۔۔مرزا جہلمی لفظ فالتو کی کوئی تاویل کر کے بچ نہیں سکتا کیونکہ عرف میں لفظ فالتو اور مرزا جہلمی کا انداز دونوں ہی گستاخی اور توہین ہیں، کوئی ذی شعور ایسے الفاظ وہ انداز کو ادب کا الفاظ و انداز نہیں کہہ سکتا، اگرچہ لغت میں فالتو کا دوسرا کوئی خفیہ معنی نکلتا ہو کہ جس سے بچنے کی کوشش کرے تو بھی یہ اس کی کوشش نا قابل قبول ہو گی کیونکہ کسی چیز کے گستاخی ہونے کا دارومدار الفاظ پہ بھی ہے اور اس پر بھی ہے کہ عرف میں اس کو گستاخی سمجھا جاتا ہے یا نہیں۔۔۔عرف عام میں جس چیز کو گستاخی سمجھا جاتا ہو تو اس کی لاکھ تاویل کیجئے، کوئی خفیہ بعید معنی مراد لے کر تاویل کیجیے تو بھی قابل قبول نہیں ہو گی کیونکہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ

وسلم اور معزز ہستیوں کے متعلق قران اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسے الفاظ انداز گستاخی ہیں کہ جو عرف میں توہین کے لیے استعمال ہوتے ہوں یا اشارتا کنایتا کسی بھی طریقے سے توہین کے لیے استعمال ہوں تو وہ گستاخی ہیں، کوئی تاویل وغیرہ نہ سنی جائے گی

.

القرآن

لِّتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ وَ تُعَزِّرُوۡہُ وَ تُوَقِّرُوۡہُ ؕ وَ تُسَبِّحُوۡہُ بُکۡرَۃً وَّ اَصِیۡلًا

اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو

(سورہ فتح آیت9)

.

وعزَّروه"، يقول: وَقَّروه وعظموه

معنی ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ (ہر حال میں) رسول کی تعظیم و توقیر کرو

(تفسیر طبری13/168)

.

وَذِكْرِ تِلْكَ الْأَحْوَالِ الْوَاجِبِ مِنْ تَوْقِيرِهِ وَتَعْظِيمِهِ، وَيُرَاقِبُ حَالَ لِسَانِهِ وَلَا يُهْمِلُهُ وَتَظْهَرُ عَلَيْهِ عَلَامَاتُ الْأَدَبِ

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے احوال کو بیان کرے تو اس پر واجب ہے کہ تعظیم و توقیر سے بیان[1] کرے اور اپنی زبان کی سخت نگرانی رکھے، اسے کھلا نہ چھوڑ دے اور اس پر ادب کی علامات بالکل ظاہر ہونے چاہیے

شفاء شریف 2/544

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز مبارک کو فالتو کہنے والا اور انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ مکاری کے ساتھ اور بار بار فالتو کہنے والا ادب کا انداز ہے یا گستاخی کا، اندازہ لگانا مشکل نہیں۔۔۔!!

فمن ذلك أن من سبّ نبيا عليه أفضل الصلاة والسلام ـــــ- أو عابه أو الحق به نقصا في نفسه أو في نسبه أو دينه أو خصلة من خصاله، أو عرض به أو شبهه بشيء على طريق السب والازدراء أو التصغير بشأنه أو الغض منه، أو العيب له، أو لعنه أو دعا عليه، أو تمنى له مضرة أو نسب إليه ما لا يليق بمنصبه على طريق الذم، أو عبث في جهته العزيزة

جس کسی نے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو برا کہا، یا عیب لگایا، یا ان کی ذات، انکے نسب، انکے[2] دین اور انکی کسی صفات یا کسی بھی خصلت عادت طور طریقہ عمل میں نقص کی نسبت کی، یا ان کی

طرف اشارے میں گستاخی کی، یا کسی حقیر یا ناپسندیدہ چیز سے ان کا تمثیلی یا تشبیہی تعلق جوڑا اور گستاخی توہین، یا چھوٹا دکھانے کے انداز میں، یا ان کے مقام و مرتبہ میں کمی کرنے کی کوشش کی، یا ان پر کوئی عیب لگایا، یا ان پر لعنت کی، یا ان پر بد دعا کی، یا ان کے لیے کسی نقصان کی خواہش کی، یا ان کی شان کے خلاف کوئی بات اس نیت سے کہی جو ان کے مرتبے کے شایان شان نہ ہو، یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جہت عزیزہ کی طرف فالتو کی نسبت کی تو وہ کافر و گستاخ ہے

الإعلام بقواطع الإسلام ص177

ومن توقيره - صلى الله عليه وسلم - تعظيم شأنه احترامًا، وإكبارًا .
،لكل ما يتعلق به من اسمه وحديثه، وسنته وشريعته، وآل بيته
وصحابته - رضوان الله عليهم - وكل ما اتصل به - صلى الله عليه
وسلم

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی توقیر (کہ جو اسلام کا ایک ستون ہے اسی تعظیم و توقیر) میں سے ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے تمام معاملات کی تعظیم کی جائے احترام کیا جائے اور بڑائی اور تعظیم دی جائے ہر اس چیز کو جو حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے تعلق رکھتی ہے جیسے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا نام مبارک، اپ کی احادیث مبارک اور اپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں، قول مبارک، کردار مبارک، شریعت اور اہل بیت اور صحابہ کرام اور ہر وہ چیز کہ جو رسول کریم صلی

اللہ علیہ وسلم سے تعلق رکھتی ہے نسبت رکھتی ہے ان کی تعظیم وتوقیر کرنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر میں سے ہے

موسوعہ محاسن الاسلام 1/168

-

مَنْ سَبَّهُ أَوْ شَتَمَهُ، أَوْ عَابَهُ أَوْ تَنَقَّصَهُ فَإِنَّهُ يُقْتَلُ، وَحُكْمُهُ عِنْدَ الْأُمَّةِ الْقَتْلُ كَالزِّنْدِيقِ وَقَدْ فَرَضَ اللَّهُ تعالى

توقيره

جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا، گالی دی یا عیب لگایا یا ان کی شان میں کمی کی، بے4 شک اس کو قتل کر دیا جائے گا اس کا حکم ساری امت کے نزدیک قتل ہے جیسے کہ زندیق کو قتل کیا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کو فرض قرار دیا ہے

شفاء شریف 2/477

شتمه أو عابه أو تنقصه فإنه يقتل، وحكمه عند الأمة

القتل

جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہا یا عیب لگایا یا ان کی شان میں کمی کی اس کو قتل کیا5 جائے گا اس کا حکم تمام امت کے مطابق قتل ہے..(السیف المسلول ص127-

وَيُعْتَبَرُ سَابًّا لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُل مَنْ أَلْحَقَ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْبًا أَوْ نَقْصًا، فِي نَفْسِهِ، أَوْ نَسَبِهِ، أَوْ دِينِهِ، أَوْ خَصْلَةٍ مِنْ خِصَالِهِ، أَوِ ازْدَرَاهُ، أَوْ عَرَّضَ بِهِ، أَوْ لَعَنَهُ ، أَوْ شَتَمَهُ، أَوْ عَابَهُ، أَوْ ،قَذَفَهُ، أَوِ اسْتَخَفَّ بِهِ

وَنَحْوَ ذٰلِکَ

جس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی عیب لگایا یا کمی کی یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارک یا ان کے نسب مبارک یا ان کے دین مبارک یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی عادت فعل کے متعلق عیب و کمی کی نسبت کی، یا ان کو کمتر سمجھا یا اشارے کنائے سے گستاخی کی یا لعنت کی یا برا کہا یا عیب لگایا یا تہمت لگائی یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ کسی کام یا ذات مقدس یا قول مبارک یا متعلقات کو ہلکا جانا، یا اس قسم کی دیگر چیزیں کی تو ایسا کرنے والا گستاخ شمار ہو گا

موسوعہ فقہیہ کوئیتیہ 22/144

-

مَنْ سَبَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ عَابَهُ أَوْ أَلْحَقَ بِهِ نَقْصًا فِي نَفْسِهِ أَوْ نَسَبِهِ أَوْ دِينِهِ أَوْ خَصْلَةٍ مِنْ خِصَالِهِ أَوْ عَرَّضَ بِهِ أَوْ شَبَّهَهُ بِشَيْءٍ عَلَى وَجْهِ السَّبِّ أَوِ الِازْدِرَاءِ أَوِ التَّصْغِيرِ لِشَأْنِهِ أَوِ الْغَضِّ مِنْهُ يُقْتَلُ كَالسَّابِّ وَيَسْتَوِي التَّصْرِيح

وَالتّلُوِیحُ

جس نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی مذمت کی یا گستاخی کی یا ان پر عیب لگایا یا ان کی ذات میں یا ان کے نسب میں یا ان کے دین میں کسی قسم کی کمی کی، یا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے کسی حالت عادت قول فعل وغیرہ میں کمی کی نسبت کی، اشارتاً گستاخی کی یا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو کسی شے کے ساتھ تشبیہ دی گستاخی کے طور پر حقارت کے طور پر کمی کے طور پر یا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں کوئی کمی کی نسبت کی تو اس کو قتل کیا جائے گا کیونکہ وہ گستاخ ہے اور ان تمام معاملات میں وہ گستاخی دوٹوک الفاظ و انداز سے کرے یا اشارے کنائے سے کرے ہر حال میں اسے گستاخ قرار دیا جائے گا

الذخیرۃ للقرافي 12/22

عابه) أي ذمه (أو ألحق به نقصا في نفسه) أي ذاته أو صفاته (أو نسبه) بفتحتين (أو دينه) أي شريعته وسيرته وحكوماته (أو خصلة من خصاله) أي حالة من حالاته أو كلمة من مقالاته سواء صرح به (أو عرض به) بتشديد الراء أي لوح فيه (أَوْ شَبَّهَهُ بِشَيْءٍ عَلَى طَرِيقِ السَّبِّ لَهُ أو الإزراء عليه) أي احتقارا به واستخفافا بحقه (أو التّصغير لشأنه) أي الاحتقار لعظيم قدره (أو الغضّ منه) أي الخفض والنقص من أمره (والعيب له) في حكمه (فهو) بكل واحد مما ذكر

سَابٌّ لَہُ)

جس نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام پر عیب لگایا یا مذمت کی یا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات یا 8
صفات یا نصب میں کوئی کمی کی نسبت کی، یا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شریعت سیرت حکومت
فیصلے کی طرف کمی کی نسبت کی، یا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی کسی خصلت یعنی حضور علیہ الصلوۃ
والسلام کے حالات میں سے کسی بھی ایک حالت یا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے تمام کلمات میں
سے کسی ایک لفظ میں واضح طور پر کمی کی نسبت کی یا اشارے کے طور پر کمی کی نسبت کی۔۔۔یا
حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی تشبیہ کسی شے کے ساتھ عیب کے طور پر حقارت کے طور پر کی یا اپ
کی شان گھٹانے کے لیے کی، یا عیب لگایا تو ان تمام صورتوں میں وہ شخص گستاخ کہلائے گا

شرح شفاء ملا علی قاری 2/391

-

وَأَلْحَقَ نَقْصًا فِي نَسَبِهِ أَوْ دِينِهِ أَوْ عِرْضِهِ أَوْ خَصْلَةٍ مِنْ خِصَالِهِ أَوْ قَالَ تَعْبِيرًا رِدَاءُ النَّبِيِّ وَسِخٌ أَوْ عَيَّرَهُ بِرَعْيِ الْغَنَمِ أَوْ السَّهْوِ أَوْ النِّسْيَانِ أَوْ نَسَبَ إِلَيْهِ سَفَهًا مِنْ الْقَوْلِ أَوْ قَالَ اسْتِخْفَافًا هُزِمَ النَّبِيُّ أَوْ قَالَ أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ الْعَرَبِ كَفَرَ فِي الْكُلِّ

جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نسب مبارک یا دین مبارک یا شان مبارک یا اپ کے کسی 9
کام و خصلت کے متعلق نقص و کمی کی نسبت کی، یا تعبیرا کہا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

میلی ہے، یا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو طعنہ مارتے ہوئے کہا کہ وہ تو بکریاں چراتے تھے، یا کہا کہ وہ تو بھول جاتے تھے یا ان کی طرف کوئی بیہودہ بات منسوب کی یا حضور کی شان میں کمی کرتے ہوئے کہا کہ حضور کو تو شکست ہو گئی، یا کہا کہ وہ عربی نہیں ہے تو ان تمام صورتوں میں وہ گستاخ و کافر ہے

بریقۃ محمودیۃ2/62

-

سبا الی العرف

توہین اور گستاخی کے معاملے میں عرف کو دیکھا جائے گا(اگر عرف میں وہ توہین و گستاخی شمار ہوتی (ہے تو اسے گستاخ قرار دیا جائے گا

السیف الجلی ص190

سبًا، وهو أمر يرجع فيه إلى العرف

توہین اور گستاخی یہ وہ معاملہ ہے جس میں عرف عام کی طرف رجوع کیا جائے گا

السیف المسلول ص432

-

فيجب أن يرجع في الأذى والشتم إلى العرف، فما عدَّه أهل العرف سبًّا أو انتقاصًا أو عيبًا أو طعنًا ونحو ذلك فهو من السب

توہین گستاخی اذیت گالی وغیرہ معاملات میں عرف کی طرف رجوع کیا جائے گا جس لفظ و انداز کو

اہل عرف (عام طور پر لوگ) گالی گستاخی عیب طعنہ، کمتری، حقارت

شمار کریں تو وہ لفظ و انداز توہین و گستاخی شمار ہو گی

الاختیارات الفقھیۃ ص352

القرآن:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا

بے شک وہ لوگ جو اللہ کو اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں (رسول کی گستاخی کر کے انکار

کر کے کسی بھی طریقے سے) تو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اللہ نے

ان (گستاخوں منکروں) کے لیے ذلت کا عزاب تیار کر رکھا ہے

(سورہ الاحزاب آیت 57)

وفي الآية دلالة عصمة رسول اللَّه، وألا يكون منه ما يستحق الأذى[1]
بحال

اس آیت میں واضح دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں اور ان کی کسی بھی حال میں اذیت و گستاخی نہیں کر سکتے

(تفسیر الماتریدی8/413)

.

لما أمر تعالى بتعظيم رسوله صلى الله عليه وسلم، والصلاة والسلام عليه، نهى عن أذيته، وتوعد عليها فقال: {إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ} وهذا يشمل كل أذية، قولية أو فعلية، من سب وشتم، أو تنقص له، أو لدينه، أو ما يعود إليه بالأذى. {لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا} أي: أبعدهم وطردهم..{وَالآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا} جزاء له على أذاه، أن يؤذى بالعذاب الأليم، فأذية الرسول، ليست كأذية غيره، لأنه صلى الله عليه وسلم- لا يؤمن العبد بالله، حتى يؤمن برسوله صلى- ،الله عليه وسلم. وله من التعظيم، الذي هو من لوازم الإيمان

ما يقتضي ذلك

جب اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم دیا اور انکو اذیت دینے انکی[2] گستاخی کرنے سے روکا تو یہ بھی ڈر سنایا کہ دنیا و آخرت میں لعنت و عذاب ہو گا...رسول کی ہر قسم کی گستاخی سے اللہ نے روکا ہے چاہے وہ گستاخی قول سے ہو، فعل و عمل سے ہو، سب و شتم سے

ہو، یاانکی ذات میں یاانکے دین میں تنقیص کی جائے یاکوئی بھی گستاخی ہو اسکی جزادنیاو آخرت میں لعنت وسزاہے....رسول کریم کواذیت دیناگستاخی کرنادوسروں کی اذیت وگستاخی کی طرح نہیں کیوں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے کہ اللہ پر کوئی بندہ اس وقت ایمان لائے گاجب وہ رسول پر ایمان لائے گااور رسول کی تعظیم کرے گایہ ایمان کے لوازمات میں سے ہے ایمان کا تقاضاہے

(تفسیر السعدی ص671)

.

عبر بإيذاء الله ورسوله عن فعل ما لا يرضى الله ورسوله[3]

اللہ اور اس کے رسول کوایذادینااسکی وضاحت یوں ہے کہ ایساقول وفعل بیان کیاجائے جس سے اللہ راضی نہ ہواور رسول راضی نہ ہو

(تفسیر نسفی3/44).

نزلت في الذين طعنوا على النبي صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم[4]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعنے مارے گئے تو یہ آیت نازل ہوئی (کہ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت نہ دو گستاخی نہ کرو)

(تفسیر طبری20/323)

من أذى رسول الله صلى الله عليه وسلم بطعن فى شخصه او دينه او نسبه او صفة من صفاته او بوجه من وجوه الشين فيه صراحة او كناية او تعريضا او اشارة كفر

ولعنه الله

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے ان کو اذیت[5] پہنچائے کوئی طعنہ دے کہ ان کی ذات میں طعنہ دے یا ان کے دین میں طعنہ دے یا ان کے نسب میں طعنہ دے یا ان کی صفات میں سے کسی صفت میں طعنہ دے یا کسی بھی طریقے کی توہین کرے صراحتاً کرے یا کنایۃ کرے، تعریضا کرے یا اشارتا کرے کسی بھی طرح کرے سب کفر ہے اور اللہ کی اس پر لعنت ہے

(تفسیر مظہری 7/381)

.

[6] «عَيَّرَهُ بِشَيْءٍ مِمَّا جَرَى مِنَ الْبَلَاءِ وَالْمِحْنَةِ عَلَيْهِ، أَوْ غَمَصَهُ » بِبَعْضِ الْعَوَارِضِ الْبَشَرِيَّةِ الْجَائِزَةِ وَالْمَعْهُودَةِ لَدَيْهِ، وَهَذَا كُلُّهُ إِجْمَاعٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَأَئِمَّةِ الْفَتْوَى مِنْ لَدُنِ الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللَّهِ عليهم إلى هلم جرا

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عار دی (طعنہ مارا) ان چیزوں کے ذریعہ سے کہ جو اللہ تعالی نے ان پر امتحانات ڈالے مصائب ڈالے تو یہ کفر ہے

یا

پھر عوارض بشریہ (یعنی کھانا پینا سونا جاگنا شادی کرنا سردی گرمی لگنا وغیرہ) کے ذریعے توہین و گستاخی کی تو بھی کفر ہے....اس پر آج تک کے معتبر علماء کا اجماع ہے مفتیان کرام کا اجماع ہے صحابہ کرام کا اجماع ہے

(الشفابتعریف حقوق المصطفی 2/474)

.

أو عيّره بشيء مما جرى من البلاء والمحنة عليه، أو غمصه ببعض العوارض البشرية الجائزة والمعهودة لديه كان كافرا بالإجماع

یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عار دی (طعنہ مارا) ان چیزوں کے ذریعہ سے کہ جو اللہ تعالی نے ان پر امتحانات ڈالے مصائب ڈالے تو یہ کفر ہے یا پھر عوارض بشریہ (یعنی کھانا پینا سونا جاگنا شادی کرنا سردی گرمی لگنا وغیرہ) کے ذریعے توہین و گستاخی کی تو بھی کفر ہے اس پر اجماع ہے

(الإعلام بقواطع الإسلام ص117)

.

،يَسُبُّهُ أَوْ يَسْتَخِفُّ أَوْ يَسْتَهْزِئُ بِهِ أَوْ بِشَيْءٍ مِنْ أَفْعَالِهِ كَلَحْسِ الْأَصَابِعِ أَوْ يُلْحِقُ بِهِ نَقْصًا فِي نَفْسِهِ أَوْ نَسَبِهِ أَوْ دِينِهِ أَوْ فِعْلِهِ، أَوْ يُعَرِّضُ ذَلِكَ أَوْ يُشَبِّهُهُ بِشَيْءٍ عَلَى طَرِيقِ الْإِزْرَاءِ أَوْ التَّصْغِيرِ لِشَأْنِهِ أَوْ الْغَضِّ

مِنْهُ، أَوْ تَمَنَّى لَهُ مَضَرَّةً أَوْ نَسَبَ إِلَيْهِ مَا لَا يَلِيقُ بِمَنْصِبِهِ عَلَى طَرِيقِ الذَّمِّ أَوْ عَبِثَ فِي جِهَتِهِ الْعَزِيزَةِ بِسُخْفٍ مِنْ الْكَلَامِ وَهَجْرٍ وَمُنْكَرٍ مِنْ الْقَوْلِ وَزُورٍ أَوْ غَيْرِهِ بِشَيْءٍ مِمَّا جَرَى مِنْ الْبَلَاءِ وَالْمِحْنَةِ عَلَيْهِ، أَوْ غَمَصَهُ بِبَعْضِ الْعَوَارِضِ الْبَشَرِيَّةِ الْجَائِزَةِ وَالْمَعْهُودَةِ لَدَيْهِ فَيُكَفَّرُ بِوَاحِدٍ

مِمَّا ذُكِرَ إِجْمَاعًا

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گالم گلوچ کرے یا اس کی توہین و گستاخی کرے یا انکی ذات کا مذاق 8 اڑائے یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کام کا مذاق اڑائے جیسے کہ انگلیاں چاٹنا یہ سب کفر ہے... اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا نسب میں کوئی عیب نکالنا اس کے دین میں یا نبی پاک کے کسی بھی کام میں عیب و نقص نکالنا بولنا سمجھنا کفر ہے... یا ابھام و تشبیہ و اشارے کی آڑ میں گستاخی کرے یا کمتری و تذلیل کرے تو یہ سب بھی کفر ہے... نبی پاک کا نقصان و کمی چاہے یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی ایسی چیز یا قول یا فعل منسوب کرے کہ جو رسالت کے منصب کے لائق نہ ہو تو اس طرح توہین و گستاخی کرنا بھی کفر ہے... تو توہین و کمتری کرے اس طرح کہ نبی پاک کا کلام کم عقل والا ہے یا ھجر و منکَر ہے تو بھی کفر ہے، یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عار دی (طعنہ مارا توہین کی کمتری بیان کی) ان چیزوں کے ذریعہ سے کہ جو اللہ تعالی نے ان پر امتحانات ڈالے مصائب ڈالے تو یہ کفر ہے یا پھر عوارض بشریہ (یعنی کھانا پینا سونا جاگنا شادی کرنا سردی گرمی لگنا وغیرہ) کے ذریعے توہین و گستاخی کی تو بھی کفر ہے... یہ سب کفر ہیں اس پر اجماع ہے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

(الزواجر عن اقتراف الکبائر ابن حجر 1/48)

حقره (ببعض العوارض البشريّة الجائزة) جريانها (عليه المعهودة لديه) كالجوع والإغماء ونحوهما (وهذا) الذي ذكرناه (كلّه إجماع من العلماء) من المفسرين والمحدثين (وأئمّة الفتوى) من المجتهدين (من لدن الصّحابة رضي الله تعالى عنهم أجمعين إلى هلمّ جرّا

صحابہ کرام کا اجماع ہے اور صحابہ کرام سے لے کر آج تک جتنے بھی معتبر علماء محدثین مفسرین اور مفتیان کرام گزرے ہیں ان سب کا اجماع ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر عار دی (طعنہ مارا توہین کی کمتری بیان کی) ان چیزوں کے ذریعہ سے کہ جو عوارض بشریہ ہیں (یعنی کھانا پینا سونا جاگنا شادی کرنا سردی گرمی لگنا وغیرہ کے ذریعے توہین و گستاخی کی) تو سب کا اجماع ہے کہ یہ کفر ہے

(شرح ملا علی قاری علی الشفاء 2/391)



تحریر نمبر4

دعوت اسلامی کے مفتی کی کرامت کہ ظہر کی نماز میں اونچی قراءت پر مرزا جہلمی کے اعتراض کا جواب اس تحریر4 میں پڑھیے

ظہر کی نماز میں اونچی قراءت پر مرزا جہلمی کے طنزیہ اعتراض کا تحقیقی جواب۔۔۔اور جہلمی جیسے جعلی علمی کتابی، جعلی محقق، جعلی مجدد، جعلی قلندر دوراں کو کیوں نہ سنیں۔۔۔؟؟یہ لوگ اگر کسی آیت مبارکہ یا کسی حدیث پاک کا ترجمہ یا تشریح بتائیں تب بھی کیوں معتبر نہیں۔۔؟؟محرم کربلا شان صحابہ وشان اہلبیت و دیگر واقعات معاملات میں کس کی سنیں۔۔۔؟؟ہمیں کیا کرنا ہو گا۔۔؟؟پڑھیے اس تحریر میں۔۔۔

اصل میں بہتر بلکہ ایک طرح سے لازم یہی ہے کہ اس وقت تحریرات اور میسج محرم اور واقعہ کربلا کے متعلق لکھنی چاہیے، بھیجنی چاہیے، لیکن ہم یہ تحریر بھی اسی لیے لکھ کر بھیج رہے ہیں کہ اس کا ایک فائدہ محرم اور واقعہ کربلا کے موقعہ مناسبت سے بھی ہے کہ محرم اور واقعہ کربلا کے متعلق کن لوگوں کو سننا ہے کن کو نہیں سننا۔۔۔؟؟کن کی باتوں کا اعتبار کرنا ہے اور کن کی باتوں کا اعتبار

نہیں کرنا۔۔؟؟اس کا جواب اپ تحریر پڑھ لیں گے تو ان۔شاءاللہ عزوجل خود سمجھ جائیں گے۔۔۔

*اعتراض

ایک بھائی نے ویڈیو بھیجی، اور اس کا جواب طلب کیا، ویڈیو میں قبلہ الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ دعوت اسلامی کے مفتی صاحب نے بتایا کہ وہ دعوت اسلامی کے دوسرے مفتی صاحب کے مزار (قبر مبارک) کے پاس حاضر تھے ظہر کا ٹائم تھا اور قبر کے اندر سے ہمیں نماز پڑھنے کی اواز ائی، حتی کہ قراءت تک ہمیں سنائی دی۔۔۔۔یہ کلپ جلانے کے بعد مرزا جہلمی ہنستا ہے اور کہتا ہے کہ لگاو اندازہ ان کے جاہل ہونے کا، ان کے جھوٹے ہونے کا، کیونکہ ظہر نماز میں تو کوئی قرات اواز سے کی جاتی نہیں تو پھر قبر سے باہر قرات کی اواز کیسے اسکتی ہے۔۔۔پھر جہلمی کی مجلس میں قہقہے شروع ہو جاتے ہیں، مرزا جہلمی خوب اپنی بھڑاس نکالتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کہانی گھڑی ہوئی ہے، جھوٹ ہے جس کا اندازہ اپ اس سے لگاسکتے ہیں کہ ظہر میں بلند آواز سے قرات ہوتی ہی نہیں تو اواز کیسے قبر سے باہر ائے گی۔۔۔۔؟؟

*جواب و تحقیق

،مرزا جہلمی صاحب دنیا کے احکام کچھ اور ہوتے ہیں اور قبر و آخرت کے احکام کچھ اور ہوتے ہیں یہ دنیا کے احکامات میں سے ہے کہ اپ نے ظہر میں قرات اونچی اواز میں نہیں کرنی لیکن جب

اپ قبر میں جائیں گے جنت میں جائیں گے تو ادھر کوئی دنیاوی پابندی نہیں، قبر والے چاہیں تو جس وقت نماز پڑھیں اس وقت اونچی اواز میں پڑھیں اور جس وقت چاہیں نماز پڑھیں اور اہستہ اواز میں پڑھیں ان پر کوئی شریعت کا دنیاوی اصول لاگو نہیں ہوتا

۔

دیکھیے ہم نے رات کے دو بجے ایک مسلمان میت کو دفنا دیا تو اس کے بعد دفنانے کے فورا بعد مسلمان میت کی انکھ کھلے گی تو حدیث پاک میں ہے کہ اسے ایسے لگے گا جیسے سورج غروب ہونے والا ہے۔۔۔۔ جہلمی صاحب اب نعوذ باللہ لگا فتوی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ کہانی بنالی کہ رات کا وقت ہے تو رات کے وقت میں سورج غروب ہونے کا وقت کدھر سے اگیا۔۔۔۔؟؟
انجینیئر مرزا جہلمی سن۔۔۔ شریعت کا علم یعنی قران احادیث اقوال فقہ تصوف وغیرہ کا علم اپ کے بس کی بات نہیں، اپ انجینئرنگ ہی سنبھالو اپ کے لیے عافیت کا معاملہ اسی میں ہے، باقی امت کو اپنی کم علمی کی وجہ سے گمراہ نہ کرو، علمائے کرام سے مشائخ عظام سے متنفر نہ کرو

۔

اور لوگوں پہچان لو یہ جہلمی مذاق اڑانے والا تمسخر کرنے والا انتہائی کم علم گھٹیا شخص ہے، اس کی باتیں نہ سنو اور نہ ہی مانو

:الحدیث

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

،قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلى الله عَلَيه وسَلم: "إِذَا دَخَلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ
:مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوبِهَا، فَيَقُولُ
دَعُونِي أُصَلِّي

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے تو دفنانے کے بعد اس کی انکھ کھلتی ہے تو اسے ایسے لگتا ہے جیسے سورج غروب ہونے والا ہو تو وہ کہتا ہے مجھے چھوڑو میں نماز پڑھوں

(صحیح ابن حبان حدیث نمبر 5045 قال محققہ حدیث حسن)

-

اب جہلمی ڈوب کے مرے۔۔۔ کیا نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہنسی مذاق کرے گا کہ کہانی بنالی کہ دنیا میں تورات کا وقت ہے اور قبر میں سورج ڈھلنے کا وقت ہے یہ کیسا مذاق ہے نعوذ باللہ تعالی۔۔۔؟؟

-

فوج کا تربیت یافتہ تجربہ کار چھتر لگانے والا ماہر ادمی ہو اور مرزا جہلمی کی تشریف ہو اور چھتر لگانے والے کو گنتی صرف 99 تک اتی ہو، 99 چھتر شریف جہلمی کی تشریف پہ لگائے اور وہ پھر بھول جائے کہ کتنے چھتر لگائے اور پھر دوبارہ ایک سے شروع کر کے 99 تک پھر لگائے اس طرح لگاتا رہے، لگاتا رہے جب تک کہ جہلمی کا دماغ ٹھکانے نہ لگ جائے، اور جہلمی پکا اعتراف کرلے کہ اج

کے بعد وہ شریعت کے معاملے میں، علم کے معاملے میں، فقہ و تصوف کے معاملے میں، عقائد کے معاملے میں، کوئی بات نہیں کرے گا بلکہ معتبر محققین باریک بین وسیع علم والے علماء اہلسنت سے باادب ہو کر سوال پوچھے گا کہ فلاں چیز سمجھا دیں فلاں چیز سمجھا دیں۔۔۔!!

۔

:القرآن

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ

اے ایمان والو ایک دوسرے پے مت ہنسو(ایک دوسرے سے دل دکھانے والا مزاح نہ کرو، ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑاو)

(سورہ الحجرات آیت 11)

جب عام مسلمان کی اتنی شان ہے کہ اسکا تمسخر و مذاق اڑانا جرم و ممنوع ہے تو بر حق علماء و اولیاء اسلاف کا مذاق اڑانا کتنا بڑا گھٹیا پن ہو گا....؟؟.

:الحدیث

بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ ؛ دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ

کسی کے شریر فسادی وبدترین ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون حرام ہے مال حرام ہے عزت حرام ہے(یعنی عزت کرنالازم ہے، بے عزتی، مذاق و تمسخر اڑانا حرام ہے)

(مسلم حدیث 6541)

ایک عام مسلمان کی اتنی عزت ہے کہ اس کو حقیر کو جانے کمتر جانے تو وہ شریر اور فسادی ہے تو پھر جو جہلمی علماء کرام مشائخ عظام کا مذاق اڑاتا ہے وہ کتنا بڑا گھٹیا، وہ کتنا بڑا فسادی، وہ کتنا بڑا شریر کہلائے گا۔۔۔اور ایسے شریر وفسادی کا حکم کیا ہے، چھتر شریف ہی تو ہیں

.

ثم تركه حتى برأ ثم عاد له ثم تركه حتى برأ فدعا به ليعود فقال صبيغ إن كنت تريد قتلي فاقتلني قتالا جملا وإن كنت تريد أن تداويني فقد والله برأت فأذن له إلى أرضه فكتب إلى موسى الأشعري أن لا يجالسه أحد من المسلمين

(صبیغ بدمذہب کو سیدنا عمر نے سمجھایا مگر وہ نہ سمجھا تو سیدنا عمر نے کوڑے مارے) پھر اسے کچھ عرصہ چھوڑ دیا جب اس کے زخم ٹھیک ہو گئے تو پھر کوڑے مارے پھر کچھ عرصہ چھوڑ دیا پھر اس کے زخم ٹھیک ہو گئے تو پھر اسے بلایا تاکہ کوڑے دوبارہ ماریں تو صبیغ نے کہا کہ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر اپ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تو اچھی طرح سے قتل کیجئے اور اگر اپ چاہتے ہیں کہ اپ

میری دوا فرمائیں تو اللہ کی قسم میں ٹھیک ہو گیا ہوں (بدمذہبی سے توبہ کر چکا ہوں) تو سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کو اسکے علاقے جانے کی اجازت دے دی اور حضرت سیدنا ابو موسی اشعری ،کی طرف خط لکھا کہ (اس نے توبہ اگرچہ کر لی ہے لیکن پھر بھی) اس کی مجلس میں نہ بیٹھا جائے اسے لوگوں کی مجلس میں نہ بٹھایا جائے (مکمل بائیکاٹ کیا جائے)

(تاریخ دمشق لابن عساکر 23/411)

.

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلى اللَّهُ عَلَيه وسَلم قَالَ: لَيسَ مِن أُمَّتِي مَن لَم يُجِلَّ كَبِيرَنا، ويَرحَم صَغِيرَنا، ويَعرَف لِعالِمِنا

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ میری امت میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے اور چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے علماء کا حق نہ جانے، ادب نہ کرے

(بخاری فی التاریخ الکبیر حدیث 3267)

(المستدرک حاکم حدیث نمبر 421 نحوہ)

اے مردود جہلمی اپنے ایمان کی فکر کر، مذکورہ حدیث پاک کے مطابق تو تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بھی شامل نہیں ہوتا۔۔۔ابھی بھی وقت ہے، بڑوں کی عزت کر، علماء کرام کا حق جان، ان کی عزت کر۔۔۔شاگردی اختیار کر اور پہلے معتبر علماء کرام سے تصدیق کر ااس

کے بعد وہ بات بیان کرے۔۔۔ورنہ یہ مذاق اڑانا اور کم علمی کی وجہ سے آیت یا حدیث وغیرہ کا غلط ،مطلب نکال کر لوگوں کو گمراہ کرنا کفر تک تمہیں لے جا سکتا ہے، اپنی اخرت اور ایمان کی فکر

لوگو اپنی اخرت اور ایمان کی فکر کرو اور اس گھٹیا گمراہ کرنے والے بد تمیز شخص سے دور رہو، نہ اس کی باتیں مانو، نہ اس کی باتیں سنو، اگر بالفرض اس کی کوئی بات اچانک سے سن لی تو اپ اس کی !!تصدیق علماء کرام سے کرائیں اور معتبر ترجمہ تشریح اور نکلنے والا مسئلہ عقیدہ پوچھیں۔۔۔۔

.

ثلاثةٌ لَا يَسْتَخِفُّ بِحَقِّهِمْ إِلَّا مُنافِقٌ: ذُو الشَّيْبَةِ فِي الاسْلَامِ وذُو العِلْمُ وإمامٌ مُقْسِطٌ

تین لوگوں کی توہین اور بے عزتی گستاخی تمسخر بے ادبی منافق ہی کرے گا...ایک وہ کہ جسے اسلام میں سفیدی پڑ گئی ہو، دوسرا وہ جو علم والا ہو اور تیسرا عادل بادشاہ(یعنی ان تینوں کی بے ادبی (توہین کرنا اور حقوق نہ جاننا یہ منافقت کی نشانی ہے

(جامع صغیر حدیث6347)

دین اسلام کا کام کرتے کرتے خدمات کرتے کرتے قبلہ الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ کی داڑھی سفید ہو گئی اور جہلمی تجھے یہ حدیث شریف بھی یاد نہ ائی، منافق کہیں کے۔۔۔؟؟

-

اللہ نہ کرے اگر عالم دین اور دین کی خدمت کرتے کرتے سفید ریش ہونے والے شخص سے کچھ نازیبہ بھی اگر ہو جائے تو بھی اپ نے مذاق نہیں اڑانا بلکہ ان کی بارگاہ میں عرض کرنی ہے کہ یہ بات مجھے نازیبہ یا غلط لگی ہے تو اپ اس کی وضاحت فرمائیں یا پھر اپ کرم فرمائیں رجوع فرمائیں۔۔۔ لیکن یہ اختیار جہلمی تجھے نہیں ہے، تجھ پر شریعت نے یہ لازم کیا ہے کہ علماء کرام کے شاگردی اختیار کر یا پھر شریعت کے معاملے میں اپنی زبان کو لگام میں رکھ، کچھ نہ بول اپنی انجینئرنگ کے کام میں لگ جا اور جو علمائے اہلسنت دین کی باتیں بتائیں اسے دل سے قبول کر۔۔۔۔

.

،سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «اغْدُ عَالِمًا، أَوْ مُتَعَلِّمًا أَوْ مُسْتَمِعًا، أَوْ مُحِبًّا، وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَةَ فَتَهْلِكَ

راوی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ یا تو عالم ہو جا یا پھر طالب علم، علم کا طلب گار ہو جا یا پھر علم سننے والا ہو جا یا پھر علماء سے محبت کرنے والا ہو جا اور پانچواں شخص مت بننا کہ ہلاک ہو جاؤ گے

(طبرانی اوسط حدیث 5171)

جہلمی نہ تو تو عالم ہے اور نہ ہی معتبر استاد کا طالب علم ہے اور نہ ہی اہل حق بر حق علماء اہل سنت سے علم سنتا ہے اور نہ ہی تو علمائے اہل سنت کا محب ہے تو تو وہ پانچواں شخص ہے جو ہلاکت میں

ہے۔۔۔اپنی خیر منا،ابھی بھی وقت ہے،توبہ استغفار کرلے اور علمائے برحق کے قدموں میں شاگردی اختیار کرلے۔۔۔!!

.

الاستهزاء بأشخاصهم....وهذا محرم...الاستهزاء بالعلماء لكونهم علماء، ومن أجل ما هم عليه من العلم الشرعي، فهذا كفر

حقیقی علماء کی توہین علم شرعی کی وجہ سے کریں تو یہ کفر ہے اور اس کے علاوہ دوسری جیسے دنیاوی وجوہات ہوں تو حرام و گناہ ہے

(الموسوعة العقدية-الدرر السنية 7/57)

۔

القرآن:

لَوۡ رَدُّوۡهُ اِلَى الرَّسُوۡلِ وَ اِلٰٓى اُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡهُمۡ لَعَلِمَهُ الَّذِيۡنَ يَسۡتَنۡۢبِطُوۡنَهٗ

اگر معاملات و مسائل کو لوٹا دیتے رسول کی طرف اور اولی الامر کی طرف تو اہل استنباط (اہلِ تحقیق، باشعور، باریک دان، سمجھدار علماء صوفیاء) ضرور جان لیتے

(سورہ نساء آیت 83)

آیت مبارکہ میں واضح حکم دیا جارہاہے کہ اہل استنباط معتبر وسیع علم والے باریک بین علماء اہلسنت کی طرف کی طرف معاملات کو لوٹایا جائے اور انکی مدلل مستنبط رائے وسوچ وحکم کی تقلید و پیروی کی جائے....انہی باریک بین معتبر علماء کرام سے شرعی علم حاصل کیا جائے اور انہی سے حدیث پاک کا مطلب سمجھا جائے اور انہی معتبر علماء کرام سے ہی ایت کا مطلب صحیح سمجھا جائے۔۔۔ہم سب پر یہ لازم ہے اور جہلمی پر توسب سے پہلے یہ لازم ہے کہ توبہ تائب ہو اور علماء کرام سے سرعام معافی مانگے اور اس کے بعد علماء کرام کی شاگردی اختیار کرے۔۔۔!!

.

الحدیث:

فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

جاہل وکم علم (اپنی من مانی، اپنی خواہشات کے مطابق یاکم علمی کی بنیاد پر یاغلط قیاس کی بنیاد پر) فتویٰ دیں گے تو وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (لہذا ایسوں سے بچو، ایسے کم علم وگمراہوں سے قرآن وحدیث مت سنو..ایسوں کی بات کا کوئی اعتبار نہیں لیھذا انکی نہ سنو نہ مانو بلکہ معتبر سچے علماء سے تحقیق وتصدیق کراؤ....ایسوں کے خلاف شرع وغلط قیاس وگمان سے بچو، ایسوں کی نام نہاد تحقیق سے بچو...ایسوں کے خلاف شرع وغلط قیاس وحکم کی تقلید وپیروی سے بچو..(بخاری حدیث100).

الحدیث:

إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے اپنی امت پر ان لوگوں کا خوف ہے کہ جو گمراہ کن ائمہ (خطیب یوٹیوبر سوشلی اور جعلی محقق، جعلی عالم مفتی، واعظ بظاہر علم بیان کرنے والے) ہوں گے

(ترمذی حدیث2229)

.

گمراہ کن ائمہ اس طرح ہوں گے کہ کم علمی یا ایجنٹی یا عیاشی لالچ وغیرہ کی بنیاد پر غلط جواب دیں گے، قران مجید کی تمام ایات کی تفاسیر اس کو مد نظر نہ ہوں گی اور اکثر احادیث کا علم نہ ہو گا یا اکثر احادیث کا صحیح فہم نہ ہو گا اور اقوال صحابہ کرام کا علم نہ ہو گا... عربی علوم لغت معنی صرف نحو بدیع بیان حقیقت مجاز وغیرہ علوم وفنون اسے نہ ہوں گے اور وہ ان تمام کے بغیر مسائل نکال کر بتاتا پھرے گا۔۔۔ ایت و احادیث کی غلط تاویل و تفسیر و تشریح کرتا پھرے گا۔۔۔ پھیلاتا پھرے گا اور گمراہ ہو گا اور گمراہ کرتا پھرے گا...۔

لہذا ان سے دور رہو یہ قران و حدیث کے حوالے دے تب بھی ان کا کوئی اعتبار نہ کرو کیونکہ یہ قران و حدیث کے معنی کرنے میں معنی و مقصود سمجھانے میں دو نمبری کرتے ہیں.... ان دو نمبر کو پہچانو.... ان دو نمبر کی وجہ سے اصلی علماء اصلی مولوی سے نفرت نہ کرو بلکہ ان دو نمبر کم علم ایجنٹ منافق گمراہ کرنے والے لوگ اگرچہ بظاہر اپنے اپ کو بڑا علمی کتابی کہتا ہو یا اپنے اپ کو مجدد

دوراں کہلاتا ہو، قلندر وقت، محقق وقت کہلاتا ہو تو بھی اپ نے اس کی بات کا، اس کی زبان سے سنی ہوئی ایت و حدیث کے ترجمہ تشریح کا بھی اعتبار نہیں کرنا

۔

کیونکہ ہو سکتا ہے وہ حدیث یا ایت مبارکہ کی غلط تشریح کر دے گا، غلط ترجمہ کر دے گا، تو سب سے پہلے تو اپ نے ان کا بائیکاٹ کرنا ہے، نہ ان کو سننا ہے، نہ ان کو اپنی محفل میں جگہ دینی ہے بلکہ بائیکاٹ کرنا ہے

۔

اور اگر بالفرض اچانک سے کوئی ان کی بات اپ کے کانوں تک پہنچے، اپ کے معلومات تک پہنچے تو فوراہی معتبر اہلسنت علمائے کرام، باریک بین اہلسنت علماء کرام، وسیع علم والے اہلسنت علماء کرام سے تصدیق کرائیے کہ فلاں ترجمہ درست ہے یا غلط ہے یا فلاں تشریح صحیح ہے یا غلط ہے اور کیا ترجمہ درست ہے اور کیا تشریح درست ہے۔۔۔ انہی معتبر اہل سنت علماء کرام و مفتیان عظام سے ہی پوچھیے۔۔۔۔ اور ان کے جواب کا انتظار کیجئے چاہے اپ کو انتظار میں سال ہی کیوں نہ لگ جائے۔۔۔ ایک دو بار عرض کیجئے اگر پھر بھی جواب نہ ائے تو کسی دوسرے معتبر اہل سنت عالم دین سے پوچھیے کیونکہ ہر عالم دین کی اپنی اپنی مصروفیات ہیں۔ تو ہو سکتا ہے کوئی مختصر جواب دے

دے مصروفیت کی وجہ سے۔۔اور ہو سکتا ہے کوئی تفصیلی جواب دے دے تو اپ نے سب علماء اہلسنت کی عزت کرنی ہے

۔

اور اگر اپ کو دو علماء کرام کے جواب میں تضاد لگے تو ادب کے ساتھ عرض کرنا ہے کہ فلاں عالم دین اور اپ کے جواب میں بظاہر یہ تضاد لگ رہا ہے تو اس کو حل کیجئے۔۔۔کیونکہ ممکن ہے دونوں علماء کرام کی بات حقیقت میں درست ہو اور اپ کو تضاد لگ رہا ہو۔۔۔اور ممکن ہے کہ کسی عالم دین نے اپ کے سوال کو دوسری جہت سے دیکھا تو اس جہت کے اعتبار سے جواب دیا اور دوسرے عالم دین نے اپ کے سوال کو کسی اور جہت سے دیکھا تو اس جہت کے اعتبار سے جواب دیا تو یہ بظاہر تضاد لگتا ہے لیکن حقیقت میں تضاد نہیں ہوتا۔۔۔یا ممکن ہے کسی معتبر عالم دین سے بھی بے توجہی ہو گئی ہو تو اپ کے سوال سے ممکن ہے عالم دین دوبارہ تفصیلی غور سے سوال کو پڑھے اور دونوں جوابات کی وضاحت کر دے

۔

اور ممکن ہے کہ دونوں علماء کرام کے متضاد جوابات دلائل پر مبنی ہوں اور وہ دلائل اسلاف نے بھی دیے ہوں تو ایسی صورت میں ایسا اختلاف فروعی مدلل باوقار اختلاف علماء رکھ سکتے ہیں تو اپ

ان میں سے جس کی بات کو زیادہ مضبوط سمجھیں اس بات پر عمل کر لیں بلکہ لازم ہے کہ علاقے میں جس بات پر زیادہ عمل ہوتا ہے اسی پر اپ عمل کریں تاکہ کوئی فتنہ فساد انتشار نہ ہو

۔

تحریر:العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر

New whatsapp nmbr

03062524574

00923062524574

.

/



تحریر نمبر 5

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ ہر کوئی شریعت کی میدان میں بات کر سکتا ہے لیکن میڈیکل کی فیلڈ میں ہر کوئی ڈاکٹری نہیں کر سکتا۔۔۔اس کا جواب بھی قران واحادیث سے اس تحریر 5 میں پڑھیے

۔

مرزا جہلمی کی اج تک جو بھی بات فتوی حکم وڈیوز بیانات سب کچھ اس کا اس اہم ترین اصول کے تحت مشکوک یا مردود قرار پایا، لیھذا جہلمی جیسوں کی بات سچی بھی لگے یا باحوالہ حدیث وایت بھی پڑھیں تو بھی اپ معتبر باریک بین مستند وسیع علم والے اہلسنت عالم دین سے اسکی تصدیق تحقیق تردید تشریح وغیرہ کرائیے۔۔۔جہلمیت کی بظاہر شان وشوکت سے بھری عمارت دھڑام کر کے گر جاتی ہے قران وسنت سے ماخوذ اس اصول سے۔۔۔ضرور پڑھیے، پھیلائیے، سیو کیجیے یا شئیر کیجیے پھر تسلی سے پڑھیے*

:تمھید اور اصول کی تفصیل ودلائل

ایک صاحب پوڈٹ کاسٹ پہ مرزا جہلمی کو سمجھا رہے ہیں۔۔۔جسکا مفھوم کچھ یوں ہے کہ دیکھیں سرجری کرنا اپریشن کرنا ایک ایسے کامل ڈاکٹر کا کام ہوتا ہے جو پراپر طور پر سیکھا ہوا ہو۔۔۔اس کا بیک گراؤنڈ ہو۔۔۔اس کا تجربہ ہو۔۔۔اس کی بہت معلومات ہو۔۔۔تب جا کر وہ سرجری کر سکتا

ہے۔۔۔تو اسی طرح اپ مرزا جہلی اپنی فیلڈ میں پراپر طور پر سیکھے ہوئے نہیں ہیں۔۔۔اپ کا کوئی بیک گراؤنڈ نہیں۔۔۔اس لیے اپ شریعت کا حکم بیان نہیں کر سکتے۔۔۔حدیثوں سے حکم بیان کر نہیں کر سکتے۔۔۔۔ایت پڑھ کر حکم ثابت نہیں کر سکتے۔۔۔اعتراضات نہیں کر سکتے

۔

محترم یوٹیوبر نے بہت ہی عمدہ طریقے سے سمجھانے کی کوشش کی لیکن مرزا جہلمی نے پھر دھوکہ دے دیا مکاری کر دی اور لوگوں کو گمراہ کر دیا یہ کہہ کر کہ:

ڈاکٹر کی فیلڈ الگ ہے اس کی شرائط الگ ہیں جبکہ اسلام کی فیلڈ الگ ہے اس کی شرائط الگ ہیں ۔۔۔اسلام نے تو یہ فرمایاہے حدیث پاک میں ہے کہ پہنچادو میری طرف سے اگرچہ ایک ایت ہو۔۔۔(ترمذی حدیث2669)

۔

بظاہر یہاں تک دیکھا جائے تو مرزا جہلمی جیت گیا لیکن حدیث پاک میں ہے کہ جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے اور تفکر تدبر تحقیق صبر اللہ کی طرف سے ہے۔۔۔لہذا تحقیق تفصیل حدیث کی وضاحت پڑھیں گے تو اپ کو پتہ چلے گا کہ مرزا جہلمی نے حدیث کا غلط مطلب لیا حدیث کا غلط مطلب بیان کیا دھوکہ دیا گمراہ کیا مکاری سے کام لیا۔۔۔اس لیے اپ بھی جلد بازی میں یہ مت سمجھیے کہ جہلمی جیت گیا

:الحدیث

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الأناة من الله والعجلة من الشيطان

:رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

،انائت(جلد بازی نہ کرنا، مناسب وقت موقعہ الفاظ انداز کالحاظ رکھنا، ثابت قدمی، سنجیدگی، وقار وسعتِ ظرفی، صبر)اللہ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے..(ترمذی حدیث2012)

توجلد بازی مت کیجئے۔۔۔جلد بازی میں جہلمی کو جیتاہوامت سمجھیے۔۔۔زندگی کا بہت اہم اصول ہے کہ جلد بازی مت کیجئے۔۔۔کسی کو اپنانے میں یا کسی کو دھتکارنے میں جلد بازی مت کیجئے۔۔۔تحقیق سے کام لیجیے تفکر سے کام لیجئے مشورے سے کام لیجئے تحقیق دانوں سے مشورہ کیجئے دلیل شواہد حق اور احتیاط کی بنیاد پر اسلام کی سربلندی کی بنیاد پر فیصلے کیجئے.

*تو مختصر جواب ہے کہ بالکل غلط کہا جس کے دلائل درج ذیل ہیں

*پہلی دلیل

حدیث پاک میں یہ بے شک ہے کہ ایک حدیث ہو یا ایک ایت ہو تو بھی اپ پہنچادو۔۔۔۔لیکن حدیث پاک میں یہ نہیں ہے کہ اس ایک ایت کی وجہ سے اس ایک حدیث کی وجہ سے بلا تحقیق

اور دیگر احادیث وایات کی طرف نظر کیے بغیر معنی سمجھے بغیر فتوی مت لگایئے حکم مت لگایئے کسی پر اعتراض مت جڑیے۔۔۔تو حدیث پہنچانی ہے ایت پہنچانی ہے مگر اس کی ذریعے سے فورا فتوی اور حکم نہیں لگانا اعتراض نہیں کرنا بلکہ اس کی تفسیر تشریح فہم فقہ دیگر احادیث سے دیگر ایات مبارکہ سے دیگر دلائل سے لغت سے گرائمر سے علم بیان وبلاغت وغیرہ سے سمجھنا ہے یا کسی ماہر کامل وسیع علم والے عالم سے اس کا خلاصہ سمجھنا ہے

۔

یہ جو مفہوم حدیث کا ہم نے اپ کو بتایا یہ مفہوم بھی ہم نے دیگر احادیث سے سمجھا ہے وہ احادیث اپ کے نظر کروں گا لیکن پہلے ایک دنیاوی مثال دیتا چلوں کہ اپ کو کسی نے ایک گفٹ پیک دیا اور کہا کہ اس کو فلاں فلاں تک پہنچادو گفٹ پیک میں تھوڑا سا پلاسٹک کا ٹکڑا لگا تھا جہاں سے نظر ا رہا تھا کہ ہزار کا نوٹ پڑا ہے۔۔۔اب اپ کا کام پہنچانا تو ہے مگر اس گفٹ کے ظاہر کو دیکھ کر فتوی نہیں لگانا۔۔اعتراض نہیں کرنا۔۔۔یہ نہیں کہنا کہ یہ رشوت دی جا رہی ہے یا پھر یہ نہیں کہنا کہ سارا گفٹ پیسوں سے بھرا ہے اس لیے یہ مالدار ہے یا یہ فتوی نہیں لگانا کہ یہ چوری کا پیسہ ہے یا یہ فتوی نہیں لگانا کہ یہ تحفے کا پیسہ ہے یا یہ فتوی نہیں لگانا کہ یہ حلال کمائی ہے، تنخواہ ہے۔۔اپ ہزار روپے دیکھ تو رہے ہیں لیکن پوری سمجھ اپ کو نہیں۔۔۔پوری سمجھ یہ تو اپ گفٹ دینے والے سے سمجھیں یا گفٹ لینے والے کو دیگر معاملات کا پتہ ہو گا تو اس کی وجہ سے وہ سمجھ جائے گا کہ یہ گفٹ اخر ہے کیا۔۔۔تب اپ فتوی اور حکم لگا سکتے ہیں

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

-

اسی طرح اس حدیث پاک کا بھی یہی مفہوم ہے کہ اپ فقط پہنچادیں لیکن اپ کو کامل مکمل فہم نہیں ہے دیگر احادیث ایات صحابہ کرام کے اقوال لغت فقہ گرائمر وغیرہ کا علم نہیں ہے تو اپ حکم نہیں لگا سکتے، اپ اعتراض نہیں کرسکتے، لیکن جہلمی صاحب ہیں کہ ایک دو حدیث دو چار حدیث پڑھ لی اور چلے اپریشن کرنے۔۔۔چلے فتوی بازی کرنے۔۔۔۔۔چلے اعتراضات کی بوچھاڑ کرنے۔۔۔

-

الحدیث:

نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ ؛ فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ، وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو ہم سے حدیث سنے اور اس کو یاد کرلے اور اس کو پہنچائے تو اللہ تعالی اس کے چہرے کو تروتازہ خوشحال رکھے پس کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جو پہنچانے والی چیز کی سمجھ بھی رکھتے ہیں اور وہ اس کو اس تک پہنچاتے ہیں جو اس سے زیادہ سمجھ رکھتے ہیں اور کچھ تو اور کئی ایسے ہیں کہ جو سمجھ تو رکھتے ہیں لیکن وہ فقیہ نہیں ہیں

(ابوداؤد حدیث3660)

اس حدیث پاک میں واضح بتایا جارہاہے کہ ایک حدیث اپ نے پہنچانی ہے اس کی تھوڑی بہت اپ کو فقہ اور سمجھ بھی ہو گی لیکن تب بھی اپ فقیہ نہیں کہلائیں گے فقیہ کہلانے کے لیے دیگر ایات واحادیث کی طرف دیگر دلائل اور شواہد کی طرف تفاسیر کی طرف لغت کی طرف بلاغت و بیان کی طرف اور بہت کچھ علوم وفنون ہوناوسیع علم تفکر تدبر ہوناضروری ہے تاکہ اس حدیث اور ایت کا صحیح مفہوم سمجھا جاسکے۔۔۔لہذا اپ پہنچائیں تو سہی مگر فتوی نہ لگائیں، اعتراض نہ جڑیں

۔

لہذا جہلمی کی بات درست نہیں کہ شریعت کی فیلڈ میں اپ ایک حدیث کے ذریعے سے بھی فتوے لگاسکتے ہیں حکم لگاسکتے ہیں اعتراضات کرسکتے ہیں۔۔۔ جہلمی کی یہ بات بالکل درست نہیں۔۔۔شرعی اصولوں کے بھی خلاف ہے اور عقل اور دانشمندی کے بھی خلاف ہے

۔

*دوسری دلیل

:القرآن

لَوۡ رَدُّوۡهُ اِلَى الرَّسُوۡلِ وَ اِلٰٓى اُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡهُمۡ لَعَلِمَهُ الَّذِيۡنَ يَسۡتَنۡۢبِطُوۡنَهٗ

اگر معاملات ومسائل کولوٹادیتے رسول کی طرف اور اولی الامر کی طرف تو اہل استنباط (اہلِ تحقیق، باشعور، باریک دان، سمجھدار علماء صوفیاء)ضرور جان لیتے..(سورہ نساء آیت 83)

بالکل واضح ہے کہ ایک بات اپ کو پتہ چل جائے یادو چار باتیں اپ کو پتہ چل جائیں تو اس پر فتوے جھاڑتے مت پھریں۔۔۔ اعتراضات کرتے ہیں مت پھریں۔۔ ایت احادیث وغیرہ جو کچھ بھی اپ کو معلوم ہے اگر اپ کو دیگر ایات و احادیث بھی معلوم ہیں لغت اپ کو اتی ہے گرائمر اپ کو اتی ہے دیگر شرائط ولوازمات سے اپ صحیح سمجھ سکتے ہیں اپ کا بیک گراؤنڈ علمی ہے کسی استاد سے تجربہ کر کے سیکھا ہے کہ کس طرح شرح کی گئی ہے کیسے شرح کی گئی ہے اور کیسے شرح کی جاتی ہے اور کیسے معنی سمجھے جاتے ہیں اور کیسے فتوی دیے جاتے ہیں تو پھر اپ بے شک فتوے دیں حکم لگائیں اور باطلوں کو رد کریں باطلوں پر اعتراضات کریں

لیکن

اگر اپ پر اپر طور پر وسیع علم و حکمت والے نہیں تو پھر اپ پر لازم ہے کہ اہل استنباط کی طرف رجوع کریں، یہ حکم قران مجید کا ہے، مذکورہ ایت میں ہے، لہذا ایت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ عمومی طور پر ہمیں حدیث یا ایت کہیں سے ملے تو ہم اسے اگے یہ کہہ کر پہنچا سکتے ہیں کہ اس کی تفسیر معتبر عالم دین سے پوچھ لیجئے گا لیکن ہم بغیر تفصیل سمجھے فتوے نہیں جڑیں گے، اعتراضات نہیں کریں گے، بلکہ تحقیق دانوں وسیع علم والوں باریک بین علمائے کرام مفتیان عظام سے اس ایت اور حدیث کی تفسیر و شرح سمجھنی ہو گی تب اگے پھیلانی ہو گی تب حکم اگے بتانا ہو گا اور تب عمل کرنا ہو گا اور تب اس کی بنیاد پر اپ اعتراض بھی کسی پر کر سکتے ہیں۔۔۔ برحق اعتراض۔۔۔ مدلل اعتراض۔۔۔۔ لہذا اس ایت مبارکہ سے بھی جہلمی کا اور اس جیسے کم علم لوگوں کا رد ہو جاتا

ہے جو دو چار ایات و احادیث پڑھ لیتے ہیں تو بغلیں مارتے ہوئے جھوٹے مکار ہو کر محقق کہلاتے ہیں گمراہ ہو کر حق والے کہلاتے ہیں اور مستند علماء کرام پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں اور مختلف قسم کے احکامات بتاتے رہتے ہیں اور لوگوں کو اپنا فالوور بناتے ہیں لوگوں کو اپنی پیروی کا حکم دیتے ہیں یا لوگ ان کے پیروکار بن جاتے ہیں تو یہ سب غلط ہے۔۔۔انسان اس سے گمراہی اور پھر گمراہی سے کفر نفرت بے باکی نہ جانے کون کون سے برائیوں میں پڑ جاتے ہیں اور دکھ کی بات یہ ہے انتہائی دکھ کی بات یہ ہے کہ وہ اپنے اپ کو اچھا سمجھ رہے ہوتے ہیں۔۔۔برحق سمجھ رہے ہوتے ہیں۔۔۔اللہ کریم سمجھ عطا فرمائے

.

الحدیث:

إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے اپنی امت پر ان لوگوں کا خوف ہے کہ جو گمراہ کن ائمہ (خطیب یوٹیوبر سوشلی اور جعلی محقق، جعلی عالم مفتی، واعظ بظاہر علم بیان کرنے والے)ہوں گے (ترمذی حدیث2229).

گمراہ کن ائمہ اس طرح ہوں گے کہ کم علمی یا ایجنٹی یا عیاشی لالچ وغیرہ کی بنیاد پر غلط جواب دیں گے، قران مجید کی تمام ایات کی تفاسیر اس کو مد نظر نہ ہوں گی اور اکثر احادیث کا علم نہ ہو گا یا اکثر احادیث کا صحیح فہم نہ ہو گا اور اقوال صحابہ کرام کا علم نہ ہو گا... عربی علوم لغت معنی صرف نحو

بدیع بیان حقیقت مجاز و غیرہ علوم وفنون اسے نہ ہوں گے اور وہ ان تمام کے بغیر مسائل نکال کر بتاتا پھرے گا۔۔۔ ایت و احادیث کی غلط تاویل و تفسیر و تشریح کرتا پھرے گا۔۔۔ پھیلا تا پھرے گا اور گمراہ ہو گا اور گمراہ کرتا پھرے گا...لہذا ان سے دور رہو یہ قران وحدیث کے حوالے دے تب بھی ان کا کوئی اعتبار نہ کرو کیونکہ یہ قران وحدیث کے معنی کرنے میں معنی و مقصود سمجھانے میں دو نمبری کرتے ہیں....ان دو نمبر کو پہچانو....ان دو نمبر کی وجہ سے اصلی علماء اصلی مولوی سے نفرت نہ کرو

.

:الحدیث

أَلَا إِنَّ شَرَّ الشَّرِّ، شِرَارُ الْعُلَمَاءِ، وَإِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ، خِيَارُ الْعُلَمَاءِ

:ترجمہ

خبر دار...........!!بے شک بد سے بد تر چیز برے علماء ہیں اور اچھی سے اچھی چیز اچھے علماء ہیں

(دارمی حدیث382)

غور کیا جائے تو اس حکم میں علم و معلومات پھیلانے والے تمام لوگ و ذرائع اس حکم میں شامل ہیں

لیھذا

علماء، معلمین، مرشد، اساتذہ، میڈیا، سوشل میڈیا، صحافی، تجزیہ کار، وکیل، جج، جرنیل، مبلغ، واعظ وغیرہ معلومات پھیلانے والے لوگ

اچھی سے اچھی چیز ہیں بشرطیکہ کہ اچھے ہوں سچے ہوں باعمل ہوں

اور

یہی لوگ بد سے بدتر ہیں اگر برے ہوں

.

القرآن، ترجمہ:

سچوں (کو پہچان کر ان) کا ساتھ دو (سورہ توبہ آیت 119)

دین و دنیا کو بدنام تو جعلی منافق مکار کر رہے ہیں.... عوام و خواص سب کو سمجھنا چاہیے کہ جعلی_مکار_منافق تو علماء پیر اینکر لیڈر سیاست دان جج وکیل استاد ڈاکٹر فوجی وغیرہ افراد و اشیاء# سب میں ہو سکتے ہیں، ہوتے ہیں

تو

جعلی کی وجہ سے #اصلی سے نفرت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اصلی کی تلاش کرنی چاہیے اور اسکا ساتھ دینا چاہیے اور ایک دوسرے کی اصلاح کرنی چاہیے، اصلاح و جواب قبول کرنے کا دل جگرہ ہونا

چاہیے، ردو مذمت مجبوری ہے تا کہ عوام ایسوں سے دور رہے ورنہ اصل مقصد تو یہ ہے کہ اللہ ہمیں اور ہماری تحریر تقریر ردو جواب سب کچھ کو ہدایت کا باعث بنائے

-

*تیسری دلیل

آیات پاک وحدیث پاک کی تنسیخ تخصیص توضیح تفسیر و تشریح دوسری ایات واحادیث سے ہوتی ہے جس پر کئی دلائل وحوالہ جات ہیں ہم اختصار کے پیش نظر فقط ایک حدیث پاک پیش کر رہے ہیں

:الحدیث

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينسخ حديثه بعضه بعضا، كما "ينسخ القرآن بعضه بعضا.

:ترجمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کو دوسری حدیث منسوخ و مخصوص (و تشریح) کر دیتی ہے۔ جیسے قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ و مخصوص (و تفسیر) ہو جاتی ہے

(مسلم حدیث 777)

لیھذا یہ اصول یاد رہے کہ بعض آیات واحادیث کی تشریح تنسیخ تخصیص دیگر آیات واحادیث سے ہوتی ہے....عام آدمی کے لیے اسی لیے تقلید لازم ہے کہ اسے ساری یا اکثر احادیث وتفاسیر معلوم ویاد نہیں ہوتیں، مد نظر نہیں ہوتیں تو وہ کیسے جان سکتا ہے کہ جو ایت یا حدیث وہ پڑھ رہا ہے پھیلا رہا ہے پہنچا رہا ہے وہ کہیں منسوخ یا مخصوص تو نہیں.....؟؟ یا اسکی تفسیر وشرح کسی دوسری آیت وحدیث سے تو نہیں.....؟

تو آیت وحدیث پڑھتے ہوءے معتبر اہلسنت عالم کی تفسیر و تشریح مد نظر ہو تقلید ہو یہ لازم ہے ورنہ اپنے سے نکات ومسائل نکالنا گمراہی بلکہ کفر تک لے جا سکتا ہے....وہ عالم وہ مجتہد وفقیہ نکات ومسائل نکال سکتا ہے جو بلا تصب وسیع الظرف ہو کر اکثر تفاسیر واحادیث کو جانتا ہو لغت و دیگر فنون کو جانتا ہو مگر آج کے مصروف دور میں اور علم وحافظہ کے کمی کے دور میں اور فنون و احاطہ حدیث وتفاسیر کے کمی کے دور میں بہتر بلکہ لازم یہی ہے کہ عالم فقیہ بھی تقلید کرے، کسی مجتہد کے قول و تفسیر و تشریح کو لے لے کیونکہ ہر مسلے پر اجتہاد مجتہدین کر چکے

البتہ

جدید مسائل میں باشعور وسیع الظرف وسیع علم والا عالم اپنی رائے پر دلیل باادب ہو کر قائم کر سکتا ہے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

لہذا ثابت ہوا کہ ایک حدیث یا دو چار حدیث پڑھ کر فتوے نہیں لگا سکتے اپ۔۔۔اعتراضات کے بازار گرم نہیں کر سکتے اپ۔۔۔لہذا جہلمی کا رد واضح ہے اور اس کی بتائی ہوئی حدیث کا مطلب بھی یہی ہے کہ فقط پہنچادو مگر فتوے مت لگاؤ، اعتراضات مت کرو بلکہ ایت حدیث پہنچانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی پہنچاؤ کہ اس کی تفسیر تشریح حکم وغیرہ اپ نے معتبر عالم دین سے سننا سمجھنا ہے۔۔۔اور معتبر علماء کرام نے مختلف دلائل کی بنیاد پر تقریبا ہر حدیث کی شرح کر دی ہے تو اس کی طرف رجوع کرنا لازم ہے اپنی طرف سے من مانی تفسیر کرنا، من مانی تشریح کرنا کوئی غلط ہے گمراہی ہے کفر تک ہو سکتا ہے

۔

یہاں جہلمی جیسے لوگ اعتراض کر سکتے ہیں یا دیگر احباب کے ذہن میں سوال اس سکتا ہے کہ حدیث میں تو یہ ہے کہ حدیث حدیث کو منسوخ کرتی ہے جبکہ اپ نے منسوخ کا ترجمہ تشریح تفسیر تفصیل کر دیا ہے تو یہ ترجمہ کیسے کیا، کس دلیل کی بنیاد پر کیا۔۔۔۔؟؟

تو اس کا جواب بھی حاضر ہے کہ اصطلاحی طور پر مشہور تو یہی ہے کہ پہلے کا سارا حکم ختم ہو جائے نیا حکم اجائے تو اس کو منسوخ کہتے ہیں لیکن تحقیق اور تفصیل یہ ہے کہ پہلا حکم سارا ختم ہو جائے یا پہلے حکم کے کچھ حصے کو ختم کیا جائے یا پہلے حکم کی وضاحت کی جائے یا اس میں کچھ اضافہ کیا جائے تو یہ ساری صورتیں بھی منسوخ کی ہیں اس لیے تفسیر تشریح تفصیل بھی ایک طرح سے منسوخ

کے زمرے میں اتی ہے اور یہ منسوخ کے زمرے میں انا لغوی طور پر ہے کیونکہ لغت و تحقیقی اصطلاح میں منسوخ کا معنی یہی ہے جو ہم نے بتایا

لغت کی معتبر ترین کتب میں سے ایک کتاب تاج العروس میں نسخ منسوخ کا ایک معنی یہ بھی لکھا ہے

نَسَخَ (مَا فِي الخَلِيَّة: حَوَّلَه إِلى غَيْرِهَا

نسخ منسوخ کا معنی ہے ایک چیز کو دوسری طرف پھیر دینا

(تاج العروس7/356)

مکمل طور پر پھیر دیا جائے تو بھی منسوخ ہے

یا معنی کا کچھ حصہ پھیر دیا جائے تو بھی منسوخ ہے

یعنی معنی کو پھیر دینا۔۔۔ تھوڑا معنی پھیر دینا یا زیادہ معنی پھیر دینا دلیل کی بنیاد پر حدیث کی بنیاد پر ، دیگر ایات وغیرہ کی بنیاد پر ایک حدیث و ایات کے معنی کو پھیر دینا، تفسیر کر دینا، تشریح کر دینا حکم میں سے کچھ کمی بیشی کر لینا دلیل کی بنیاد پر، یا حکم میں اضافہ کر دینا دلیل کی بنیاد پر، یہ سب منسوخ کے زمرے میں اتا ہے لغوی طور پر۔۔۔۔۔۔۔ لہذا اوپر کی حدیث کا یہی معنی بنے گا کہ ایک حدیث یا ایت کی مکمل طور پر تشریح تفسیر تنسیخ و تفھیم حکم و معنی وغیرہ دوسری ایات و

احادیث سے ہوتی ہے لہذا ہمیں تمام احادیث وایات کی طرف رجوع کرنا ہو گا پھر جا کر حدیث کا معنی ایت کا معنی صحیح سمجھ میں ائے گا لہذا مرزا جہلمی کا اور ان جیسے کم علم ایجنٹوں گمراہوں کا واضح طور پر رد ہو گیا

-

*چوتھی دلیل

وَإِنَّمَا نَزَلَ كِتَابُ اللَّهِ يُصَدِّقُ بَعْضُهُ بَعْضًا، فَلَا تُكَذِّبُوا بَعْضَهُ بِبَعْضٍ، فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُولُوا، وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوهُ إِلَى عَالِمِهِ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید اسکا بعض حصہ دوسرے بعض حصے کی تصدیق کرتا ہے تو قرآن کے بعض حصے کو بعض کی وجہ سے مت جھٹلاؤ... جس کا تمہیں (دیگر ایات واحادیث وسنت ودلائل کے ذریعے) سمجھ آجائے تو وہ بات کہو (عمل کرو پھیلاؤ) ورنہ لازمی طور پر (دیگر ایات واحادیث ودلائل لغت وغیرہ کے وسیع علم والے معتبر) عالم کی طرف سپرد کرو، ان سے سمجھو...(مسند احمد حدیث 6741)

میرے خیال سے میں اوپر بہت کچھ مدلل عرض کر چکا ہوں اس حدیث پاک سے بھی یہی واضح ہو رہا ہے کہ اہل علم وسیع علم والے علماء کی طرف سپرد کرنا ہے ان سے سمجھنا ہے کہ فلاں ایت فلاں حدیث جس کو میں پھیلا رہا ہوں اس کا اخر معنی کیا ہے تاکہ میں اس پر عمل کروں اور اس معنی کو بھی لوگوں کو سمجھاؤں۔۔۔

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

پانچویں دلیل#

:الحدیث

حدثنا حفص بن عمر، عن شعبة، عن ابي عون، عن الحارث بن عمرو اخي المغيرة بن شعبة، عن اناس من اهل حمص، من اصحاب معاذ بن جبل، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم، لما اراد ان يبعث معاذا إلى اليمن، قال:" كيف تقضي إذا عرض لك قضاء؟، قال: اقضي بكتاب الله، قال: فإن لم تجد في كتاب الله؟، قال: فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: فإن لم تجد في سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا في كتاب الله؟، قال: اجتهد رايي ولا آلو، فضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم صدره، وقال: الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله لما يرضي رسول الله".

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے حمص کے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو جب یمن (کا گورنر) بنا کر بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ”جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے گا تو تم کیسے فیصلہ کرو گے؟“ معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر اللہ کی کتاب میں تم نہ پا سکو؟“ تو معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر سنت رسول اور کتاب

اللہ دونوں میں نہ پاس کو تو کیا کرو گے ؟" انہوں نے عرض کیا: پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا، اور اس میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کا سینہ تھپتھپایا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جو اللہ کے رسول کو راضی اور خوش کرتی ہے

(ابو داؤد حدیث 3592)

.

،ضعفه الشيخ الألباني، ولكن بعض أهل العلم صححه أو حسنه ومنهم ابن كثير في أول تفسير سورة الفاتحة، وكذلك الشوكاني حسنه وقال: إن ابن كثير جمع فيه جزءاً وقال: كذلك أيضاً أبو الفضل بن طاهر المقدسي جمع فيه جزءاً.وقد وجدت آثار عن عدد من الصحابة تدل على ما دل عليه

ابو داود شریف کی مذکورہ حدیث کو شیخ البانی نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن بعض اہل علم نے اس حدیث کو صحیح و دلیل قرار دیا ہے یا پھر حسن معتبر دلیل قرار دیا ہے جیسے کہ امام ابن کثیر نے اور جیسے کہ امام شوکانی نے صحیح یا حسن معتبر دلیل قرار دیا ہے... بعض ائمہ نے تو اس حدیث کی تائید و تخریج و شرح پر کتب و رسائل تک لکھے ہیں... صحابہ کرام سے بہت سارے آثار مروی ہیں جو

اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے قرآن اور حدیث بھر اقوال صحابہ پھر ان پر کیا گیا اجتہاد و قیاس کرنا اور عمل کرنا کرانا جائز بلکہ لازم و بر حق ہے

(شرح ابو داود للعباد تحت الحدیث 3592)

.

اس حدیث پاک سے بالکل واضح ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ قران مجید فرقان حمید کی تمام ایات میں سمجھنا ہے تفکر کرنا ہے تدبر کرنا ہے پھر جا کر کسی ایت کا مطلب سمجھ ائے گا اور بعض اوقات تو احادیث مبارکہ بھی سے بھی سمجھنا لازمی ہو گا اور تمام احادیث پر نظر اور فکر تفکر تدبر کرنا ہو گا اور احادیث کے بعد ہمارے لیے یہ بھی حکم ہے کہ صحابہ کرام نے کیا سمجھا وہ سمجھ سمجھنا اپنانا پھیلانا عمل کرنا ضروری ہے

۔

فقط دو چار احادیث ایات کا معنی دیکھ کر فتوے بازی شروع نہیں کر دینی اعتراض نہیں اٹھانے بلکہ تمام ایات مبارک اور تمام احادیث مبارکہ اور دیگر دلائل لغت تفسیر گرائمر صحابہ کرام کی فہم و فراست سب کو دیکھ کر ایت کو سمجھنا ہے حدیث کو سمجھنا ہے پھر جا کر اس سے فتوی دیا جا سکتا ہے تب جا کر اس کی بنیاد پر اعتراض کیا جا سکتا ہے

۔

⁕اہم نوٹ#⁕

بعض لوگ کے ذہن میں اسکتا ہے کہ اگر حدیث کی تفسیر تشریح ایت کی تفسیر تشریح تفصیل وغیرہ دیگر احادیث و دلائل سے ہوتی ہے تو وہ دلائل سب کو کیوں نہیں ملتے اختلاف کیوں ہو جاتا ہے ایک حدیث کو سمجھنے میں ایک ایت کو سمجھنے میں اختلاف کیوں ہو جاتا ہے۔۔۔؟؟

.

جواب:

الحدیث:

قال النبي صلى الله عليه وسلم لنا لما رجع من الأحزاب: «لا يصلين أحد العصر إلا في بني قريظة» فأدرك بعضهم العصر في الطريق، فقال بعضهم: لا نصلي حتى نأتيها، وقال بعضهم: بل نصلي، لم يرد منا ذلك، فذكر للنبي صلى الله عليه وسلم، فلم يعنف واحدا منهم

:غزوہ احزاب سے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم (یعنی صحابہ کرام) سے فرمایا کہ

تم میں سے ہر ایک بنی قریظہ پہنچ کر ہی عصر کی نماز پڑھے "(صحابہ کرام نے جلد پہنچنے کی بھرپور کوشش کی مگر) راستے میں عصر کا وقت ختم ہونے کو آیا تو کچھ صحابہ کرام نے فرمایا کہ ہم عصر نماز بنی قریظہ پہنچ کر ہی پڑھیں گے اور کچھ صحابہ کرام نے فرمایا کہ نبی پاک کا یہ ارادہ نا تھا(کہ نماز قضا ہو اس لیے) ہم عصر پڑھ لیں گے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

طبرانی ابن حبان وغیرہ کتب میں روایت ہے جس میں ہے کہ کچھ صحابہ نے راستے میں ہی عصر)
نماز پڑھ لی اور کچھ نے فرمایا کہ ہم رسول کریم کی تابعداری اور انکے مقصد میں ہی ہیں لیھذا اقضا
(کرنے کا گناہ نہین ہو گا اس لیے انہوں نے بنی قریظہ پہنچ کر ہی عصر نماز پڑھی

پس یہ معاملہ رسول کریم کے پاس پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک پر بھی ملامت
نافرمائی

(بخاری حدیث946)

.

دیکھا آپ نے صحابہ کرام علیھم الرضوان کا قیاس و استدلال اور اس میں اختلاف... صحابہ کرام
نے اس برحق اختلاف پر ایک دوسرے کو کافر منافق فاسق گمراہ گستاخ نہیں کہا اور نبی پاک نے
بھی کسی کی ملامت نافرمائی... ایسا اختلاف قابل برداشت ہے بلکہ روایتوں میں ایسے فروعی برحق
پر دلیل باادب اختلاف کو رحمت فرمایا گیا ہے

.

اختلاف ایک فطرتی چیز ہے.... حل کرنے کی بھرپور کوشش اور مقدور بھر علم و توجہ اور اہلِ علم
سے بحث و دلائل کے بعد اسلامی حدود و آداب میں رہتے ہوئے پر دلیل اختلاف رحمت ہے

مگر

آپسی تنازع جھگڑا ضد انانیت تکبر لالچ ایجنٹی منافقت والا اختلاف رحمت نہیں، ہر گز نہیں... اختلاف بالکل ختم نہیں ہو پاتا مگر کم سے کم ضرور کیا جا سکتا ہے، اس لیے اختلاف میں ضد انانیت، توہین و مذمت نہیں ہونی چاہیے بلکہ صبر اور وسعتِ ظرفی ہونی چاہیے... اور یہ عزم و، ارادہ بھی ہونا چاہیے کہ اختلاف کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی، ختم نہیں ہو پایا تو اختلاف کو کم سے کم ضرور کیا جائے گا.. اختلاف کو جھگڑے سے بچایا جائے گا..

.

...اختلاف کی بنیاد حسد و ضد ہر گز نہیں ہونی چاہیے

اختلاف اپنی انا کی خاطر نہ ہو

اختلاف لسانیت قومیت کی خاطر نہ ہو

اختلاف ذاتی مفاد لالچ کی خاطر نہ ہو

اختلاف شہرت واہ واہ کی خاطر نہ ہو

اختلاف فرقہ پارٹی کی خاطر کی نہ ہو

اختلاف کسی کی ایجنٹی کی خاطر نہ ہو

اختلاف منافقت، دھوکے بازی کی خاطر نہ ہو

،اختلاف ہو تو دلیل و بھلائی کی بنیاد پر ہو، بہتر سے بہترین کی طرف ہو، علم و حکمت سے مزین ہو

.

ہر شخص کو تمام علم ہو، ہر طرف توجہ ہو، ہر میدان میں ماہر ہو یہ عادتاً ممکن نہیں، شاید اسی لیے مختلف میدانوں کے ماہر حضرات کی شوری ہونا بہت ضروری ہے، اسی لیے اپنے آپ کو عقل کل نہیں سمجھنا چاہیے....بس میں ہی ہوں نہیں سوچنا چاہیے...ترقی در ترقی کرنے کی سوچ ہو، ایک دوسرے کو علم، شعور، ترقی دینے کی سوچ ہو

کسی کا اختلاف حد درجے کا ہو، ادب و آداب کے ساتھ ہو، دلائل و شواہد پر مبنی ہو تو اس سے دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے...ایسے اختلاف والے کی تنقیص و مذمت نہیں کرنی چاہیے، ایسے اختلاف پے خطاء والے کو بھی اجر ملتا ہے

:الحدیث

فاجتهد، ثم اصاب فله اجران، وإذا حكم فاجتهد، ثم اخطا فله اجر

مجتہد نے اجتہاد کیا اور درستگی کو پایا تو اسے دو اجر اور جب مجتہد نے اجتہاد کیا خطاء پے ہوا اسے ایک اجر ملے گا(بخاری حدیث7352)

توجیہ تنبیہ جواب تاویل ترجیح کی کوشش کرنی چاہیے جب یہ ممکن نا ہو تو خطاء اجتہادی پر محمول کرنا چاہیے.....ہاں تکبر عصبیت مفاد ضد انانیت ایجنٹی منافقت وغیرہ کے دلائل و شواہد ملیں تو ایسے اختلاف والے کی تردید و مذمت بھی برحق ولازم ہے.

اسی طرح ہر ایک کو اختلاف کی بھی اجازت نہیں...اختلاف کے لیے اہل استنباط مین سے ہونا ضروری ہے...کافی علم ہونا ضروری ہے...وسعت ظرفی اور تطبیق و توفیق توجیہ تاویل ترجیح وغیرہ کی عادت ضروری ہے، جب ہر ایرے غیرے کم علم کو اختلاف کی اجازت نا ہو گی تو اختلافی فتنہ فسادات خود بخود ختم ہوتے جاءیں گے.

امام احمد رضا فرماتے ہیں:

اطلاق و عموم سے استدلال نہ کوئی اصطلاحی قیاس ہے نہ مجتھد سے خاص (یعنی اطلاق و عموم سے استدلال کوئی بھی ماہر عالم کر سکتا ہے اس کے مجتہد ہونا ضروری نہیں) (فتاویٰ رضویہ جلد 7 صفحہ 496)

.

ہاں اطلاق و عموم میں کیا کیا آئے گا اور کون اور کیا کس وجہ سے اطلاق و عموم نہیں آئے گا..؟ یہ سمجھ بوجھ بھی ضروری ہے...جس کے لیے آیات احادیث اثارِ صحابہ و تابعین و آئمہ اسلام...اور

...وسیع گہرا مطالعہ...عقائد فقہ لغت علم المعانی والبیاناور اس قسم کے دیگر علوم پر نظر ضروری ہے

ایسے علماء محققین کو اطلاق و عموم سے استدلال جائز و ثواب بلکہ کبھی لازم تک ہو جاتا ہے

.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ: «مَنْ كَانَ عَالِمًا بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَبِقَوْلِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا اسْتَحْسَنَ فُقَهَاءُ الْمُسْلِمِينَ وَسِعَهُ أَنْ يَجْتَهِدَ رَأْيَهُ...قال الشافعی لَا يَقِيسُ إِلَّا مَنْ جَمَعَ آلَاتِ .الْقِيَاسِ وَهِيَ الْعِلْمُ بِالْأَحْكَامِ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَرْضِهِ وَأَدَبِهِ وَنَاسِخِهِ وَمَنْسُوخِهِ وَعَامِّهِ وَخَاصِّهِ وإِرْشَادِهِ وَنَدْبِهِ

وَلَا يَكُونُ لِأَحَدٍ أَنْ يَقِيسَ حَتَّى يَكُونَ عَالِمًا بِمَا مَضَى قَبْلَهُ مِنَ.... السُّنَنِ، وَأَقَاوِيلِ السَّلَفِ وَإِجْمَاعِ النَّاسِ وَاخْتِلَافِهِمْ وَلِسَانِ الْعَرَبِ وَيَكُونُ صَحِيحَ الْعَقْلِ حَتَّى يُفَرِّقَ بَيْنَ الْمُشْتَبِهِ، وَلَا يُعَجِّلَ بِالْقَوْلِ وَلَا يَمْتَنِعَ مِنَ الِاسْتِمَاعِ مِمَّنْ خَالَفَهُ لِأَنَّ لَهُ فِي ذَلِكَ تَنْبِيهًا عَلَى غَفْلَةٍ رُبَّمَا كَانَتْ مِنْهُ.... وَعَلَيْهِ بُلُوغُ عَامَّةِ جَهْدِهِ، وَالْإِنْصَافُ مِنْ نَفْسِهِ حَتَّى يَعْرِفَ

مِنْ أَيْنَ قَالَ مَا يَقُولُ

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے شاگرد رشید محمد بن حسن فرماتے ہیں کہ جو کتاب اللہ کا عالم ہو سنت رسول اللہ کا عالم ہو اور صحابہ کرام کے اقوال کا عالم ہو اور فقہاء کے اجتہاد و استنباط و قیاس کا عالم ہو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ قیاس و اجتہاد کرے...امام شافعی فرماتے ہیں کہ قیاس و اجتہاد وہی کر سکتا ہے کہ جس نے قیاس کے لیے مطلوبہ علوم و فنون میں مہارت حاصل کی ہو، مثلا قرآن

کریم(اور سنت رسول) کے احکامات کا علم ہو قرآن کریم (و سنت رسول) کے فرض واجبات آداب ناسخ منسوخ عام خاص اور اس کے ارشادات و مندوبات وغیرہ کا علم ہو... قیاس واجتہاد صرف اس عالم کے لئے جائز ہے کہ جو عالم ہو سنتوں کا، اسلاف (صحابہ کرام تابعین عظام و دیگر ،ائمہ) کے اقوال کا عالم ہو، اسلاف کے اجماع و اختلاف کا عالم ہو، لغت عرب کے فنون کا عالم ہو عمدہ عقل والا ہو تا کہ اشتباہ سے بچ سکے، اور جلد باز نہ ہو، اور مخالف کی بات سننے کا دل جگرہ رکھتا ہو کہ ممکن ہے یہ غفلت میں ہو اور مخالف کی تنقید سے اسکی غفلت ہٹ جائے۔۔۔ نیز قیاس و اجتہاد کرنے والے پر واجب ہے کہ دلائل پر بھرپور غور کرے انصاف کے ساتھ بلاتعصب۔۔۔۔ اور اسے پتہ ہونا چاہیے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے کس بنیاد پر کہہ رہا ہے۔۔۔۔؟؟

(جامع بیان العلم وفضلہ 2/856)

.

تحریر:العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر ✍

naya whatsapp nmbr

03062524574





تحریر نمبر6

مرزا جہلمی مذاق اڑاتے ہوئے کہتا ہے کہ روزے کی نیت میں کہتے ہو کل کے روزے کی نیت کی۔۔۔اس کی بات کا علمی رد اور بدعت کی کچھ تفصیل اس تحریر 6 میں پڑھیے۔

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

روزہ و نماز کی نیت کی تحقیق؟ قیاس، تقلید؟ بدعت کی کچھ تفصیل و تحقیق۔۔۔؟؟وہابی نجدی اہلحدیث اور مرزا جہلمی وغیرہ کے مشہور اعتراض کا مدلل محقق جواب اور تشریف لال...اور *مولویوں میں اتنا اختلاف کیوں۔۔۔۔؟؟

:سوال

علامہ صاحب یہ دیکھیں مرزا جہلمی کس طرح مذاق اڑا رہا ہے اس کا منہ توڑ جواب لکھیے

.

:مرزا جہلمی کہتا ہے

مرزا جہلمی ہنستے ہوئے تمسخر و مذاق اڑاتے ہوئے کہتا ہے...المفھوم: وبصوم غد نویت...میں نے کل کے روزے کی نیت کی آج کی نہیں، پھر گستاخانہ لہجے میں کہتا ہے کہ بابوں (یعنی علماء اسلاف اولیاء) کو کل اور آج کا پتہ نہیں تھا، نیت تو آج کے روزے کی کرنی ہے لیکن نیت کل کے روزے کی کرواگئے...ہاہاہاہا....

*ہمارا جواب

علماء سے فروعیات ظنیات میں اختلاف مدلل باادب ہو کر کیا جاسکتا ہے مگر علماء کی توہین تمسخر مذاق اڑانے والے اپنے ایمان کی خبر لیں، اگر آپ نے توجہ سے مکمل تحریر بلا تعصب پڑھ لی تو مجھے یقین ہے کہ ان شاء اللہ عزوجل آپ ان اعتراض کرنے والوں سے دور ہو جائیں گے اور

مذاق اڑانے والے مرزا جہلمی جیسوں کے متعلق تواپ کاخون خول اٹھے گا اور جوش ایمانی اتنا ابھرے گا کہ اپ کا دل کرے گا کہ اپ کے ہاتھ چھتر ہوں اور مذاق اڑانے والے جہلمی کی تشریف ہو اور اپ کو گنتی فقط نناوے تک ائے............ڈیش ڈیش کا معنی آپ سمجھ ہی گئے ہونگے۔۔۔ سمجھانے کے ساتھ ساتھ ضدی فسادی سے ایسا سلوک لازم ہے تاکہ ائندہ کسی کو مذاق اڑانے گمراہ کرنے کی جراءت نہ ہو۔۔۔ہاں باادب ہو کر سوال کرنا اور باادب فروعی اختلاف کرنا بھی برحق ہے اسکی وجہ سے نفرت نہ کیجیے، دل چھوٹا نہ کیجیے

۔

:القرآن

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ

اے ایمان والو ایک دوسرے پے مت ہنسو (ایک دوسرے سے دل دکھانے والا مزاح نہ کرو، ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑاو)

(سورہ الحجرات آیت 11)

جب عام مسلمان کی اتنی شان ہے کہ اسکا تمسخر و مذاق اڑنا جرم و ممنوع ہے تو برحق علماء و اولیاء اسلاف کا مذاق اڑانا کتنا بڑا گھٹیا پن ہو گا....؟؟

.

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

:الحدیث

بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ ؛ دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ

کسی کے شریر فسادی وبدترین ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون حرام ہے مال حرام ہے عزت حرام ہے(یعنی عزت کرنالازم ہے، بے عزتی، مذاق و تمسخر اڑانا حرام ہے)

(مسلم حدیث6541)

.

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلى اللَّهُ عَلَيه وسَلم قَالَ: لَيسَ مِن أُمَّتِي مَن لَم يُجِلَّ كَبِيرَنا، ويَرحَم صَغِيرَنا، ويَعرَف لِعالِمِنا

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایاوہ میری امت میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے اور چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے علماء کا حق نہ جانے، ادب نہ کرے

(بخاری فی التاریخ الکبیر حدیث3267)

(المستدرک حاکم حدیث نمبر421 نحوہ)

.

ثلاثةٌ لَا يَسْتَخِفُّ بِحَقِّهِمْ إِلَّا مُنافِقٌ: ذُو الشَّيْبَةِ فِي الاسْلَامِ وذُو العِلْمُ وإِمامٌ مُقْسِطٌ

تین لوگوں کی توہین اور بے عزتی گستاخی تمسخر بے ادبی منافق ہی کرے گا...ایک وہ کہ جسے اسلام میں سفیدی پڑ گئ ہو، دوسرا وہ جو علم والا ہو اور تیسرا عادل بادشاہ(یعنی ان تینوں کی بے ادبی (توہین کرنا اور حقوق نہ جاننا یہ منافقت کی نشانی ہے

(جامع صغیر حدیث6347)

.

،سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «اغْدُ عَالِمًا، أَوْ مُتَعَلِّمًا أَوْ مُسْتَمِعًا، أَوْ مُحِبًّا، وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَةَ فَتَهْلِكَ

راوی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ یاتو عالم ہو جایا پھر طالب علم، علم کا طلب گار ہو جایا پھر علم سننے والا ہو جایا پھر علماء سے محبت کرنے والا ہو جا اور پانچواں شخص مت بننا کہ ہلاک ہو جاؤ گے

(طبرانی اوسط حدیث 5171)

.

الاستهزاء بأشخاصهم....وهذا محرم...الاستهزاء بالعلماء لكونهم علماء، ومن أجل ما هم عليه من

العلم الشرعي، فهذا كفر

حقیقی علماء کی توہین علم شرعی کی وجہ سے کریں تو یہ کفر ہے اور اس کے علاوہ دوسری وجوہات ہوں تو حرام و گناہ ہے

(الموسوعۃ العقدیۃ-الدرر السنیۃ57/7)

.

.باادب مدلل باسلیقہ اختلاف برحق ہے، اسکی ایک دلیل ملاحظہ کیجیے*

:الحدیث

قال النبي صلى الله عليه وسلم لنا لما رجع من الأحزاب: «لا يصلين أحد العصر إلا في بني قريظة» فأدرك بعضهم العصر في الطريق، فقال بعضهم: لا نصلي حتى نأتيها، وقال بعضهم: بل نصلي، لم يرد منا ذلك، فذكر للنبي صلى الله عليه وسلم، فلم يعنف واحدا منهم

:ترجمہ

:غزوہ احزاب سے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم (یعنی صحابہ کرام) سے فرمایا کہ

تم میں سے ہر ایک بنی قریظہ پہنچ کر ہی عصر کی نماز پڑھے "(صحابہ کرام نے جلد پہنچنے کی بھرپور کوشش کی مگر) راستے میں عصر کا وقت ختم ہونے کو آیا تو کچھ صحابہ کرام نے فرمایا کہ ہم عصر نماز

بنی قریظہ پہنچ کر ہی پڑہیں گے اور کچھ صحابہ کرام نے فرمایا کہ نبی پاک کا یہ ارادہ نا تھا(کہ نماز قضاہو اس لیے)ہم عصر پڑھ لیں گے

طبرانی ابن حبان وغیرہ کتب میں روایت ہے جس میں ہے کہ کچھ صحابہ نے راستے میں ہی عصر) نماز پڑھ لی اور کچھ نے فرمایا کہ ہم رسول کریم کی تابعداری اور انکے مقصد میں ہی ہیں لیھذا قضا (کرنے کا گناہ نہین ہو گا اس لیے انہوں نے بنی قریظہ پہنچ کر ہی عصر نماز پڑھی

پس یہ معاملہ رسول کریم کے پاس پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک پر بھی ملامت نا فرمائی

(بخاری حدیث946)

.

دیکھا آپ نے صحابہ کرام علیھم الرضوان کا قیاس واستدلال اور اس میں اختلاف... صحابہ کرام نے اس بر حق اختلاف پر ایک دوسرے کو کافر منافق فاسق گمراہ گستاخ نہیں کہا اور نبی پاک نے بھی کسی کی ملامت نا فرمائی... ایسا اختلاف قابل برداشت ہے بلکہ روایتوں مین ایسے فروعی بر حق پر دلیل باادب اختلاف کو رحمت فرمایا گیا ہے

.

اختلاف ایک فطرتی چیز ہے.... حل کرنے کی بھرپور کوشش اور مقدور بھر علم و توجہ اور اہلِ علم سے بحث و دلائل کے بعد اسلامی حدود و آداب میں رہتے ہوئے پر دلیل اختلاف رحمت ہے

مگر

آپسی تنازع جھگڑا ضد انانیت تکبر لالچ ایجنٹی منافقت والا اختلاف رحمت نہیں، ہر گز نہیں... اختلاف بالکل ختم نہیں ہو پاتا مگر کم سے کم ضرور کیا جا سکتا ہے، اس لیے اختلاف میں ضد انانیت، توہین و مذمت نہیں ہونی چاہیے بلکہ صبر اور وسعتِ ظرفی ہونی چاہیے... اور یہ عزم و، ارادہ بھی ہونا چاہیے کہ اختلاف کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی، ختم نہیں ہو پایا تو اختلاف کو .. کم سے کم ضرور کیا جائے گا.. اختلاف کو جھگڑے سے بچایا جائے گا

.

... اختلاف کی بنیاد حسد و ضد ہر گز نہیں ہونی چاہیے

اختلاف اپنی انا کی خاطر نہ ہو

اختلاف لسانیت قومیت کی خاطر نہ ہو

اختلاف ذاتی مفاد لالچ کی خاطر نہ ہو

اختلاف شہرت واہ واہ کی خاطر نہ ہو

اختلاف فرقہ پارٹی کی خاطر کی نہ ہو

اختلاف کسی کی ایجنٹی کی خاطر نہ ہو

اختلاف منافقت، دھوکے بازی کی خاطر نہ ہو

،اختلاف ہو تو دلیل و بھلائی کی بنیاد پر ہو، بہتر سے بہترین کی طرف ہو، علم و حکمت سے مزین ہو

.

ہر شخص کو تمام علم ہو، ہر طرف توجہ ہو، ہر میدان میں ماہر ہو یہ عادتاً ممکن نہیں، شاید اسی لیے مختلف میدانوں کے ماہر حضرات کی شوری ہونا چاہیے، اسی لیے اپنے آپ کو عقل کل نہیں سمجھنا چاہیے....بس میں ہی ہوں نہیں سوچنا چاہیے...ترقی در ترقی کرنے کی سوچ ہو، ایک دوسرے کو علم، شعور، ترقی دینے کی سوچ ہو....!!

.

کسی کا اختلاف حد درجے کا ہو، ادب و آداب کے ساتھ ہو، دلائل و شواہد پر مبنی ہو تو اس سے دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے...ایسے اختلاف والے کی تنقیص و مذمت نہیں کرنی چاہیے، ایسے اختلاف پے خطاء والے کو بھی اجر ملتا ہے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

:الحدیث

فاجتهد، ثم اصاب فله اجران، وإذا حكم فاجتهد، ثم اخطا فله اجر

مجہتد نے اجتہاد کیااور درستگی کو پایاتو اسے دو اجر اور جب مجتہد نے اجتہاد کیا خطاء پے ہوا اسے ایک اجر ملے گا

(بخاری حدیث 7352)

توجیہ تنبیہ جواب تاویل ترجیح کی کوشش کرنی چاہیے جب یہ ممکن نا ہو تو خطاء اجتہادی پر محمول کرنا چاہیے.....ہاں تکبر عصبیت مفاد ضد انانیت ایجنٹی منافقت وغیرہ کے دلائل و شواہد ملیں تو ایسے اختلاف والے کی تردید و مذمت بھی برحق و لازم ہے

.

اسی طرح ہر ایک کو اختلاف کی بھی اجازت نہیں...اختلاف کے لیے قرآن مجید سورہ نساء ایت 83 وغیرہ سے ثابت ہوتا کہ اہل استنباط میں سے ہونا ضروری ہے...کافی علم ہونا ضروری ہے...وسعت ظرفی اور تطبیق و توفیق توجیہ تاویل ترجیح وغیرہ کی عادت ضروری ہے، جب ہر ایرے غیرے کم علم کو اختلاف کی اجازت نا ہوگی تو اختلافی فتنہ فسادات خودبخود ختم ہوتے جاءیں گے

.

سیاسی اختلافات اور دیگر باہم اختلافات میں کہا جاتا ہے کہ یہ تو سیاست کا حسین رنگ ہے جمہوریت کا حسین رنگ ہے تو پھر مولویوں کے باادب برحق اختلاف ہمیں کیوں ہضم نہیں ہوتا۔۔۔؟؟ ہمیں ایک دوسرے کے باادب فروعی اختلاف کو برداشت کرنا چاہیے۔۔۔ اختلافات کو کم سے کم کرنا چاہیے اور کم نہ ہو سکیں تو برحق فروعی اختلاف ادب کے ساتھ دین اسلام کی ترویج و تائید کے لیے اور مسلمانوں کی بہتری کے لیے اور بہتر سے بہتری کے لیے ہونا چاہیے۔۔۔ جو جس محاذ پر دین اسلام کی خدمات کر رہا ہے اس سے اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اس کی حوصلہ افزائی بھی کسی نہ کسی انداز میں ہونی چاہیے اور اگر مجبوراً حوصلہ افزائی نہ کر سکیں تو ہم عوام سمجھ جائیں کہ فلاں معتبر اہل سنت تائید و ترویج نہیں کر رہا ہے معتبر اہل سنت کی تو لازماً اس پر ملکی یا بین الاقوامی جبر و پریشر ہو گا لہذا دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے، نفرتیں نہیں کرنی چاہیے

۔

مرزا جہلمی والا اعتراض غیر مقلد وہابی اہلحدیث حضرات بھی کرتے ہیں پھیلاتے ہیں... انکا* اعتراض بھی ملاحظہ کیجیے.

وہابی اہل حدیث نجدی وغیرہ کہتے ہیں کہ اگر "غد" کا معنی آنے والا کل کریں تو، "وبصوم غد نویت۔۔۔" کا مطلب ہے میں نے کل کے دن کے روزے کی نیت کی اور روزہ تو سحری کے وقت آج کے دن کا رکھ رہا ہے اور نیت کل کی کر رہا ہے۔ گویا وہ آج کا روزہ نہیں رکھ رہا

پھر چند سطور بعد وہابی نجدی اہل حدیث لکھتا ہے کہ

(جو روزے کی نیت رات کو نہیں کرتا اس کا روزہ نہیں ہے

سنن نسائی حدیث نمبر (2334) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح الجامع (583) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ پھر وہابی نجدی اہل حدیث لکھتا ہے کہ

حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ اور نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں ہے۔ اور نیت کا تعلق دل ہے جو کہ ایک قلبی عمل ہے اس کا زبان سے کوئی تعلق نہیں اس لیے مسلمان کو دل سے ارادہ کرنا چاہیے کہ * وہ کل روزہ رکھے گا *، اس کے لیے مشروع نہیں کہ وہ زبان سے یہ کہتا رہے میں روزے کی نیت کرتا ہوں یا میں حقیقتاً تیرے لیے روزہ رکھ رہا ہوں، یا اس طرح کے دوسرے الفاظ جو آج کل لوگوں نے ایجاد کر رکھے ہیں وہ سب بدعت میں شمار ہوتے ہیں۔ صحیح نیت یہی ہے کہ انسان دل سے ارادہ کرے کہ وہ صبح روزہ رکھے گا، اسی لیے شیخ جب شیخ الاسلام :ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی سے سوال کیا گیا تو ان کا جواب تھا

جس کے دل میں یہ بات آ گئی کہ وہ * صبح روزہ رکھے گا * اس کی نیت ہو گئی۔

دیکھیں الاختیارات صفحہ نمبر (191)

۔

کچھ اسی کی بات مرزا جہلمی نے بھی کی ہے اور مذاق اڑایا ہے کہ

روزہ آج کا اور نیت کل کی

..

مرزا جہلمی اور غیر مقلدوں اہلحدیثوں کو جواب*

معترض تجاہل و گمراہی کا شکار ہے اور دوسروں کو بھی جاہل و گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے

!!........پہلی بات

معترض کو اعتراض ہے کہ "غد "یعنی کل کا روزہ کہنا عقلا و شرعا ٹھیک نہیں کہ سحری آج کے روزے کی اور نیت کل کے روزے کی ہو رہی ہے....... لیکن مزے کے بات ہے کہ معترض خود لکھ بیٹھا کہ

،* دل سے ارادہ کرنا چاہیے کہ * وہ کل روزہ رکھے گا

.

!!.....دوسری بات

معترض کو پتہ ہی نہیں کہ اس نے اپنے شیخ الاسلام کی الاختیارات کتاب سے جو نقل کیا ہے وہاں صاف لکھا ہے کہ "غد" کہہ کر نیت کی جائے تو بھی ٹھیک ہے....الاختیارات کی اصل عربی عبارت ملاحظہ کیجیے:

من خطر بباله أنه صائم غداً، فقد نوى

:ترجمہ

جس کے دل میں یہ بات آگئ کہ وہ* کل کا روزہ رکھ رہا ہے* تو بے شک اس نے نیت کر لی...(اختیارات ص191)

.

معترض نے یہاں اپنے اعتراض سے شیخ الاسلام کو بچانے کے لیے ان کی عبارت میں موجود لفظ "غد"کا ترجمہ صبح کیا ہے جو کہ بہت بڑی خیانت و دھوکہ دہی ہے...یہاں بھی غد کا ترجمہ "کل" لکھتا تو خود ہی پھنس جاتا اس لیے ترجمہ بدل دیا

.

!!........تیسری بات

غد کے الفاظ جدید بدعت نہیں بلکہ پرانے علماء کرام نے "غد"یعنی کل کے روزے کی نیت کرنے کو حق و سچ بر حق لکھا ہے اور اس کی احادیث مبارکہ سے دلیل بھی موجود ہے پہلے اپ عبارات پڑھیں پھر دلیل کی طرف ائیں گے اور اپ انشاءاللہ عزوجل مذاق اڑاتے ہوئے مرزا جہلمی پر جوتوں کی برسات کرنے کا تشریف لال کرنے کا شوق رکھیں گے

.

من خطر بباله أنه صائم غداً، فقد نوى

:ترجمہ

جس کے دل مین یہ بات آئی کہ وہ کل کا روزہ رکھ رہا ہے تو بے شک اسکی نیت ہو گئ

.کشاف القناع:۳٦۷/۲.181/1 الفقہ الاسلامی وادلتہ

:سیدنا غوث اعظم فرماتے ہیں

نوى أي وقت من الليل من بعد غروب الشمس إلى قبل أن يطلع.
الفجر الثاني، أنه صائمٌ غدًا من شهر رمضان

رات سے لیکر فجر سے پہلے پہلے تک نیت کرے کہ وہ کل کا روزہ رکھ رہا ہے

.الغنیۃ23/1

اذَا نَوَى مِنْ اللَّيْلِ نَوَيْت أَنْ أَصُومَ غَدًا لِلَّهِ تَعَالَى مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ

:ترجمہ

...رات کے وقت نیت یوں کرے کہ میں کل کا روزہ رکھ رہا ہوں رمضان کا فرض روزہ

(جوہرہ136/1)

ذَهَبَ جُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ.....بِأَنْ يَنْوِيَ أَنَّهُ صَائِمٌ غَدًا عَنْ رَمَضَانَ مَثَلاً

:ترجمہ

جمھور واکثر علماء کا موقف ہے کہ نیت واجب ہے، مثال کے طور پر یوں کہے کہ وہ کل کا روزہ رکھ رہا ہے

موسوعہ فقہیہ کویتیہ

13/42

.فلينظر البدائع ٢ / ٨٤، وحاشية الدسوقي على الشرح الكبير ١ / ٥٢٠، والقوانين الفقهية ص ١٢٢ ومغني المحتاج ١ / ٤٢٤-٤٢٥، والمغني لابن قدامة ٣ / ٩٤

..

ان عبارات سے واضح ہے کہ امت مسلمہ کے اکثر علماء نے یہی فرمایا ہے کہ یوں نیت کی جائے کہ وہ کل کا روزہ رکھ رہا ہے، جمھور علماء کا مذاق اڑانے والے اپنے ایمان کی فکر کریں.....اس نیت کے لیے کوئی مقرر کردہ الفاظ ضروری نہیں حتی کہ دل میں ارادہ کیا کہ کل کا روزہ رکھ رہا ہے اور زبان سے کچھ نہ کہا تو بھی نیت ہوگئ......دل میں نیت کے ساتھ ساتھ الفاظوں کے ساتھ نیت کی جائے تو اسے علماء احناف نے بہتر قرار دیا ہے، مگر الفاظ ضروری مقرر نہیں کیے بلکہ

نویت ان اصوم غدا من فرض رمضان

وبصوم غد نويت من شهر رمضان

وغیرہ عربی کے مختلف الفاظوں سے نیت ہوسکتی ہے، اردو فارسی وغیرہ الفاظوں سے بھی نیت ہوسکتی ہے

.

غد "یعنی کل کا روزہ رکھنے کی نیت کرنے میں سب علماء کا اتفاق ہے..... معترض کا غد پر اعتراض" کرنا خود ان کے معتمد علماء پر اعتراض کرنے کے مترادف ہے اور لفظ کل کہنے پر تمسخر اڑانا اپنی جہالت کا پیغام دینا ہے

.

!!.......چوتھی بات

اب ایئے یہ سمجھتے ہیں کہ علماء نے اخر یہ کیوں فرمایا کہ کل کے روزے کی نیت*

*کرے.........؟؟

دراصل یہ کل کے روزے کی نیت حقیقتا اج کے روزے کی نیت ہے، کیونکہ روزہ سحری کے وقت کے ختم ہونے کے بعد سے لیکر غروبِ افتاب تک ہوتا ہے اور نیت سحری کے وقت کی جاتی ہے تو

رات کے وقت جب سحری کوئی کرتا ہے تو وہ فجر کے بعد شروع ہونے والے روزے کی سحری کر رہا ہوتا ہے یہ روزہ سحری کے کچھ دیر بعد شروع ہونے والا ہوتا ہے تو یہ مستقبل کا روزہ ہوا اسی لیے اس کے لیے کل کا روزہ کہا جاتا ہے کیونکہ روزہ ابھی تک شروع ہی نہیں ہوا

.

لیھذا رات کے وقت غد یعنی کل کے روزے یعنی آنے والے روزے کی نیت کرنا جمہور علماء بلکہ خود معترض کے معتبر علماء کے مطابق بھی بر حق و سچ ہے.....اس پر اعتراض جہالت و گمراہی ہے

.

٭!!.......غدا کا ایک معنی حدیث پاک سے٭

فَإِنَّهُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ، وَصَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ مِنَ الْغَدِ قَبْلَ وَقْتِهَا

صحابی فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نماز جمع کی حج کے موقع پر اور کل کی فجر نماز (معتاد و معتدل) وقت سے پہلے پڑھی

(ابوداؤد تحت الحدیث1934)

حدیث پاک میں غد یعنی کل کا لفظ ایا ہے اب اگر غد اکا معنی فقط ایک یہی ہوتا کہ کل کا دن اگلی تاریخ یعنی چوبیس گھنٹے بعد کا وقت جیسے کہ مرزا نے یہی معنی کیے اگر یہی معنی کریں تو مطلب بنے

گا کہ رات کو حج کے موقعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کو جمع کیا اور 24 گھنٹے بعد جا کر فجر کی نماز کو جلدی پڑھا... جبکہ یہ معنی سراسر غلط ہے حدیث پاک کے خلاف ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ جس رات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کو جمع کیا اسی رات فجر نماز کو جلدی پڑھا

.

اس حدیث پاک سے ثابت ہو گیا کہ جس رات میں بندہ ہو اسی رات کو فجر کے وقت کے لئے غد کا لفظ استعمال کر سکتا ہے... اور یہی روزہ میں ہوتا ہے کہ ہم رات کے وقت سحری کر رہے ہوتے ہیں اور صبح شروع ہونے والے روزے کے لیے غدٍ کل کا روزہ کہہ کر نیت کرتے ہیں... جو کہ بالکل برحق ہے

.

!!......پانچویں بات

باقی رہی بات اس مسلے کی کہ نیت الفاظوں سے کرنا بدعت ہے یا نہیں......؟؟ تو یہ مختصر اعرض ہے کہ کچھ علماء نے اسے بدعت کہا ہے اور ان کی مراد یہاں بدعت سے مراد بدعت حسنہ ہو گی کیونکہ اس کی اصل احادیث مبارکہ سے ثابت ہے اور جس کی اصل احادیث سے ثابت ہو ایات سے ثابت ہو تو وہ درحقیقت بدعت ہی نہیں ہوتی اسے ظاہری طور پر بدعت کہا جاتا

ہے۔۔۔۔یہی وجہ ہے کہ علماء احناف نے لفظوں کے ساتھ نیت کرنے کو مستحب وثواب کہا ہے....روزہ کی نیت کے الفاظ اگرچہ سنت نبوی اور اقوال صحابہ سے مروی نہیں مگر نماز قربانی وغیرہ کچھ معاملات کی نیت مروی ہے تو ان نیتوں پر قیاس کرتے ہوئے ہر عبادت کی نیت لفظوں کے ساتھ کرنے کو مستحب لکھا گیا ہے.....جب یہ قیاس ہے تو اس کے لیے یہ مطالبہ کرنا کہ نیت سنت سے دکھاؤ، یہ مطالبہ جہالت ہے کیونکہ سنت میں نیت کے الفاظ آئے ہوتے تو قیاس کی کیا حاجت تھی.....؟؟

ہاں

یہ مطالبہ برحق ہے کہ قیاس کس پر کیا، اور قیاس کا ثبوت کہاں سے ہے......؟تو لیجیے قیاس کا مختصر ثبوت

:القرآن..ترجمہ

،اگر معاملات کو لوٹا دیتے رسول کی طرف اور اولی الامر کی طرف تو اہل استنباط (اہلِ تحقیق باشعور، باریک دان، سمجھدار علماء)ضرور جان لیتے..(سورہ نساء آیت 83)

.

دیکھا آپ نے آیت میں اولی الامر اور علماء اور اہل استنباط کی پیروی کا حکم بھی ہے...اگر فقط سب کچھ صرف اور صرف قرآن و حدیث ہی سب کچھ ہوتا تو اولی الامر اہل استنباط کی پیروی کا حکم نا

ہوتا....ہاں اتنا ضرور شرط ہے کہ یہ اہل استنباط جو کہیں وہ قرآن وسنت سے اخذ ہو ورنہ انکی اپنی مرضی، من مانی معتبر نہیں..اسلام نے اصل اصول بتادیے اور کئی احکام دوٹوک بتادیے اور پھر اسلام نے فرمایا کہ ایسے مسائل بھی آیئے گے جنکا دوٹوک حکم قرآن وحدیث میں نہیں ہوگا ایسے مسائل میں اسلام نے اہل استنباط علماء کے اقوال اور ان کے قیاس، انکی رائے کی پیروی کا حکم دیا ہے...یہ.بات میں اپنی طرف سے نہین کہہ رہا یہ بات قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے

.

:الحدیث

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما أراد أن يبعث معاذا إلى اليمن ،قال: «كيف تقضي إذا عرض لك قضاء؟»، قال: أقضي بكتاب الله قال: «فإن لم تجد في كتاب الله؟»، قال: فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: «فإن لم تجد في سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا في كتاب الله؟» قال: أجتهد رأيي، ولا آلو فضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم صدره، وقال: «الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله لما يرضي رسول الله»

:ترجمہ

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ارادہ فرمایا کہ حضرت معاذ کو یمن کی طرف بھیجیں

:توحضرت معاذ سے پوچھا

تمھارے پاس کسی بات کا فیصلہ ہونے کو آئے تو کیسے فیصلہ کروگے، عرض کیا قرآن سے فیصلہ کرونگا

نبی پاک نے فرمایا کہ اگر قرآن میں اسکا حکم (دوٹوک) ناپاو تو پھر کیا کروگے

عرض کیا اللہ کے رسول کی سنت سے فیصلہ کرونگا

نبی پاک نے پھر فرمایا کہ رسول اللہ کی سنت اور کتاب اللہ دونوں میں (دوٹوک) حکم ناپاؤ تو پھر کیا کروگے

عرض کیا

پھر میں اجتہاد کرکے اپنی رائے پر فیصلہ کرونگا اور میں اجتہاد و استنباط مین کوئی کسر نا چھوڑوں گا...رسول کریم نے ان کے سینے پر تھپکی دی اور فرمایا

شکر و حمد ہے اللہ کریم کی کہ جس نے رسول اللہ کے بھیجے ہوئے کو اس بات کی توفیق دی کہ جس سے اللہ کا رسول راضی ہے

(ابوداؤد حدیث3592)

،ضعفه الشيخ الألباني، ولكن بعض أهل العلم صححه أو حسنه ومنهم ابن كثير في أول تفسير سورة الفاتحة، وكذلك الشوكاني حسنه وقال: إن ابن كثير جمع فيه جزءاً وقال: كذلك أيضاً أبو الفضل بن

طاهر المقدسي جمع فيه جزءاً.وقد وجدت آثار عن عدد من الصحابة تدل على ما دل عليه

ابوداود شریف کی مذکورہ حدیث کو شیخ البانی نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن بعض اہل علم نے اس حدیث کو صحیح و دلیل قرار دیا ہے یا پھر حسن معتبر دلیل قرار دیا ہے جیسے کہ امام ابن کثیر نے اور جیسے کہ امام شوکانی نے صحیح یا حسن معتبر دلیل قرار دیا ہے... بعض ائمہ نے تو اس حدیث کی تائید و تخریج و شرح پر کتب و رسائل تک لکھے ہیں... صحابہ کرام سے بہت سارے آثار مروی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے قرآن اور حدیث بھر اقوال صحابہ پھر ان پر کیا گیا اجتہاد و قیاس کرنا اور عمل کرنا کرانا جائز بلکہ لازم و برحق ہے

(شرح ابوداود للعباد تحت الحدیث 3592)

.

اوپر آیت میں اہل استنباط و اہل اجتہاد کے قیاس و رائے کو معتبر قرار دیا گیا تھا اور مذکورہ حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن و سنت کے علاوہ قیاس و رائے بھی معتبر مگر وہاں جہاں دوٹوک قرآن و سنت کا حکم نا ہو.

یہی وجہ ہے کہ ہم اہل سنت قرآن و حدیث کے ساتھ ساتھ مستند علماء کرام کے اقوال کو بھی پیش کرتے ہیں، وہابیوں اہل حدیثوں کی طرح آدھے اسلام کے پیروکار نہیں

.

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..500..517...536...543

:کچھ عبادات کی نیت کے الفاظ مروی ہوءے ہیں مثلا قربانی کی نیت

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ، وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللَّهُمَّ "مِنْكَ وَلَكَ، وَعَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ، بِاسْمِ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

.(ابوداود حدیث2795)

:نجدی وہابی واہلحدیث غیر مقلد وغیرہ کے معتبر عالم ابن باز نے لکھا کہ

المشروع أن يتلفظ ويقول: اللهم إنها منك ولك :

قربانی کرتے وقت (دلی نیت کے ساتھ ساتھ) زبان سے نیت کرے اور کہے کہ: اللھم إنھا منک ولک (فتاوی نور علی الدرب لابن باز182/18)

تو روزہ کی نیت کرنے کا حکم حدیث پاک میں ہے جیسا کہ معترض نے بھی حدیث پیش کی اور زبان سے روزہ وغیرہ کی نیت قربانی وغیرہ عبادات پر قیاس کرتے ہوئے نیت کے الفاظ مستحب ثابت کیے گئے ہیں....اور قیاس کرنے کا جواز خود قرآن وحدیث سے ثابت ہے جیسے کہ ہم نے اوپر ایت اور حدیث پیش کی ہے، صحابہ کرام نے قیاس کیے.... تابعین نے قیاس کیے، البتہ قیاس کرنے سے پہلے قیاس کے اصول وضوابط پڑھنا سمجھنا لازم ہیں کہ کہاں اور کیسے اور کس حد تک قیاس جائز بلکہ لازم ہے........؟؟ یہ ایک الگ لمبی بحث ہے جس پر باقاعدہ کتب لکھی جاچکی ہیں

.

بَلِ النِّيَّةُ بِاللِّسَانِ مِنَ الْبِدْعَةِ الْحَسَنَ

:ترجمہ

.بلکہ زبانی نیت بدعت حسنہ ہے[مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح,4/1387]

در مختار کا مختار قول کیا ہے ملاحظہ کیجیے

:،وَالتَّلَفُّظُ) عِنْدَ الْإِرَادَةِ (بِهَا مُسْتَحَبٌّ) هُوَ الْمُخْتَارُ

دلی نیت کے وقت زبانی نیت کرنا مستحب و اچھا ہے اور یہی مختار ہے[در مختار مع رد المحتار ,1/415]

.

علامہ طحطاوی کا مختار قول بھی ملاحظہ کیجیے

ولا عن أحد من الصحابة والتابعين" زاد ابن أميرحاج ولا عن الأئمة الأربعة قوله: "وهذه بدعة" قال في البحر فتحرر من هذه الأقوال أنه بدعة حسنة

یعنی:

زبانی نیت رسول کریم صحابہ کرام تابعین عظام ائمہ سے مروی نہیں، یہ بدعت ہے یعنی بدعت حسنہ ہے

[220 page,حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح 221]

.

فإن فعله لتجتمع عزيمته عليه فهو حسن

ترجمہ:

اگر زبانی نیت دل کی نیت کو پختہ کرنے کے لیے کرے تو اچھا ہے

[121 page,منحة السلوك في شرح تحفة الملوك]

وَضَمُّ التَّلَفُّظِ إلَى الْقَصْدِ أَفْضَلُ) لِمَا فِيهِ مِنْ اسْتِحْضَارِ الْقَلْبِ لِاجْتِمَاعِ الْعَزِيمَةِ بِهِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ: النِّيَّةُ بِالْقَلْبِ فَرْضٌ، وَذِكْرُهَا بِاللِّسَانِ سُنَّةٌ، وَالْجَمْعُ بَيْنَهُمَا أَفْضَلُ

یعنی:

دلی نیت کے ساتھ زبانی نیت کرنا افضل ہے کہ دلی ارادہ پختہ ہوتا ہے، امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ دلی نیت فرض اور زبانی نیت سنت (یعنی مشائخ کا اچھا طریقہ) ہے اور دونوں نیتیں کرنا افضل ہے

[مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر,1/85].

واختلف كلامهم في التلفظ فرجح في منية المصلي تبعا للمجتبى وغيره استحبابه وجعله في اختياره تبعا للبدائع والمحيط سنة كذا عن محمد وفي الشرح والكافي أنه أحسن....وهذه بدعة انتهى أي: حسنة

زبانی نیت کے متعلق مشاءخ کے کلام میں اختلاف ہے، منیہ و مجتبی بدائع محیط وغیرہ میں راجح و مختار اس کو کہا ہے کہ یہ اچھا ہے، یہ بدعت ہے یعنی اچھی بدعت ہے

[النهر الفائق شرح كنز الدقائق,1/188]

.

إِلَّا أَنَّ الذِّكْرَ بِاللِّسَانِ مَعَ عَمَلِ الْقَلْبِ سُنَّةٌ فَالْأَوْلَى أَنْ يَشْغَلَ قَلْبَهُ بِالنِّيَّةِ وَلِسَانَهُ بِالذِّكْرِ وَيَدَهُ بِالرَّفْعِ،

مگر یہ کہ زبانی نیت دلی نیت کے ساتھ اچھا ہے کہ دل کو نیت کے ساتھ مشغول کرنا، زبان کو تلفظ کے ساتھ مشغول کرنا اور ہاتھوں کو اٹھانے کے ساتھ مشغول کرنا ہے

[الجوهرة النيرة على مختصر القدوري,1/48]

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

.

(وَالتَّلَفُّظُ مُسْتَحَبٌّ) لِمَا فِيهِ مِنْ اسْتِحْضَارِ الْقَلْبِ

:ترجمہ

زبانی نیت کرنا مستحب ہے کہ اس سے دل حاضر ہوتا ہے

.[درر الحکام شرح غرر الأحکام,1/62]

،قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ: النِّيَّةُ بِالْقَلْبِ فَرْضٌ، وَذِكْرُهَا بِاللِّسَانِ سُنَّةٌ وَالْجَمْعُ بَيْنَهُمَا أَفْضَلُ

امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ دلی نیت فرض اور زبانی نیت سنت (یعنی مشائخ کا اچھا طریقہ) ہے اور دونوں نیتیں کرنا افضل ہے

.[الاختیار لتعلیل المختار,1/48]

لَكِنَّهُ حَسَنٌ لِاجْتِمَاعِ عَزِيمَتِهِ

:ترجمہ

لیکن دلی نیت کو پختہ کرنے کے لیے زبانی نیت کرنا اچھا ہے

[العنایۃ شرح الھدایۃ,1/266]

.

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

فَإِنْ فَعَلَهُ لِتَجْتَمِعَ عَزِيمَةُ قَلْبِهِ فَهُوَ حَسَنٌ

:ترجمہ

اگر دلی ارادے کو پختہ کرنے کے لیے زبانی نیت کرے تو اچھا ہے

[فتاوی عالمگیری، الفتاوى الھندیۃ,1/65]

.

!!.......چھٹی بات

مرزا جہلمی نام نہاد کم علم متعصب اہلحدیث و غیر مقلدین حضرات کو ہر گز نہ سنیے، انکی ایک نہ مانیے کہ یہ کم علم و جاہل بے باک بے ادب آپ کو بھی گمراہ و گستاخ کر دیں گے

:الحدیث

فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

جاہل (کم علم) فتویٰ دیں گے تو وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (لہذا ایسوں سے بچو)

.(بخاری حدیث100)

:الحدیث

[ایاکم و ایاھم لا یضلونکم و لا یفتنونکم]

گمراہوں، گستاخوں، بدمذہبوں سے دور بھاگو، انہیں اپنے سے دور کرو(سمجھانے کے ساتھ ساتھ "
قطع تعلق و بائیکاٹ کرو) کہیں وہ تمہیں بہکانہ دیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں
(صحیح مسلم1/12"

.

آیات پاک وحدیث پاک کی تنسیخ تخصیص توضیح تفسیر و تشریح دوسری ایات واحادیث سے ہوتی ہے جس پر کئی دلائل وحوالہ جات ہیں ہم اختصار کے پیش نظر فقط ایک حدیث پاک پیش کر رہے ہیں

:الحدیث

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينسخ حديثه بعضه بعضا، كما
"ينسخ القرآن بعضه بعضا.

:ترجمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کو دوسری حدیث منسوخ و مخصوص(و تشریح) کر دیتی ہے۔ جیسے قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ و مخصوص(و تفسیر) ہو جاتی ہے

(مسلم حدیث777)

لیھذا یہ اصول یاد رہے کہ بعض آیات واحادیث کی تشریح تنسیخ تخصیص دیگر آیات واحادیث سے ہوتی ہے....عام آدمی کے لیے اسی لیے تقلید لازم ہے کہ اسے ساری یا اکثر احادیث وتفاسیر معلوم ویاد نہیں ہوتیں، مد نظر نہیں ہوتیں تو وہ کیسے جان سکتا ہے کہ جو ایت یا حدیث وہ پڑھ رہا ہے وہ کہیں منسوخ یا مخصوص تو نہیں.....؟؟ یا اسکی تفسیر وشرح کسی دوسری آیت وحدیث سے تو نہیں.....؟اسی لیے سیدنا سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں

الحديث مَضِلَّة إلا للفقهاء

:ترجمہ

حدیث (اسی طرح آیت عام آدمی کے لیے) گمراہی کا سبب بن سکتی ہے سوائے فقہاء کے

(الجامع لابن أبي زيد القيرواني ص118)

تو آیت وحدیث پڑھتے ہوءے معتبر اہلسنت عالم کی تفسیر وتشریح مد نظر ہو تقلید ہو یہ لازم ہے ورنہ اپنے سے نکات ومسائل نکالنا گمراہی بلکہ کفر تک لے جاسکتا ہے....وہ عالم وہ مجتھد وفقیہ نکات ومسائل نکال سکتا ہے جو بلاتصب وسیع الظرف ہو کر اکثر تفاسیر واحادیث کو جانتا ہو لغت و دیگر فنون کو جانتا ہو مگر آج کے مصروف دور میں اور علم وحافظہ کے کمی کے دور میں اور فنون و احاطہ حدیث وتفاسیر کے کمی کے دور میں بہتر بلکہ لازم یہی ہے کہ عالم فقیہ بھی تقلید کرے، کسی مجتھد کے قول وتفسیر وتشریح کو لے لے کیونکہ ہر مسلے پر اجتہاد مجتھدین کر چکے

البتہ

جدید مسائل میں باشعور وسیع الظرف وسیع علم والا عالم اپنی رائے پر دلیل باادب ہو کر قائم کر سکتا ہے

.

نوٹ: سچوں(کو پہچان کر ان)کا ساتھ دو(سورہ توبہ آیت119)سچے اچھے مولوی تو عظیم نعمت ہیں،دین و دنیا کو بدنام تو جعلی منافق مکار کر رہے ہیں....عوام و خواص سب کو سمجھنا چاہیے کہ #جعلی_مکار_منافق تو علماء پیر اینکر لیڈر سیاست دان جج وکیل استاد ڈاکٹر فوجی وغیرہ افراد و اشیاء سب میں ہو سکتے ہیں،ہوتے ہیں

تو

جعلی کی وجہ سے #اصلی سے نفرت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اصلی کو تلاش کر، پہچان کر اسکا ساتھ دینا چاہیے اور اپنی و سب کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے،رجوع توبہ کا دل جگرہ رکھنا چاہیے

#☼ساتویں بات.....!!☼

قران اور احادیث پر قیاس کر کے کچھ ثابت کیا جائے تو وہ اچھی بدعت کہلاتا ہے بری بدعت نہیں کہلاتا یعنی حقیقت وہ بدعت ہی نہیں ہوتا اسے ظاہری طور پر بدعت کہا جاتا ہے حقیقت میں اس

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..500..517...536...543

کی اصل ثابت ہے تولہذا وہ بر حق ہے جیسے کہ اوپر ہم نے دلائل پیش کیے کہ قیاس و اجتہاد و رائے کی اجازت اہل استنباط علماء وسیع علم والے علماء کو ہے اور ان کے قیاس و اجتہاد پر عمل کرنا بھی ہم پر لازم ہے

۔

!!اٹھویں بات۔۔۔۔۔۔۔#

اب تھوڑی سی بدعت کی تفصیل بھی ملاحظہ کیجئے

:حدیث پاک میں ہے کہ

وما سكت عنه فهو مما عفا عنه

:ترجمہ

جس چیز کے متعلق (قرآن و احادیث میں) خاموشی ہو (مطلب دوٹوک حلال یا دوٹوک حرام نہ کہا گیا ہو تو) وہ معاف ہے، جائز ہے...(ابن ماجہ حدیث 3368)

یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ بہت کتابوں میں ہے

.

:حدیث پاک میں ہے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

من سن في الإسلام سنة حسنة، فعمل بها بعده، كتب له مثل أجر من عمل بها، ولا ينقص من أجورهم شيء

:ترجمہ

جس نے اسلام میں نیا اچھا طریقہ جاری کیا تو اس کے بعد

جو جو اس پر عمل کرے گا ان سب کا ثواب اسے ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں بھی کمی نا آے گی

(مسلم حدیث نمبر1017...6800)

یہ حدیث پاک ابن ماجہ سنن نسائی وغیرہ بہت کتابوں میں بھی ہے

.

:ان دونوں احادیث مبارک سے ثابت ہوتا ہے کہ

جو کام سنت نا ہو وہ معاف اور جائز کہلائے گا... لیھذا یہ کہنا کہ فلاں کام سنت نہیں اس لیے بدعت ہے، یہ کہنا غلط ہے کیونکہ حدیث پاک کی روشنی سے واضح ہے کہ جو سنت نا ہو وہ معاف اور جائز کہلائے گا...ہاں اگر سنت نا ہو اور جائز بھی نا ہو بلکہ اسلام کے اصولوں کے خلاف ہو تب بدعت و گناہ کہلائے گا

.

اگر کوئی آپ سے کہے کہ فلاں کام سنت نہیں بدعت ہے تو آپ فوراجواب دیں کہ ٹھیک ہے سنت نہیں تو کیا جائز بھی نہیں...؟؟

.

بے شک سنت کی عظمت ہے مگر اسی سنت نے ہمیں سکھایا ہے کہ سنت کے علاوہ جائز بھی کوئی چیز ہے... لیھذا سنت سنت کی رٹ لگانے کے ساتھ ساتھ جائز جائز کی رٹ لگانا بھی ضروری ہے

.

ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ عبادت وہ نیک کام جسکا کوئی ایک طریقہ مقرر نا ہو تو اس کے نئے طریقے بدعت نہیں بلکہ اس کے نئے پرانے سب طریقے جائز ہیں....ہاں جس کام جس ...عبادت کے طریقے اسلام نے متعین و مخصوص کر دیے ہیں ان میں نیا طریقہ نکالنا ٹھیک نہیں جیسے نماز روزے کے نئے طریقے نکالنا ٹھیک نہیں مگر صدقہ خیرات ذکر اذکار درود میلاد فاتحہ ایصال ثواب شب براءت، شب معراج، شب قدر کی سالانہ عبادات و شب بیداری وغیرہ کے ..نئے پرانے سب طریقے جائز ہیں بشرطیکہ اسلام کے کسی اصول کے خلاف نا ہوں

.

نئے طریقے بدعت نہیں تو #پھر_آخر_بدعت_ہے_کیا.....؟؟

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

دراصل بدعت کی تعریف واضح الفاظ میں کسی آیت کسی حدیث میں نہیں آئی، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو کام صحابہ کرام نے نہیں کیا وہ بدعت ہے ہم انہیں کہتے ہیں کہ کسی حدیث میں یہ دکھا دیں کہ بدعت وہ ہے جو کام صحابہ کرام نے نا کیا ہو...؟؟

کچھ لوگ کہتے ہیں جو سنت نہیں وہ بدعت ہے، یہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ اوپر احادیث کی زبانی بتایا جا چکا ہے کہ جو کام سنت نا ہو وہ جائز بھی کہلا سکتا ہے، سنت کے بعد جائز بھی ایک قیمتی چیز ہے

.

پھر آخر بدعت ہے کیا.....؟؟

آیات تفاسیر احادیث میں غور کر کے بدعت کی تعریف اخذ کی گئ ہے جسے علماء کرام نے جامع انداز میں کچھ یوں بیان فرمایا ہے کہ: المراد بھاما احدث ولیس لہ اصل فی الشرع،، ویسمی فی عرف الشرع بدعة، وماكان له اصل يدل عليه الشرع فليس ببدعة فالبدعة فی عرف الشرع مذمومة بخلاف اللغة

:ترجمہ

بدعت اس نئ چیز کو کہتے ہیں جسکی شریعت میں کوئ اصل نا ہو،، شریعت میں اسی کو بدعت کہا جاتا ہے

اور

جس نئے کام کی اصل ہو کہ اس پر شریعت رہنمائی کرے وہ تو بدعت نہیں، بدعۃ شریعت میں
"مذموم ہی ہوتی ہے" باخلاف لغت (اور ظاہری بدعت) کے

فتح الباری 253/13، اصول الایمان ص126)

اصول الرشاد ص64 مرعاۃ، عمدۃ القاری، مجمع بحار الانوار

فتح المبین، وغیرہ بہت کتابوں میں بھی یہی تعریف ہے

جن تین کتابوں کا مکمل حوالہ لکھا ہے وہ اس لیے کہ پہلی کتاب تمام کے ہاں معتبر ہے خاص کر اہل
حدیث کے لیے

اور دوسری کتاب وہابیوں کی ہے سعودی عرب کی حکومت نے چھاپی ہے اور تیسری کتاب امام
(اہلسنت سیدی احمد رضا کے والد صاحب کی کتاب ہے

.

سیدنا عمر کا فتوی اور جمھور صحابہ کرام کا عدم انکار:

نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ

یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے

(بخاری جلد2 صفحہ 707

یہ فتوی دیگر بہت کتابوں میں بھی ہے

سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے بدعت کو کیا ہی اچھی بدعت کہا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بظاہر کوئی چیز بدعت ہوتی ہے لیکن اس کی اصل شریعت میں ہوتی ہے تو وہ اچھی بدعت کہلاتی ہے اور اس پر جمھور صحابہ کرام علیھم الرضوان نے انکار بھی نہیں کیا تو اکثر صحابہ کرام کے مطابق بدعت اچھی بھی ہوتی ہے... بعض صحابہ کرام سے جو مروی ہے کہ انھوں نے بعض نیک کاموں کو بدعت کہا تو یہ ان کا غیر مفتی بہ یا مؤول قول کہلائے گا

.

سنی وہابی نجدی شیعہ اہل حدیث وغیرہ تمام کی کتابوں میں "موضوع حدیث" لفظ بولا جاتا ہے جبکہ حقیقت میں کوئی "حدیث "موضوع نہیں ہوتی.. اسکو فقط ظاہر کے لحاظ سے اور لغت و معنی مجاز کے لحاظ سے "حدیث" کہا جاتا ہے

اسی طرح "اچھی بدعت "حقیقت میں بدعت نہیں اسے فقط ظاہر کے لحاظ سے لغت و مجاز کے لحاظ سے بدعت کہا جاتا ہے... اوپر صحابہ کرام کے فتوے میں جو اچھی بدعت فرمایا گیا وہ بھی حقیقت میں بدعت نہیں... اسے ظاہر و لغت کے لحاظ سے بدعت فرمایا گیا ہے... بدعت کی جو پانچ اقسام ،بتائی جاتی ہیں وہ بھی دراصل ظاہر و لغت کے لحاظ سے ہیں ورنہ بدعت حسنہ حقیقتا بدعت ہی نہیں بدعت کی تعریف میں "بخلاف لغت کے "الفاظوں میں اسی چیز کو بیان کیا گیا ہے

.

*وہابیوں اہلحدیثوں غیر مقلدوں نجدیوں کا امام ابن تیمیہ پہلے اپنا نظریہ لکھتا ہے اور پھر بطور دلیل

*یا نقل امام شافعی کے قول کو برقرار رکھتا ہے کہ

وَمَا خَالَفَ النُّصُوصَ فَهُوَ بِدْعَةٌ بِاتِّفَاقِ الْمُسْلِمِينَ وَمَا لَمْ يُعْلَمْ أَنَّهُ خَالَفَهَا فَقَدْ لَا يُسَمَّى بِدْعَةً قَالَ الشَّافِعِيُّ - رَحِمَهُ اللَّهُ :-
الْبِدْعَةُ بِدْعَتَانِ: بِدْعَةٌ خَالَفَتْ كِتَابًا وَسُنَّةً وَإِجْمَاعًا وَأَثَرًا عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَذِهِ بِدْعَةُ ضَلَالَةٍ. وَبِدْعَةٌ لَمْ تُخَالِفْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَهَذِهِ قَدْ تَكُونُ حَسَنَةً لِقَوْلِ عُمَرَ: نِعْمَتْ الْبِدْعَةُ هَذِهِ هَذَا الْكَلَامُ أَوْ نَحْوُهُ رَوَاهُ البيهقي بِإِسْنَادِهِ الصَّحِيحِ فِي الْمَدْخَلِ

جو نص شرعی یعنی (قرآن و حدیث) خلاف ہو وہ بدعت ہے اس پر سب کا اتفاق ہے اور جس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ نص کے خلاف ہے تو اس کو بدعت نہیں کہیں گے... امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک بدعت وہ ہے کہ جو کتاب اللہ اور سنت کے خلاف ہو یا اجماع کے خلاف ہو یا (جمھور) صحابہ کرام کے اقوال کے خلاف ہو تو یہ بدعت گمراہی ہے اور دوسری بدعت وہ ہے کہ جو ان چیزوں کے خلاف نہ ہو تو یہ بدعت حسنہ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ سیدنا عمر نے فرمایا تھا کہ یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے، اس قسم کی بات کو امام بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

(مجموع الفتاوی ابن تیمیہ 20/163)

.

کل بدعۃ ضلالۃ (ہر بدعت گمراہی ہے) کی وضاحت انہی ابن تیمیہ وہابی سے سنیے... لکھتا ہے

" عَنْهُ فَيَعُودُ الْحَدِيثُ إلَى أَنْ يُقَالَ: " كُلُّ مَا نُهِيَ عَنْهُ " أَوْ " كُلُّ مَا حُرِّمَ أَوْ " كُلُّ مَا خَالَفَ نَصَّ النُّبُوَّةِ فَهُوَ ضَلَالَةٌ " وَهَذَا أَوْضَحُ مِنْ أَنْ يَحْتَاجَ إلَى بَيَانٍ بَلْ كُلُّ مَا لَمْ يُشْرَعْ مِنْ الدِّينِ فَهُوَ ضَلَالَةٌ. وَمَا سُمِّيَ بِدْعَةً " وَثَبَتَ حُسْنُهُ بِأَدِلَّةِ الشَّرْعِ فَأَحَدُ " الْأَمْرَيْنِ " فِيهِ لَازِمٌ ": إمَّا أَنْ يُقَالَ: لَيْسَ بِبِدْعَةِ فِي الدِّينِ وَإِنْ كَانَ يُسَمَّى بِدْعَةً مِنْ حَيْثُ اللُّغَةُ. كَمَا قَالَ عُمَرُ: " نِعْمَت الْبِدْعَةُ هَذِهِ " وَإِمَّا أَنْ يُقَالَ: هَذَا عَامٌّ خُصَّتْ مِنْهُ هَذِهِ الصُّورَةُ لِمُعَارِضِ رَاجِحٍ كَمَا يَبْقَى فِيمَا عَدَاهَا عَلَى مُقْتَضَى الْعُمُومِ كَسَائِرِ عمومات الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَهَذَا قَدْ قَرَّرْته " فِي " اقْتِضَاءِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ " وَفِي " قَاعِدَةِ السُّنَّةِ وَالْبِدْعَةِ وَغَيْرِهِ.

خلاصہ

ہر بدعت گمراہی ہے تو اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ جس کی اصل ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے اور ایسی ہر بدعت گمراہی ہے اور جس کی اصل ثابت ہو وہ بدعت ہی نہیں ہے تو وہ لغت و ظاہر کے اعتبار سے بدعت ہے اور وہ گمراہی نہیں ہے، وہ بدعت حسنہ ہے... یا پھر یہ کہا جائے گا کہ ہر

بدعت گمراہی ہے اس عموم سے بدعت حسنہ مستثنیٰ ہے جیسے کہ قرآن وحدیث کے کئی عموم ہوتے ہیں اور اس سے کچھ چیزیں مستثنیٰ ہوتی ہیں

(مجموع الفتاوی ابن تیمیہ370/10)

.

*** ابن حزم اور بدعت قولی فعلی بدعت حسنہ ***

البدعة: كل ما قيل أو فعل مما ليس له أصل في ما نسب إليه، وهو في الدين كل ما لم يأت [في القرآن ولا] عن رسول الله صلى الله عليه ،وسلم، إلا منها ما يؤجر عليه صاحبه ويعذر فيما قصد به الخير ومنها ما يؤجر عليه صاحبه جملة ويكون حسنا

بدعت ہر اس قول کو کہتے ہیں ہر اس فعل کو کہتے ہیں کہ جس کی اصل ثابت نہ ہو... شریعت میں بدعت وہ ہے کہ جس کی اصل قرآن و سنت سے ثابت نہ ہو... جس کی اصل ثابت ہو تو وہ بدعت حسنہ ہے اس پر اجر دیا جاتا ہے..(رسائل ابن حزم410/4).

*** ابن جوزی اور بدعت ***

ومتى أسند المحدث إِلَى أصل مشروع لم يذم

جس بدعت کی اصل ثابت ہو اس کی مذمت نہیں ہے(وہ تو دراصل بدعت ہے ہی نہیں اسے تو ظاہر اور لغت کے اعتبار سے بدعت کہا جاتا ہے)

(ابن جوزي تلبیس اِبلیس ص18)

.

*وہابیوں اہلحدیثوں غیر مقلدوں نجدیوں کا امام شوکانی علامہ ابن حجر کی عبارت لکھتا ہے اور اسکی

* نفی نہیں کرتا جسکا صاف مطلب ہے کہ یہ عبارت، یہ نظریہ بھی یاہی نظریہ ٹھیک ہے

وَالتَّحْقِيقُ أَنَّهَا إنْ كَانَتْ مِمَّا يَنْدَرِجُ تَحْتَ مُسْتَحْسَنٍ فِي الشَّرْعِ فَهِيَ حَسَنَةٌ، وَإِنْ كَانَتْ مِمَّا يَنْدَرِجُ تَحْتَ مُسْتَقْبَحٍ فِي الشَّرْعِ فَهِيَ مُسْتَقْبَحَةٌ، وَإِلَّا فَهِيَ مِنْ قِسْمِ الْمُبَاحِ، وَقَدْ تَنْقَسِمُ إلَى الْأَحْكَامِ الْخَمْسَةِ

تحقیق یہ ہے کہ جو ظاہر اور لغت کے اعتبار سے بدعت ہو تو اس کی تقسیم کچھ یوں ہو گی کہ اگر وہ شریعت کے کسی اصول کے تحت اچھی درج ہو سکتی ہو تو وہ بدعت حسنہ ہے اور اگر وہ شریعت کے کسی اصول کے تحت بری ہو تو وہ بری بدعت ہے اگر یہ دونوں صورتیں نہ ہو تو وہ بدعت مباحہ ہے اور بدعت کی پانچ قسمیں بیان کی جاتی ہے..(کتاب نیل الأوطار 65/3)

*کل بدعۃ ضلالۃ کا جواب ووضاحت

فإن قلت: ففي الحديث: "كل بدعة ضلالة "؟ قلت: أراد بدعة لا أصل لها في الإسلام؛ بدليل قوله: "من سنَّ سُنَّةً حسنة فله أجرها وأجر من عمل بها إلى يوم القيامة

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..500..517...536...543

حدیث میں جو ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے تو اس سے مراد وہ ہے کہ جس کی اصل ثابت نہ ہو وہ گمراہی ہے(کیونکہ بدعت جس کی اصل ثابت ہو وہ گمراہی نہیں) کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ جس نے نیا اچھا طریقہ جاری کیا تو اسے اجر ملے گا اور عمل کرنے والوں کا اجر بھی ملے گا قیامت تک

(الكوثر الجاري إلى رياض أحاديث البخاري 4/331)

.

شر الأمور محدثاتها: يعني: المحدثات التي ليس لها في الشريعة أصل: يشهد لها بالصحة والجواز، وهي المسمّاة بالبدع؛ ولذلك حكم عليها بأن كل بدعة ضلالة. وحقيقة البدعة: ما ابتُدئ وافتُتح من غير أصل شرعي، وهي التي قال فيها - صلى الله عليه وسلم -: من أحدث في أمرنا ما ليس منه فهو ردّ

تمام نئے امور میں سے گندی چیز بدعت ہے...نئے امور جو برے ہیں ان سے مراد وہ ہیں کہ جن کی اصل شریعت میں ثابت نہ ہو اسی کو بدعت کہتے ہیں اور اسی لئے کہتے ہیں کہ ہر بدعت گمراہی ہے یہی بدعت کی حقیقت ہے حدیث پاک میں ہے کہ جو ہمارے دین میں نئی چیز پیدا کرے تو وہ مردود ہے تو اس سے مراد بھی یہی بدعت ہے کہ جس کی اصل ثابت نہ ہو

(القرطبی..المفھم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم 2/508)

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

.

ومتى استند المحدث إلى أصل مشروع لم يذم...متى تكون البدعة ، حسنة؟فالبدعة الحسنة متفق على جواز فعلها والاستحباب لها رجاء الثواب لمن حسنت نيته فيها، وهي كل مبتدع موافق لقواعد الشريعة غير مخالف لشيء

ہر وہ نیا کام کہ جس کی اصل ثابت ہو تو اس کی مذمت نہیں ہے... بدعت کب حسنہ ہو جاتی ہے کہ اس پر عمل جائز ہو جائے اور ثواب کی امید ہو تو بظاہر جو بدعت ہو وہ اگر شرعی قواعد کے موافق ہو تو بدعت حسنہ ہے

(حقیقہ السنۃ والبدعۃ للسیوطي ص92)

.

،ما ليس له أصلٌ في الشرع، وإنما الحامل عليه مجرد الشهوة أو الإرادة فهذا باطلٌ قطعًا، بخلاف محدَثٍ له أصلٌ في الشرع إما بحمل النظير على النظير، أو بغير ذلك؛ فإنه حسنٌ....فالحاصل: أن البدعة منقسمةٌ إلى الأحكام الخمسة؛ لأنها إذا عرضت على القواعد الشرعية. . لم تخل عن واحدٍ من تلك الأحكام

ہر وہ بدعت کہ جس کی شریعت میں اصل ثابت نہ ہو بلکہ اس پر عمل کرنے کے لیے خواہش نفس ہی ہو تو یہ قطعاً باطل بدعت ہے اور وہ نیا کام کہ جو بظاہر بدعت ہو لیکن اس کی شریعت میں اصل

موجود ہو تو وہ بدعت حسنہ ہے... الحاصل بدعت کی پانچ قسمیں ہیں کیونکہ بدعت کو قواعد شریعت پر پرکھا جائے گا تو پانچ قسمیں بنیں گی

(الفتح المبین بشرح الأربعین لابن حجر الهیثمی ص476)

.

وَمَا كَانَ مِنْ بِدْعَةٍ لَا تُخَالِفُ أَصْلَ الشَّرِيعَةِ وَالسُّنَّةِ فَتِلْكَ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ

وہ بدعت کے جو شریعت کے اصولوں کے خلاف نہ ہو تو وہ کیا ہی اچھی بدعت ہے

(کتاب الاستذکار لابن عبد البر 2/67)

.

وَصَفَهَا بِنِعْمَتْ لِأَنَّ أَصْلَ مَا فَعَلَهُ سُنَّةً

جس کی اصل سنت سے ثابت ہو تو وہ کیا ہی اچھی بدعت ہے

(شرح الزرقاني على الموطأ 1/418)

.

وَإِنْ لَمْ تُوجَدْ فِي الزمان الأول، فأصولها موجودة

بدعت حسنہ کے مروجہ طریقے کہ جو بظاہر پہلے کے زمانے میں نہ تھے لیکن اس کے اصول موجود تھے تو اس لیے یہ اچھی بدعت ہیں

(الاعتصام للشاطبي ت الشقير والحميد والصيني 1/48)

.

وإلا فقد عرفت أن من البدع ما هو واجب....، أو مندوب ،

ورنہ آپ جانتے ہیں کہ بدعت کی ایک قسم واجب بھی ہوتی ہے اور ایک قسم اچھی بھی ہوتی ہے

(عبدالحق محدث دہلوی، لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح 1/507)

.

امام زین العرب فرماتے ہیں کہ حقیقتا شرعا بدعت اس کو کہتے ہیں کہ جو اصول دین کے قیاس سے ثابت نہ ہو، امام ھروی فرماتے ہیں کہ شرعا بدعت وہ ہے کہ جس کی قرآن اور سنت سے اصل ظاہر نہ ہو یا جسکی خفی اصل ثابت نہ ہو یا جسکی مستنبط اصل نہ ہو تو وہ شرعا بدعت ہے برائی ہے وگرنہ جسکی اصل ظاہر یا اصل خفی یا اصل مستنبط موجود ہو وہ بدعت حسنہ ہے

(بريقة محمودية في شرح طريقة محمدية وشريعة نبوية في سيرة أحمدية 1/87)

.

فكم من محدث حسن كما قيل في إقامة الجماعات في التراويح إنها من محدثات عمر رضي الله عنه وأنها بدعة حسنة إنما البدعة المذمومة ما يصادم السنة القديمة أو يكاد يفضي إلى تغييرها

کئی ایسے نئے امور ہوتے ہیں کہ جو بدعت حسنہ کہلاتے ہیں جیسے کہ تراویح کی (مستقل) جماعت کروانا یہ سیدنا عمر کی بدعات حسنہ میں سے ہے... حقیقی بدعت تو وہ ہے یا بدعت مذمومہ تو وہ ہے کہ جو سنت قدیمہ کے خلاف ہو یا سنت کو تغیر کرنے والی ہو

(الغزالي, إحياء علوم الدين, 1/276)

.

لَكِنْ قَدْ يَكُونُ بَعْضُهَا غَيْرَ مَكْرُوهٍ فَيُسَمَّى بِدْعَةً مُبَاحَةً وَهُوَ مَا شَهِدَ لِجِنْسِهِ أَصْلٌ فِي الشَّرْعِ

جو کام بظاہر بدعت ہو لیکن وہ مکروہ نہیں ہوتے تو اس کو بدعت مباحہ کہتے ہیں وہ وہ ہے کہ جس کی اصل شریعت میں ثابت ہو

(فقه حنفي البحر الرائق 3/258)

.

البدعة منقسمة إلى واجبة ومحرمة ومندوبة ومكروهة ومباحة, قال: والطريق في ذلك أن تعرض البدعة على قواعد الشريعة, فإن دخلت في

قواعد الإيجاب .. فهي واجبة أو في قواعد التحريم .. فمحرمة, أو المندوب .. فمندوبة, أو المكروه .. فمكروهة, أو المباح .. فمباحة

بدعت کی درج ذیل قسمیں ہے واجب مکروہ حرام مستحب مباح....اس کی صورت یہ ہے کہ بدعت کو شریعت کے قواعد پر پرکھا جائے گا اگر وہ واجب کے قواعد میں ہو تو بدعت واجبہ ہے اگر وہ حرام کے قواعد میں ہو تو بدعت حرام ہے اور اگر وہ مستحب کے زمرے میں آتی ہوں تو بدعت مستحب ہے اور اگر وہ مکروہ کے تحت آتی ہو تو مکروہ ھے ورنہ مباح ہے

(فقہ شافعی النجم الوھاج في شرح المنھاج 10/323)

(فقہ حنفی رد المحتار,560/1 نحوہ).

تحریر:العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر

naya whatsapp nmbr

03062524574

تحریر نمبر 7

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ رفع یدین نہ کر کے نماز کا حلیہ بگاڑ دیا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بگاڑ دی۔۔۔اس کا علمی جواب دیا ہے اس تحریر 7 میں، ضرور پڑھیے۔

.

رفع_یدین نہ کرنے کے دلائل اور کیا مرزا جہلمی نے جوش و تعصب میں آکر کفر بک دیا.....؟؟

سوال:

کئ احباب نے فرمایا کہ رفع یدین نہ کرنے پر ہم کو بہت طعن و تشنیع مذمت کا نشانہ بنایا جاتا ہے اس پے مدلل تفصیلی تحریر لکھیں اور مرزا جہلمی کہتا ہے کہ انہوں نے یعنی حنفیوں نے دین کا حلیہ ہی

بگاڑ دیا ہے، دین کا جنازہ نکال دیا ہے، نماز کا حلیہ ہی بگاڑ دیا ہے نماز دین کے طریقے پر ادا ہی نہیں کی جا رہی ہے... مزید کہتا ہے کہ سوائے احناف کے سب رفع یدین کرتے ہیں لیھذا یہ حنفیوں نے ظلم کیا، ان رفع یدین نہ کرنے والوں پر تو لعنت ثابت ہوتی ہے، حنفی بابوں نے قیاس و من مانی کی.. حنفی بابوں کی پیروی چھوڑو نبی پاک صلی اللپ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی پیروی کرو...(مرزا جہلمی کی وڈیوز کا لنک بھی دیے دیا ہے)

.

!!.....جواب.و. تحقیق#

رفع یدین کا مطلب ہے کہ نماز میں دونوں ہاتھوں کو اٹھانا۔ نماز کے شروع میں یعنی تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرنا رسول کریم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں۔۔ البتہ رکوع میں جاتے ہوئے، رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع یدین فقہ حنفی والے نہیں کرتے جبکہ نام نہاد اہلحدیث و غیر مقلدین وغیرہ رکوع وغیرہ میں بھی رفع یدین کرتے ہیں

.

خلاصہ#

صحیح و حسن معتبر دلائل سے ثابت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع وغیرہ میں رفع یدین نہ فرمایا اور صحابہ کرام تابعین بالخصوص خلفاء ثلاثہ نے رفع یدین نہ کیا لیھذا رفع یدین نہ کرنے

والوں کو کہنا کہ تم نے دین کو بگاڑ دیا، لعنت والا کام کیا ہے، ایسا کہنا دراصل ان پاک ہستیوں پر اعتراض کے مترادف ہے، ایسی بے باکی، ایسا غلو، ایسا تعصب مرزا جہلمی وغیرہ کا کفر تک ہو سکتا ہے بلکہ جہلمی کا کفر ہی لگتا ہے لیکن فتوی مفتیان کرام ہی دیں گے... اہلحدیث وغیر مقلدوں میں سے کٹر گستاخ بے باک کا بھی کفر تک ہو سکتا ہے، یقینا جہلمی کی بے باکی اور دین بگاڑ دینے اور لعنت ومذمت کا فتوی دینا فتنہ وفساد ہے اور فتنے کا علاج سمجھانا ورنہ ٹھکانے لگانا قرآن وحدیث اور صحابہ کرام کے عمل سے ثابت ہوتا ہے الا یہ کہ فتنے کو ٹھکانے لگانے سے فساد ہو یا عذر ہو تو فتنے سے ہر قسم کا بائیکاٹ لازم... نہ سننا نہ ماننا لازم.....!!لیکن کفر وغیرہ کا باقاعدہ فتوی معتبر مفتیان کرام ہی دیں گے... اللہ کریم اختلافِ برحق کو باسلیقہ رکھنے، باادب لکھنے بتانے والا بنائے... فقہ حنفی بھی الحمدللہ قرآن وسنت وفتاوِیِ صحابہ کرام کا نچوڑ ہے.. فقہاء احناف کے پاس احادیث وصحابہ کرام کے قول وعمل کے دلائل ہیں لیھذا یہ بابوں کی اندھادھند پیروی نہیں بلکہ احادیث واقوالِ صحابہ کرام کی پیروی ہے.. ہاں غیر منصوص فروعی مسائل میں بابوں یعنی ماہر علماء کی پیروی بھی قرآن و سنت نے لازم کی ہے کہ وہ بابے یعنی ماہر علماء قرآن وسنت واحادیث واقوالِ صحابہ وتابعین سے اخذ کرکے مسئلہ بتاتے ہیں، یہ اخذ کرنا، قیاس کرنا علماء ماہرین پر شریعت کی طرف سے ذمہ داری ہے... البتہ ہر ایرے غیرے جہلمی جیسے چند ایات واحادیث پڑھ کر فتوے بازی کرنے والے کم علم نام نہاد محقق نام نہاد عالم سے پوچھنا اور انکا بتانا دراصل گمراہ ہونا ہے، گمراہ کرنا ہے... بات کفر گستاخی الحاد لادینیت تک جاسکتی ہے

:الحدیث

فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

جاہل(کم علم)فتویٰ دیں گے تو وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے(لہذا

(ایسوں سے دور بھاگو، ایسو سے نہ پوچھو، ایسوں کی نہ مانو، نہ سنو

(بخاری حدیث100)

.===============

خلفاء_راشدین کی پیروی کے متعلق حدیث پاک اور خلفاءراشدین کا عمل ملاحظہ کیجیے

:الحدیث

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا

نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم پر میری سنت لازم ہے اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے، ان سنتوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو

(ابوداؤد حدیث4607)

(ابن ماجہ حدیث43 نحوہ)

(ترمذی حدیث2676 نحوہ)

.

!!....نبی_پاک_اور_سیدنا_ابو بکر_و_عمر رضی اللہ عنہما کا عمل #

،حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي إِسْرَائِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ، عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: «صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمْ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ» وَقَدْ قَالَ مُحَمَّدٌ: فَلَمْ يَرْفَعُوا أَيْدِيَهُمْ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى

صحابی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ نماز پڑھی تو یہ سب پاک ہستیاں نماز کے شروع یعنی تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہ کرتے تھے (مسند اَبِي يعلى روایت 5039)

مرزا جہلمی اور اسکے ماننے والو بتاو کیا سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دین کا حلیہ بگاڑ دیا.....؟؟ نعوذ باللہ تعالیٰ لعنت والا کام کیا....؟؟ بتاو احناف نے حلیہ بگاڑ دیا یا تم نیم ملا جہلمی غیر مقلد اہلحدیث وغیرہ فتنہ فساد انتشار بگاڑ تعصب پھیلا رہے ہو....؟؟

.

یقینا جہلمی کی بے باکی اور دین بگاڑ دینے اور لعنت و مذمت کا فتوی دینا فتنہ وفساد ہے اور فتنے کا علاج سمجھانا ورنہ ٹھکانے لگانا قرآن وحدیث اور صحابہ کرام کے عمل سے ثابت ہوتا ہے الا یہ کہ فتنے کو ٹھکانے لگانے سے فساد ہو یا عذر ہو تو فتنے سے ہر قسم کا بائیکاٹ لازم...نہ سننا نہ ماننا لازم.....!!

.

:مذکورہ روایت کے پہلے راوی إسحاق بْن أَبي إسرائيل ثقہ معتبر ہیں

سمعت يحيى ابن مَعِين يقول: إسحاق بْن أَبي إسرائيل ثقة....: سريج بْن يونس شيخ صالح صدوق، وإسحاق بْن أَبي إسرائيل أثبت منه.وَقَال الدَّارَقُطْنِيُّ (٥) : إسحاق بْن أَبي إسرائيل

ثقة

امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ اسحاق بن ابی اسرائیل ثقہ معتبر ہیں بلکہ سریج سے بڑھ کر صالح سچے ہیں، اسحاق کی روایات زیادہ مضبوط ہیں، امام دارقطنی فرماتے ہیں کہ اسحاق بن ابی اسرائیل ثقہ معتبر ہیں

(تھذیب الکمال في أسماء الرجال2/402)

.

مزکورہ روایت کے ایک راوی محمد بن جابر سے صحاح ستہ میں سے ابوداود اور ابن ماجہ نے روایت لی ہے تو یہ صحاح ستہ کا معتبر راوی ہے حتی کہ غیر مقلدین اہلحدیث وہابیوں کے جدید محقق ناصر البانی نے اس راوی کی روایت کو صحیح کہا

تحقيق الألباني: صحيح، المشكاة (320)، صحيح أبي داود (175))

(البانی کی کتاب صحیح وضعیف ابن ماجہ 2/55)

.

...محمد بن جابر فقال ذهب كتبه في آخر عمره وساء حفظه

عبد الرحمن قال و سئل ابی عن محمد بن جابر وابن لھیعۃ فقال محلھما الصدق

محمد بن جابر آخر عمر میں ان کی کتب ضائع ہوگئی تھیں اور ان کا حافظہ بگڑ گیا تھا لیکن عبد الرحمن فرماتے ہیں کہ ابن لہیعہ اور محمد بن جابر ان کا مقام یہ ہے کہ یہ سچے معتبر ہیں ہیں

(الجرح والتعديل لابن أبي حاتم 7/219)

.

رفع یدین کرنے والوں میں سے امام شافعی اور امام بیھقی جو احناف سے اختلاف رکھتے ہیں انہوں نے محمد بن جابر کی حماد سے روایت کو دلیل بنایا جس سے واضح ہوتا ہے کہ راجح یہ ہے کہ محمد بن جابر کی حماد سے روایات معتبر ہیں، حافظہ متغیر ہونے سے پہلے کی ہیں ہیں

(دیکھیے معرفۃ السنن والآثار 7/399)

.

اس روایت پر انہی دو راویوں کی وجہ سے اعتراض تھا جسکا ہم نے جواب دے دیا الحمد للہ، باقی راویوں پر کسی کو اعتراض نہین تو یہ روایت صحیح کہلانی چاہیے ورنہ کم از کم حسن معتبر ضرور کہلانی چاہیے، حسن روایت صحیح سے کم درجے کی ہوتی ہے مگر دلیل وہ بھی بن سکتی ہے، بنتی ہے... ہمارے مخالفین بھی حسن روایات سے جابجا استدلال کرتے ہیں بلکہ ائمہ اسلاف نے حسن روایت کو معتبر و قابل استدلال قرار دیا ہے... حق چار یار کی نسبت سے چار حوالے ملاحظہ کیجیے

.

وهو في الاحتجاج به كالصحيح عند الحمهور

حسن حدیث دلیل بننے کے لحاظ سے جمہور کے نزدیک صحیح حدیث کی طرح ہے

(امام ابن کثیر الباعث الحثیث ص37)

.

لِأَنَّ غَالِبَ الْأَحَادِيثِ لَا تَبْلُغُ رُتْبَةَ الصَّحِيحِ (وَيَقْبَلُهُ أَكْثَرُ الْعُلَمَاءِ)

حسن احادیث کی اکثریت صحیح حدیث کے درجہ سے کم ہوتی ہے... حسن حدیث کو اکثر علماء نے قبول کیا ہے دلائل میں فضائل میں

(امام سیوطی تدریب الراوی 1/167)

.

وَهُوَ أَن يُقَال إِن الصِّفَات الَّتِي يجب (مَعهَا قبُول الرِّوَايَة) لَهَا مَرَاتِب ودرجات فأعلاها هُوَ الصَّحِيح وَكَذَلِكَ أوسطها وَأَدْنَاهَا الْحسن

صحیح بات اور تحقیق کی بات یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ دلائل و فضائل میں جن احادیث کو قبول کرنا واجب ہے انکے مراتب ہیں، اعلی مرتبہ صحیح حدیث کا ہے اور پھر حسن حدیث کا مرتبہ ہے کہ انکو فضائل و دلائل میں معتبر قرار دینا واجب ہے

(النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح 1/306)

(امام ابن ملقن المقنع فی علوم الحدیث 1/84

.

ويقبله أكثر العلماء، ويستعمله عامة الفقهاء...ثم الحسن كالصحيح في الاحتجاج به وإن كان دونه في القوة

حسن حدیث کو اکثر علماء و محدثین و محققین نے قبول کیا ہے دلائل و فضائل میں اور عام فقہاء نے اس کو استعمال کیا ہے دلائل و فضائل و مسائل میں اور حسن حدیث دلیل کے اعتبار سے صحیح کی طرح ہے اگرچہ حدیث صحیح سے تھوڑا کم درجہ کی ہے

(امام نووی التقریب والتیسیر ص29)

.===============

!!....سیدنا_عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل #

،حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ حَسَنِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبْجَرَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: «صَلَّيْتُ مَعَ عُمَرَ، فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاتِهِ إِلَّا حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ

سیدنا اسود فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کیا اور اس کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا

(استاد بخاری مصنف ابن ابی شیبہ روایت 2454)

.

وَھٰذَا رِجَالہ ثِقَات

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ مذکورہ روایت کے تمام راوی ثقہ معتبر ہیں

(الدرایۃ 1/152)

.

مرزا جہلمی اور اسکے ماننے والو بتاو کیا سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رفع یدین نہ کرکے دین کا حلیہ بگاڑ دیا.....؟؟ نعوذ باللہ تعالیٰ لعنت والا کام کیا....؟

پہلا راوی:

یحیی بن ادم بخاری مسلم صحاح ستہ کا معتبر ثقہ راوی ہے... امام بخاری و مسلم وغیرہ نے ان کے توسط سے کئ احادیث نقل کیں

(دیکھیے بخاری حدیث 3629 مسلم حدیث 403).

دوسرا راوی

حسن بن عیاش.... امام بخاری کے استاد کی کتاب کے حاشیے میں اس روایت کا کوئی کمزور پہلو نظر نہ ایا تو اشارتاً اس روای پر جرح کرکے کوشش کی گئ کہ روایت کمزور ہے جبکہ حسن بن عیاش سے امام مسلم نے صحیح مسلم میں روایت لی ہے لیھذا یہ راوی بھی ثقہ معتبر ہے

(دیکھیے صحیح مسلم حدیث 858

.

.امام بخاری مسلم کا ان سے روایت لیناہی کافی تھا کہ یہ ثقہ ہیں لیکن پھر بھی چند حوالے ملاحظہ کیجیے

الُحسن بن عَيّاش بن سَالم الْأَسدي ثِقَة

حسن بن عیاش ثقہ معتبر راوی ہے

(الثقات للعجلي ت البستوي 1/299)

.

وثقه ابن معين [ا] والنسائي

حسن بن عیاش کو امام ابن معین اور امام نسائی نے ثقہ معتبر قرار دیا ہے

(تاريخ الإسلام - ت تدمري 11/83)

.

قال عثمان الدارمي عن بن معين ثقة وأخوه أبو بكر ثقة قال عثمان ليسا بذاك وهما من أهل الصدق والأمانة وقال النسائي ثقة وذكره ابن حبان في الثقات..قلت: يكنى أبا محمد وقال الطحاوي ثقة حجة وقال العجلي ثقة

امام ابن معین فرماتے ہیں کہ حسن بن عیاش اور ان کے بھائی ابو بکر ثقہ معتبر ہیں، علامہ عثمان فرماتے ہیں کہ یہ دونوں راوی سچے ہیں امانت والے ہیں امام نسائی نے فرمایا کہ ثقہ ہیں ابن حبان

نے ان کو ثقات میں شمار کیا... امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام طحاوی نے ان کو ثقہ اور دلیل قرار دیا ہے امام عجلی نے ثقہ قرار دیا ہے

(تھذیب التھذیب امام ابن حجر عسقلانی 2/313)

.

تیسرا راوی

عبد الملک بن ابجر سے امام مسلم نے صحیح مسلم میں حدیث لی ہے.. لیھذا اس کے بھی ثقہ معتبر ہونے میں شک نہیں

(دیکھیے مسلم حدیث 189)

.

. قال العجلي: عبد الملك بن حيان بن أبجر: ثقة. "الثقات" ١٧٨

وقال أيضًا: عبد الملك بن سعيد بن حيان بن أبجر: كوفي، ثقة، رجلٌ صالحٌ

امام عجلی فرماتے ہیں کہ عبد الملک ثقہ راوی ہیں، نیک وصالح ہیں

(الجامع في الجرح والتعديل 2/130)

.

،عبد الملك بن أبجر٥: كان عبد الملك بن أبجر "ثقة، ثبتًا الحديث- صاحب سنة، وكان" من أطب الناس

عبد الملک ثقہ ثبت راوی ہیں، سنت کے سخت پیروکار ہیں، بہت اچھے انسان ہیں

(الثقات للعجلي ت قلعجي ص307)

.

:چوتھا راوی

زبیر بن عدی.... ان کے ثقہ معتبر ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ امام بخاری و مسلم نے ان کے توسط سے حدیث نقل کی

(دیکھیے بخاری حدیث 7068 مسلم حدیث 173)

.

قال الدِّارَقُطْنِيّ:ثقة

امام دار قطنی فرماتے ہیں کہ زبیر بن عدی ثقہ معتبر راوی ہیں

(موسوعة أقوال أبي الحسن الدار قطني في رجال الحديث وعلله 1/263)

.

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

قال أحمد وابن معين وأبو حاتم والنسائي ثقة وقال أحمد صالح الحديث مقارب الحديث وقال العجلي ثقة ثبت من أصحاب إبراهيم وكان الزبير صاحب سنة

زبیر بن عدی کے متعلق امام احمد امام ابن معین امام ابو حاتم امام نسائی سب نے فرمایا ہے کہ ثقہ معتبر راوی ہیں، احمد نے فرمایا کہ صالح الحدیث مقارب الحدیث ہیں، امام عجلی نے فرمایا کہ ثقہ ثبت معتبر راوی ہیں اور سنت کے سخت پیروکار تھے

(تھذیب التھذیب 3/317)

.

:پانچواں چھٹا راوی

ابراہیم اور اسود سے بخاری مسلم نے روایات نقل کی...لیھذا یہ بھی ثقہ معتبر ہیں

(دیکھیے بخاری روایت 271)

.

:الحاصل

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

صحیح اور حسن معتبر راویوں سے یہ ثابت ہوگیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ رفع یدین نہ کرتے تھے...بتاو جہلمیو متعصب فسادی غیر مقلد واہلحدیثو بتاؤ کیا فقہ حنفی نے دین و نماز کو بگاڑ دیا ہے یا رسول کریم وخلفاء راشدین کی پیروی کی ہے......؟؟.

عن الأسود قال: صليت مع عمر فلم يرفع يديه في شيء من صلاته إلا حين يفتتح الصلاة....حسن

سیدنا اسود فرماتے ہیں میں نے سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ نے شروع نماز میں تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کیا اس کے علاوہ رفع یدین نہ کیا.....یہ روایت حسن معتبر ہے

(ما صح من آثار الصحابۃ فی الفقہ 1/208)

.================

!!.....سیدنا_علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل#

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قِطَافٍ النَّهْشَلِيِّ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، «أَنَّ عَلِيًّا، كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لَا يَعُودُ

سیدنا عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ جب نماز شروع فرماتے تو اس وقت رفع یدین کرتے اس کے علاوہ رفع یدین نہ کرتے

(استاد بخاری مصنف ابن ابی شیبہ روایت 2442

(اِتحاف المھرۃ ابن حجر599/11 نحوہ)

.

وَرِجَالہ ثِقَات

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ مذکورہ روایت کی سند میں جو راوی ہیں وہ سارے کے سارے ثقہ معتبر ہیں

(الدرایۃ152/1)

.

مرزا جہلمی اور اسکے ماننے والو بتاو کیا سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رفع یدین نہ کر کے دین کا حلیہ بگاڑ دیا.....؟؟ نعوذ باللہ تعالیٰ لعنت والا کام کیا....؟

.

اعتراض کیا گیا کہ نھشلی ضعیف راوی ہے

جواب:

عجیب تعصب ہے... لیجیے دیکھیے امام مسلم اور امام ترمذی وغیرہ نے ان سے روایت و حدیث لی ہے

دیکھیے صحیح مسلم حدیث572 ترمزی حدیث1931

.

وقال أبو داود: قلت لأحمد: أبو بكر النهشلي؟ قال: ثقة

امام احمد اور امام ابو داود کے مطابق ابو بکر نھشلی ثقہ معتبر راوی ہیں

(موسوعة أقوال الإمام أحمد بن حنبل في رجال الحديث وعلله 197/4)

.

أبو بكر النهشلي: كوفي، رجل صالح

ابو بکر نھشلی نیک صالح معتبر آدمی ہیں

(دیوان الضعفاء ص453)

.

عاصم بن کلیب صحیح مسلم کا راوی ہے... ثقہ معتبر ہے

(دیکھیے صحیح مسلم روایت 2078.

«قال الميموني: قال أبو عبد الله: عاصم بن كليب، ثقة. «سؤالاته (٣٥٦) وقال أبو بكر الأثرم: سمعت أبا عبد الله يقول: عاصم بن كليب، لا بأس بحديثه

امام احمد فرماتے ہیں کہ عاصم بن کلیب ثقہ راوی ہیں اور امام ابو بکر فرماتے ہیں کہ امام احمد نے فرمایاہے کہ عاصم بن کلیب کی حدیث میں روایت میں کوئی حرج نہیں

(موسوعة أقوال الإمام أحمد بن حنبل في رجال الحديث وعلله 2/207)

.

کچھ اور نہ سوجاتو امام بخاری کے استاد کی کتاب کے حاشیے میں محقق صاحب نے تجاہل یا جہالت یا سستی یا تعصب کرتے ہوئے اعتراض جڑ دیا کہ کلیب راوی مجھول ہے لیھذا روایت ضعیف ہے... جبکہ کلیب مجھول نہیں ہے، ثقہ معتبر راوی ہے... چند حوالہ جات پڑھیے

.

قال العجلي: كليب بن شهاب والد عاصم، تابعي، ثقة. "الثقات" ١٢٠٩

امام عجلی فرماتے ہیں کہ کلیب شہاب کے بیٹے ہیں عاصم کے والد ہیں تابعی ہیں اور ثقہ معتبر راوی ہیں

(الجامع في الجرح والتعديل 2/409).

امام بخاری اس راوی کے سماع تک کا تذکرہ کر دیا... کیا بھلا مجھول راوی ایسا ہوتا ہے....؟؟

كُلَيب بْن شِهاب، الجَرميُّ. سَمِعَ عَلِيًّا، وعُمَر

امام بخاری فرماتے ہیں کہ کلیب شہاب کے بیٹے ہیں جرمی ہیں انہوں نے سیدنا علی اور سیدنا عمر سے سنا ہے

(التاريخ الكبير للبخاري بحواشي محمود خليل 7/229)

.

:الحاصل

صحیح اور حسن معتبر راویوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ رفع یدین نہ کرتے تھے...بتاو جہلمیو متعصب فسادی غیر مقلد واہلحدیثو بتاؤ کیا فقہ حنفی نے دین و نماز کو بگاڑ دیا ہے یا رسول کریم و خلفاء راشدین کی پیروی کی ہے......؟؟

.==============

خلفاء راشدین میں سے سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر، سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کا عمل پڑھ چکے کہ رفع یدین نہ کرتے تھے اب خلفاء راشدین کے عمل کی اہمیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے سنیے

:الحدیث

فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ، تَمَسَّكُوا بِهَا

نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم پر میری سنت لازم ہے اور خلفاء راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے، ان سنتوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو

(ابوداؤد حدیث4607)

(ابن ماجہ حدیث43 نحوہ)

(ترمذی حدیث2676 نحوہ)

.

جہلمیو غیر مقلدو اہلحدیثو کیا اب بھی کہو گے کہ فقہ حنفی نے دین بگاڑ دیا.....؟؟ یا مان جاؤ گے کہ تم فتنہ فساد گستاخی بے باکیاں پھیلا رہے ہو اور توبہ کرکے آئندہ احتیاط کرو گے.....؟؟

.==================

!!....بعض_دیگر_صحابہ_و_تابعین کا عمل ملاحظہ کیجیے #

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: «مَا رَأَيْتُ ابْنَ «عُمَرَ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَا يَفْتَتِحُ

سیدنا مجاہد فرماتے ہیں کہ صحابی سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ شروع نماز میں تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرتے تھے اس کے علاوہ رفع یدین نہ کیا کرتے تھے

(استاد بخاری مصنف ابن ابی شیبہ روایت 2452)

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف 3/148)

.

اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں امام طحاوی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا... باقی راویوں کو تو سب ثقہ مانتے ہیں لیکن فقط ایک راوی ابو بکر بن عیاش پر اعتراض کرتے ہیں

.

کتاب العتیق کے محشی و محقق لکھتے ہیں:

قلت: صححہ الطحاوي

مذکورہ روایت کو امام طحاوی نے صحیح قرار دیا ہے

(العتیق مصنف جامع لفتاوی أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم 5/79)

.

وھذا اسند صحیح علی شرط مسلم

اہل حدیث غیر مقلد وغیرہ کے معتبر امام ابن قیم جوزی کا قول ہے کہ مذکورہ روایت کے تمام راوی صحیح مسلم والے راوی ہیں

(ابن قیم رفع الیدین فی الصلاۃ 1/142)

.

استاد بخاری کی کتاب کے حاشیے میں محقق صاحب نے ابو بکر بن عیاش پر جرح کر کے صراحتا یا اشارتا روایت کو ضعیف و کمزور ظاہر کرنے کی کوشش کی

حالانکہ

ابو بکر بن عیاش سے امام بخاری نے روایت لی ہے... اور اہلحدیث و غیر مقلدین کا قاعدہ ہے کہ بخاری مسلم میں جو راوی ہیں سب ثقہ معتبر ہیں.. ضعیف نہیں ہیں... امام بخاری نے ابو بکر بن عیاش سے روایت لکھی

مثلا دیکھیے بخاری حدیث 5709

اس کے علاوہ صحاح ستہ میں سے ابو داؤد و ترمذی میں بھی اس راوی سے روایت لی گئ ہے

دیکھیے ابو داؤد حدیث 4880.. ترمذی حدیث 118

.

ذكر ابن المبارك أبا بكر بْن عياش فأثنى عليه...وَقَال صَالِح بْن أَحْمَد بْن حنبل، عَن أَبِيهِ: صدوق، صاحب قرآن وخير...أَبُو بكر؟ قال: هو ثقة وأبو بكر ثقة

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

امام ابن مبارک کے پاس ابو بکر بن عیاش کا تذکرہ کیا گیا تو امام ابن مبارک نے ان کی تعریف فرمائی... امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ یہ راوی سچے ہیں صاحب قرآن ہیں اور بھلائی والے ہیں... وہ راوی اور ابو بکر بن عیاش ثقہ ہیں

(تھذیب الکمال في أسماء الرجال 33/ 133)

.

آپ نے مذکورہ روایت کو پڑھ لیا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ رفع یدین نہ کرتے تھے سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سنت کے کتنے پابند تھے اور ان کی کتنی فضیلت ہے ذرا ایک جھلک ملاحظہ کیجئے

السّيّد الجليل الفقيه العابد الزّاهد أبو عبد الرّحمن عبد الله بن عمر بن الخطّاب العدويّ، وكان قد عيّن للخلافة يوم التّحكيم، مع وجود عليّ والكبار رضي الله عنهم...وقال فيه النبيّ صلى الله عليه وسلم: إنّ عبد الله رجل صالح» [١] . وقال: «نعمّ الرّجل عبد الله لو كان» يصلّي من الليل» فكان بعدها لا يرقد من الليل إلّا قليلا [٢] ، وكان من زهّاد الصحابة وأكثرهم اتّباعا للسّنن

صحابی سیدنا ابن عمر سردار ہیں جلیل القدر ہیں، فقیہ ہیں، عبادات گزار ہیں، زہد و تقوی والے ہیں... ان کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے ہوتے ہوئے

اور بڑے بڑے صحابہ کرام کے ہوتے ہوئے ان کو بھی خلافت کے امیدواروں میں شامل کیا گیا تھا... سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے متعلق بخاری میں حدیث ہے کہ نبی پاک نے فرمایا کہ عبد اللہ ابن عمر بہت ہی نیک بندہ ہے... ایک دفعہ سید عالم نے فرمایا کہ ابن عمر بہت ہی اچھا بندہ ہے اگر رات کو نماز پڑھا کرے تو کتنا ہی اچھا ہے اس فرمان عالیشان کو سننے کے بعد آپ ہمیشہ رات کا اکثر حصہ عبادت میں گذارتے (اس سے اندازہ لگاءیے کہ سید عالم کے فرمان و سنت وخواہشات پے مر مٹنے والے عظیم الشان پیروکار تھے سیدنا ابن عمر)... سیدنا ابن عمر زہد و تقوی والے تھے اور سنت کے سخت پابند تھے

(شذرات الذهب في أخبار من ذهب 1/310)

.

کیا ایسے عظیم الشان صحابی نے بھی نعوذ باللہ رفع یدین نہ کر کے دین کو بگاڑ دیا.....؟؟نعوذ باللہ !!....لعنت والا کام کیا....؟؟یقینا نہیں

اللہ ہدایت و ادب دے تمھیں اے جہلمیو غیر مقلدو اہلحدیثو

.==================

،حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ مَا يَسْتَفْتِحُ، ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا»

صحابی سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرتے تھے اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے

(استاد بخاری مصنف ابن ابی شیبہ روایت 2443

.

مز کورہ روایت کی تحقیق میں محقق نے ظلم کی انتہاء کر دی اور کہا کہ ابو معشر پر جرح مفسر ہے لیھذا روایت ضعیف ہے.... حالانکہ ابو معشر سے امام مسلم نے رایت لی، اب یہ تو اہلحدیث غیر مقلدین ہی بتا سکتے ہین کہ انہوں نے امام مسلم و بخاری کے تمام راویوں کو ثقہ قرار دینے کے بعد یہاں اس مقام میں دوغلہ پالیسی کی ہے یا مکاری یا سستی یا تجاہل یا تعصب کہ اپنے مفاد کے خلاف بات پائی تو امام مسلم کے راوی تک کو نہ چھوڑا... امام مسلم نے ابی معشر سے حدیث نقل کی

(دیکھیے صحیح مسلم حدیث 432)

.

زِیَاد بن كُلَيْب اَبُو معشر كوفى ثِقَة

ابو معشر ان کا نام زیاد بن کلیب ہے اور یہ ثقہ معتبر ہیں

(الثقات للعجلي ت البستوي 374/1).

:ووثقه أحمد العجلي والنسائي.قال أبو حاتم: صالح..وقال ابن حبان كان من الحفاظ

امام العجلی اور امام نسائی نے ابو معشر کو ثقہ معتبر راوی قرار دیا ہے اور امام ابو حاتم نے فرمایا ہے یہ کہ نیک اور صالح تھے اور امام ابن حبان نے فرمایا تھے یہ حافظ الحدیث تھے

.(**تذھیب تھذیب الکمال في أسماء الرجال**3/326)

زِيَاد بن كُلَيْب أَبُو معشر النَّخعِيّ... وَكَانَ من الْحفاظ المتقنين

ابو معشر زیاد بن کلیب ہیں نخعی ہیں اور یہ حافظ الحدیث ہیں بہت ہی ماہر حاذق مضبوط راوی ہیں

(**الثقات لابن حبان**6/327)

.================.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ الْأَسْوَدِ، وَعَلْقَمَةَ، «أَنَّهُمَا كَانَا يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا إِذَا افْتَتَحَا ثُمَّ لَا يَعُودَانِ«

سیدنا اسود اور سیدنا علقمہ نماز کے شروع میں تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرتے تھے اس کے علاوہ رفع یدین نہ کرتے تھے..(استاد بخاری مصنف ابن ابی شیبہ روایت 2453).

:حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ خَيْثَمَةَ، وَإِبْرَاهِيمَ، قَالَ كَانَا لَا يَرْفَعَانِ أَيْدِيَهُمَا إِلَّا فِي بَدْءِ الصَّلَاةِ»

سیدنا خیثمہ اور سیدنا ابراہیم شروع نماز میں تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرتے تھے اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے

(استاد بخاری مصنف ابن ابی شیبہ روایت 2448)

.

حَدَّثَنَا ابْنُ مُبَارَكٍ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، «أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ التَّكْبِيرِ، ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا

امام شعبی نماز کے شروع میں تکبیرِ تحریمہ میں رفع یدین کرتے تھے اس کے بعد رفع یدین نہ کرتے تھے

(استاد بخاری مصنف ابن ابی شیبہ روایت 2444)

.

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ، وَمُغِيرَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «إِذَا كَبَّرْتَ فِي فَاتِحَةِ الصَّلَاةِ فَارْفَعْ يَدَيْكَ، ثُمَّ لَا تَرْفَعْهُمَا فِيمَا بَقِيَ»

سیدنا ابراہیم فرمایا کرتے تھے کہ جب تم تکبیر تحریمہ کہو تو رفع یدین کرو اور اس کے بعد رفع یدین نہ کرو

(استاد بخاری مصنف ابن ابی شیبہ روایت 2445)

.

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: «كَانَ قَيْسٌ، يَرْفَعُ يَدَيْهِ أَوَّلَ مَا يَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ، ثُمَّ لَا يَرْفَعُهُمَا»

سیدنا قیس شروع نماز میں تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرتے تھے پھر رفع یدین نہ کرتے تھے

(استاد بخاری مصنف ابن ابی شیبہ روایت 2449)

.

:امام بخاری سیدنا قیس کے متعلق فرماتے ہیں

سَأَلْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِينٍ: عَنْ قَيْس بْنِ أَبِي حَازِمٍ؟ فَقَالَ: كوفِيٌّ ثقةٌ

امام بخاری اور امام یحیٰ بن معین کے مطابق سیدنا قیس ثقہ معتبر راوی ہیں

(التاريخ الكبير لابن أبي خيثمة - السفر الثاني - ط الفاروق 1/474)

.

ثقة حجة، كاد أن يكون صحابيا.وثقه ابن معين، والناس

ومنهم من جعل الحديث عنه من أصح الأسانيد.وقال إسماعيل بن خالد: كان ثبتا، قال: وقد كبر حتى جاوز المائة وخرف.قلت: أجمعوا على الاحتجاج به ومن تكلم فيه فقد

آذى نفسه

علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ سیدنا قیس اتنے عظیم ثقہ راوی ہیں کہ حجۃ الاسلام ہیں اتنے عظیم ہیں کہ قریب قریب تھا کہ وہ صحابی ہو جاتے... امام ابن معین اور کئ محدثین و علماء نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے... بعض علماء و محدثین نے تو ان کی سند کو تمام سندوں میں سے صحیح اسناد میں سے شمار کیا ہے... اسماعیل فرماتے ہیں کہ وہ ثبت و معتبر مضبوط راوی ہیں... انہوں نے سو سال سے زیادہ عمر پائی علماء و محدثین کا اجماع ہے کہ ان کے قول و فعل سے دلیل پکڑی جائے گی اور جنوں نے ان پر جرح کی ہے تو ان کی عظمت اور شان کی وجہ سے ان کی جرح بالکل ایسے ہی جیسے جرح کرنے والوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا ہو

(میزان الاعتدال 3/393,393 ملتقطا)

.

سیدنا قیس ایسے عظیم معتبر تابعی ہیں کہ ان سے امام بخاری امام مسلم امام ابو داؤد امام ترمذی امام ابن ماجہ امام نسائی وغیرہ محدثین نے روایت لی ہے، ان کے توسط سے حدیث بیان کی ہے

(بخاری حدیث 57.. صحیح مسلم حدیث 633)

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..500..517...536...543

(ابوداؤد حدیث2649 ترمذی حدیث680)

.

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، وَأَبُو أُسَامَةَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: «كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ وَأَصْحَابُ عَلِيٍّ، لَا يَرْفَعُونَ أَيْدِيَهُمْ إِلَّا فِي افْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، قَالَ وَكِيعٌ،، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ«

سیدنا عبداللہ بن مسعود کے اصحاب محبین چاہنے والے شاگرد غیرہ اور سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے اصحاب محبین چاہنے والے شاگرد وغیرہ رفع یدین نہ کرتے تھے

(استاد بخاری مصنف ابن ابی شیبہ روایت2446)

.

حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هُشَيْمٍ، عَنْ سُفْيَانَ بْنِ مُسْلِمٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: «كَانَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى، يَرْفَعُ يَدَيْهِ أَوَّلَ شَيْءٍ إِذَا كَبَّرَ«

سیدنا ابن ابی لیلی فقط تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کرتے تھے

(استاد بخاری مصنف ابن ابی شیبہ روایت 2451)

.

الحاصل:

جہلمیو غیر مقلدو اہلحدیثو بتاو کیا یہ سب صحابہ کرام و عظیم تابعین رفع یدین نہ کر کے دین بگاڑنے والے تھے...؟؟ نعوذ باللہ لعنت والا کام کرنے والے تھے...؟؟ یا تم فسادی بے باک متعصب ثابت ہو رہے ہو.....؟؟ الانصاف الانصاف

.=================

!!......رفع یدین نہ کرنے کا ثبوت احادیث و صحاح ستہ وغیرہ سے #

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نماز اسی طرح پڑھو جس طرح تم مجھے دیکھتے ہو نماز پڑھتے ہوئے

(صحیح بخاری حدیث 631)

(سنن الدار قطني حديث1069)

(صحیح ابن حبان حدیث987)

(السنن الكبرى-امام بيهقي حديث3856)

(الجامع الصغیر امام سیوطی حدیث895)

.

اوپر ثابت کیا جاچکا کہ خلفائے راشدین صحابہ کرام تابعین عظام نے رفع یدین نہ کرکے یہ ثابت کر دیا کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی حالت میں ضرور دیکھا تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین نہ کرتے تھے

پھر

بھی کچھ دوٹوک احادیث روایات پیش ہیں جن میں یہ واضح ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گیا کہ آپ نے رفع یدین نہ فرمایا

.

٭!!.....حدیث سیدنا براءبن عازب #٭

پہلی سند

٭!!......ابوداود جو صحاح ستہ میں سے ہے اس سے رفع یدین نہ کرنے کا ثبوت #٭

حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى ، عَنْ أَخِيهِ عِيسَى ، عَنِ الْحَكَمِ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ : رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا

حَتَّى انْصَرَفَ

صحابی سیدنا براء بن عازب فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے جب نماز شروع فرمائی تو اس وقت رفع یدین کیا اس کے بعد رفع یدین نہ کیا یہاں تک کہ نماز مکمل فرمالی

(ابو داؤد حدیث 752)

.

اس روایت کے راوی ثقہ معتبر ہیں تفصیل درج ذیل ہے

:الحُسَیْن بن عبد الرحمن الجَرْجَرائِيّ، بجیمین مفتوحتین، وراءین الأول ساکنة: مقبولٌ... بل ،... صدوقٌ

ووثّقه ابنُ حبان

حسین بن عبد الرحمن مقبول راوی ہے بلکہ سچے راوی ہیں امام ابن حبان نے اس کو ثقہ معتبر قرار دیا ہے

(تحریر تقریب التھذیب 1/288)

.

وکیع سے امام بخاری نے روایت لی لیھذا ثقہ معتبر ہیں

(بخاری حدیث 111)

.

ابن ابی لیلی سے امام بخاری نے روایت لی لیھذا ثقہ معتبر ہیں

(بخاری حدیث 1103)

.

عیس بن عبد الرحمن سے امام مسلم نے روایت لی ہے لیھزا یہ بھی ثقہ معتبر ہیں

(مسلم حدیث 820)

.

الحکم بن عتیبۃ سے امام بخاری نے روایت لی لیھذا ثقہ معتبر ہیں

(بخاری حدیث 117)

.

. عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى سے امام بخاری نے روایت لی لیھذا ثقہ معتبر ہیں (بخاری حدیث 820)

اعتراض #

امام ابو داود نے اس حدیث کے متعلق فرمایا کہ صحیح نہیں ہے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

.

جواب#

صحیح نہیں ہے کا کیا مطلب ہے.....؟؟ صحیح نہین مطلب جھوٹی من گھڑت ہے....؟؟ صحیح نہین مطلب ضعیف ہے....؟؟ صحیح نہیں مطلب حسن ہے....؟؟

کچھ بھی معنی ہو سکتا تھا مگر راویوں کے احوال جو ہم نے لکھے اس سے ثابت ہو تا ہے کہ راوی ثقہ ہیں مطلب امام ابو داود کے قول کا معنی بنے گا کہ صحیح نہین بلکہ حسن ہے اور حسن حدیث تمام کے مطابق دلیل بنتی ہے معتبر ہے جیسے کہ اوپر قاعدہ لکھ آئے

.

دوسری سند#

،حدّثنا إسحاق، حدّثنا وكيع، حدّثنا ابن أبي ليلى، عن الحكم وعيسى عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن البراء، أن النبي - صلى الله عليه وسلم - كان إذا افتتح الصلاة رفع يديه، ثم لا يرفع حتى ينصرف

.مسند أبي يعلى -ت السناري حديث1689)

تیسری سند#

حدّثنا إسحاق، حدّثنا شريكٌ، عن يزيد بن أبي زيادٍ، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن البراء، قال: كان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - إذا افتتح الصلاة رفع يديه نحو رأسه، ثم لا يعود

(كتاب مسند أبي يعلى-ت السناري حديث1690)

یہ سند بھی صحیح یا کم سے کم حسن معتبر ضرور ہے اس کے راویوں کے احوال سند ایک کے تحت بیان ہو چکے.

چوتھی سند #

:حدّثنا إسحاق، حدّثنا هشيم، عن يزيد بن أبي زياد، عن عبد الرحمن بن أبي ليلى، عن البراء، قال ،رأيت رسول الله - صلى الله عليه وسلم - حين افتتح الصلاة كبّر، ورفع يديه حتى كادتا تحاذيان أذنيه .)(ثم لم يعد مسند أبي يعلى-ت السناري حديث 1691

پانچویں سند #

حدّثنا إسحاق، حدّثنا ابن إدريس، قال: سمعت يزيد بن أبي زياد، عن - ابن أبي ليلى، عن البراء قال: رأيت رسول الله - صلى الله عليه وسلم رفع يديه حين استقبل الصلاة، حتى رأيت إبهاميه قريبًا من أذنيه، ثم .لم يرفعهما(مسند أبي يعلى-ت السناري حديث1692)

چھٹی سند #

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْآدَمِيُّ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ , نا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَيُّوبَ الْمُخَرِّمِيُّ , نا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ , نا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي لَيْلَى , عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ , عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى , **[٥٢]** عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ , قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى سَاوَى بِهِمَا أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ

(سنن الدار قطني **حديث**1132)

.

*** ساتویں سند # ***

،نا أَبُو الْأَشْعَثِ، نا زِيَادٌ الْبَكَّائِيُّ، نا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عِيسَى- عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْجَبَ الصَّلَاةَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى حَاذَتَا بِأُذُنَيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً، لَا يَزِيدُ عَلَى ذَلِكَ(مسند الروياني **حديث**348).

*** آٹھویں سند # ***

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْآدَمِيُّ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ , نا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَيُّوبَ الْمُخَرِّمِيُّ , نا عَلِيُّ بْنُ عَاصِمٍ , نا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي لَيْلَى , عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ , عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى , **[٥٢]** عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ , قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حِينَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى سَاوَى بِهِمَا أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ

(سنن الدارقطني حديث1132)

.

ترجمہ_و_الحاصل#

ان آٹھ احادیث کا ترجمہ ملتا جلتا ہے کہ صحابی سیدنا براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپ نے تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھائے پھر نماز مکمل ہونے تک رفع یدین نہ کیا

اور

اوپر حدیث پاک میں ہے کہ جس طرح مجھے نماز پڑھتا دیکھو ایسے نماز پڑھو اور صحابی نے دیکھا کہ آپ نے رفع یدین نہ کیا... لیھذا رفع یدین نہ کرنا سنت ثابت ہوا، صحابہ کرام کا طریقہ ثابت ہوا.... جہلمیو اور متعصب اہلحدیث اور غالی غیر مقلدو کیا کہو گے کہ دین کا حلیہ بگاڑ دیا نعوذ باللہ......؟؟ صحابی سیدنا براء بن عازب نبی پاک کی طرف کیسے جھوٹ منسوب کر سکتے ہیں بھلا.....؟؟

.

اعتراض#

اس روایت کا دار و مدار یزید بن ابی زیاد پر ہے اور اسکے حافظے میں خرابی ہو گئ تھی، لیھذا روایت ضعیف ہے...(دیکھیے کتاب الجامع الكامل في الحديث الصحيح الشامل المرتب على أبواب الفقه 2/473)

.

جواب#

ابو داود کی سند میں یزید بن ابی زیاد نہیں ہے پھر سند نمبر 7...اور سند 2 میں بھی یہ راوی نہیں...لیھذا اس روایت کا دار و مدار یزید بن ابی زیاد پر نہیں بلکہ دیگر سندوں سے بھی مروی ہے

اور

بالفرض تمام آٹھ سندوں کو ضعیف مان بھی لیا جائے تو کئ سندیں ہونے، تعدد طرق ہونے کی وجہ سے ضعف ختم ہو جاتا ہے اور حدیث و روایت حسن معتبر قابل دلیل بن جاتی ہے

.

سنی شیعہ نجدی وہابی اہلحدیث سب کا متفقہ اصول ہے کہ تعدد طرق سے ضعیف روایت حسن و معتبر بن جاتی ہے

.

وقد يكثر الطرق الضعيفة فيقوى المتن

تعدد طرق سے ضعف ختم ہو جاتا ہے اور (حدیث و روایت کا) متن قوی (معتبر مقبول صحیح و حسن) ہو جاتا ہے

(شیعہ کتاب نفحات الازهار 55/13)

.

أن تعدد الطرق، ولو ضعفت، ترقي الحديث إلى الحسن

بے شک تعدد طرق سے ضعیف روایت و حدیث حسن و معتبر بن جاتی ہے (اللؤلؤ المرصوع ص42)

.

لِأَنَّ كَثْرَةَ الطُّرُقِ تُقَوِّي

کثرت طرق (تعدد طرق) سے روایت و حدیث کو تقویت ملتی ہے (اور ضعف ختم ہو جاتا ہے)

(تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي,1/179)

.=============

حدیثِ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور #رفع یدین نہ کرنے کا ثبوت #صحاح_ستہ کی کتاب #سنن_ترمذی و #سنن_نسائی سے.

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ ، قَالَ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ ، عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ : قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ : أَلَا أُصَلِّي بِكُمْ صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ فَصَلَّى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِي أَوَّلِ مَرَّةٍ. وَفِي الْبَابِ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ. حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَأَهْلِ الْكُوفَةِ.

صحابی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ کیا میں تمھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاوں....؟؟ تو انہوں نے نماز پڑھی اور شروع میں رفع یدین کیا تکبیر تحریمہ میں اس کے علاوہ رفع یدین نہ کیا.... امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن معتبر ہے قابل دلیل ہے اور کئی صحابہ کرام کئی تابعین عظام اور کئی اہل علم رفع یدین نہ کرتے تھے اور یہی قول ہے امام سفیان ثوری کا اور احناف کا

(ترمذی حدیث 257)

(نسائی حدیث 1059 نحوہ)

.

امام ترمذی جو معتبر محدث ہیں انکی کتاب سنن الترمذی صحاح ستہ کی کتاب ہے وہ فرمارہے ہیں کئ صحابہ کرام اور کئ تابعین کئ اہل علم رفع یدین نہ کرتے تھے.... جہلمیو بتاو کیاان سب نے بھی رفع یدین نہ کرکے دین کو بگاڑ دیا...؟؟نعوذباللہ لعنت والا کام کرتے تھے....؟؟

.

علامہ غلام مصطفی نوری سے اس حدیث پاک کی تقریبا چالیس سندیں تحقیق کے ساتھ پیش کی ہیں...دیکھیے انکی کتاب ترک رفع یدین.

اس روایت و حدیث کو کئ علماء و محققین نے حسن یا صحیح قرار دیا ہے...اور حسن ہو یا صحیح دونون دلیل بنتی ہیں...دونوں معتبر ہیں جیسے کہ اوپر قاعدہ بیان کیا جاچکا.

امام ترمذی نے حسن قرار دیا

(ترمذی تحت الحدیث257).

امام زیلعی فرماتے ہیں

و الرجوع الی صحة الحدیث لوروده عن الثقات

اس حدیث کو صحیح کہنا ہی پڑے گا کیونکہ یہ حدیث کی ثقہ راویوں سے وارد ہوئی ہے منقول ہوئی

ہے

(نصب الرایۃ للزیلعی 1/396)

.

امام سیوطی امام ابن حجر امام دار قطنی امام ابن قطان نے حسن و صحیح قرار دیا اس روایت و حدیث کو

قَالَ الْحَافِظ ابْن حجر فِي تَخْرِيج أَحَادِيث الشَّرْح هَذَا الْحَدِيث حسنه التِّرمِذيّ وَصَححهُ ابْن حزم...فقد صَححهُ ابْن حزم والدارَقُطْنِيّ وَابْن الْقطَّان وَغَيْرُهُمْ وَبَوَّبَ عَلَيْهِ النَّسائِيّ الرُّخْصَة فِي ترك ذَلِكَ

(اللالی المصنوعہ 2/18)

.

اہلحدیث و غیر مقلدوں کے معتبر عالم محقق احمد شاکر اور انہی فرقوں کے امام ابن حزم کے مطابق

یہ روایت صحیح ہے

وهذا الحديث صححه ابن حزم وغيره من الحفاظ ، وهو حديث صحيح

احمد شاکر کہتا ہے کہ اس روایت کو اس حدیث کو ابن حزم نے اور اس کے علاوہ کئی حفاظِ حدیث نے

صحیح قرار دیا ہے اور یہ حدیث صحیح ہی ہے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

(تحقیق تخریج وشرح ترمذی 2/41)

.

:اہلحدیث وغیر مقلدوں کے معتبر امام ومحقق ابن حزم نے لکھا کہ

صَحَّ خَبَرُ ابْنِ مَسْعُودٍ...إِنَّ هَذَا الْخَبَرَ صَحِيحٌ

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی (رفع یدین نہ کرنے والی) حدیث صحیح ہے بے شک یہ حدیث صحیح ہے

(المحلی بالآثار 3/4)

.

اہلحدیث وغیر مقلدوں کے معتبر محقق ناصر الدین البانی نے بھی اس روایت وحدیث کو صحیح قرار دیا

(دیکھیے صحیح وضعیف سنن ترمزی حدیث 257)

.

لہذا حدیث بالکل صحیح وثابت ہے اور اگر بالفرض انفرادی طور پے ضعیف بھی ہو تو تیس چالیس سندیں ہین اسکی لیھذا تعدد طرق کی وجہ سے حسن معتبر قابل دلیل تو ضرور ضرور ہے... تعدد طرق کا قاعدہ اوپر بیان کیا جا چکا

.

....حدیث_سالم عن ابیہ #

حدثنا عبد الله بن أيوب المُخَرِّمي (١)، وسعدان بن نصر، وشعيب بن عمرو في آخرين قالوا: نا سفيان بن عيينة، عن الزهري، عن سالم عن أبيه، قال: رأيت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- إذا افتتح الصلاة رفع يديه حتى يحاذي بهما -وقال بعضهم: - حذو منكبيه، وإذا أراد أن يركع، وبعد ما يرفع (٢) رأسه من الركوع، ولا يرفعهما

سیدنا سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب شروع نماز میں تکبیر تحریمہ میں انہوں نے رفع یدین کیا اور اس کے بعد رکوع میں جاتے ہوئے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین نہ کیا

(مستخرج أبي عوانة - ط الجامعة الإسلامية 4/312)

صحابی فرمارہے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین نہ کرتے ہوئے دیکھا اور اوپر حدیث پاک گزری کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھو ایسے نماز پڑھو

.

أخبرنا أَبُو سَعْدٍ (٥) سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الشُّعَيْبِيُّ الْعَدْلُ، حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ مِنْ حِفْظِهِ بِبَغْدَادَ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ الْبَرَاثِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَوْنٍ الْخَرَّازُ (٦)، ثنا مَالِكٌ، عَنِ - الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ - صلى الله عليه وسلم ،كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ

ثُمَّ لَا يَعُودُ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین فرماتے تھے تکبیر تحریمہ میں شروع نماز میں ... اس کے علاوہ رفع یدین نہ فرماتے تھے

(الخلافيات - البيهقي - ت النحال 2/386)

صحابی فرمارہے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین نہ کرتے ہوئے دیکھا اور اوپر حدیث پاک گزری کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھو ایسے نماز پڑھو.

وبحديث لا بأس بسنده، ذكره البيهقي في الخلافيات

مذکورہ حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیاہے اور اس کی سند میں کوئی حرج نہیں ہے

(شرح سنن ابن ماجہ لمغلطاي-ت عويضة1472/5)

.

!!.....بخاری سے رفع یدین نہ کرنے کا ثبوت #

أَنَا كُنْتُ أَحْفَظَكُمْ لِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ، وَإِذَا رَكَعَ أَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ، فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ اسْتَوَى حَتَّى يَعُودَ كُلُّ فَقَارٍ

،مَكَانَهُ

نبی کریم ﷺ کے چند اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی نماز کا ذکر ہونے لگا تو ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی نماز تم سب سے زیادہ یاد ہے میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھوں کو کندھوں تک لے جاتے، جب آپ رکوع کرتے تو گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے پوری طرح پکڑ لیتے اور پیٹھ کو جھکا دیتے۔ پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس طرح سیدھے کھڑے ہو جاتے کہ تمام جوڑ سیدھے ہو جاتے

(بخاری حدیث828)

.

دیکھیے صحابی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز مبارک کے طریقے کو وضاحت کے ساتھ بیان فرما رہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ تکبیر تحریمہ میں رسول کریم رفع یدین کرتے تھے پھر باقی نماز کا نقشہ صحابی نے بتایا کہ حتی کہ اتنا تک بتایا کہ گھٹنوں کو کیسے پکڑنا ہے...اگر رفع یدین باقی جگہ ہوتا تو یہاں ضرور بیان کرتے کیونکہ ایک دفعہ یعنی تکبیر تحریمہ کا رفع یدین بیان کیا تھا اگر دوسری بار رفع یدین ہوتا تو یہ موقعہ کا تقاضہ تھا کہ صحابی ضرور بتاتے، لیھذا حاجت و موقعہ مناسبت کے ہوتے ہوئے رفع یدین کا تذکرہ نہ کرنا گویا یہ بیان کرنا ہے کہ رفع یدین کرتے نہیں دیکھا صحابی نے.....!!لیھذا رفع یدین نہ کرنا بھی سنت ہوا بخاری سے ثابت ہوا.

إِنَّ السُّكُوتَ فِي مَعْرِضِ الْحَاجَةِ بَيَانٌ

حاجت کے موقع پر خاموشی اختیار کرنا بیان نہ کرنا گویا بیان کرنا ہی ہے

(الموسوعة الفقهية الكويتية 136/25).

السكوت في معرض البيان حجة

بیان کرنے کے موقع پر خاموشی اختیار کرنا دلیل ہے حجت ہے

(شرح القواعد السعدية ص126)

.

ابن_ماجہ سے ترک رفع یدین کی دلیل #

،ثُمَّ يَقُومُ فَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ، فَيُكَبِّرُ، وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ يَرْكَعُ ،فَيَضَعُ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَيُجَافِي بِعَضُدَيْهِ، ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهُ، فَيُقِيمُ صُلْبَهُ ،وَيَقُومُ قِيَامًا هُوَ أَطْوَلُ مِنْ قِيَامِكُمْ قَلِيلًا

،ثُمَّ يَسْجُدُ

،پھر قبلہ رخ کھڑے ہوتے اور اللہ اکبر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں کے بالمقابل اٹھاتے

،پھر رکوع کرتے، اور اپنے دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پہ رکھتے اور بازوؤں کو پسلیوں سے جدا رکھتے

پھر رکوع سے سر اٹھاتے اور پیٹھ سیدھی کرتے، اور تمہارے قیام سے کچھ لمبا قیام کرتے، پھر سجدہ کرتے

(ابن ماجہ حدیث 1062)

جس طرح صحیح بخاری سے ہم نے رفع یدین نہ ہونے کو ثابت کیا بالکل یہی طریقہ ابن ماجہ کی اس حدیث میں دھرایئے جس سے ثابت ہو گا کہ رفع یدین نہیں ہے.

!!.... صحیح_ مسلم سے ثبوت #

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اسْكُنُوا فِي

الصَّلَاةِ

صحابہ کرام فرماتے ہیں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں تم کو رفع یدین کرتے ہوئے دیکھتا ہوں جیسا کہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں، نماز میں سکون رکھا کرو

(مسلم حدیث430)

.

وقد استدل بهذا الحديث أصحابنا في ترك رفع اليَدين في الصلاة . عند غير تكبيرة الافتتاح

اس حدیث پاک سے فقہاء اختلاف نے ثابت کیا ہے کہ رفع یدین صرف اور صرف شروع نماز میں تکبیر تحریمہ میں ہے اس کے علاوہ رفع یدین نہیں ہے

(شرح سنن أبي داود للعيني4/285)

.

وقد ذكر ابن القصّار هذا الحديث حجة فى النهى عن رفع الأيدى فى الصلاة

امام ابن قصار فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دلیل ہے کہ رفع یدین نماز میں نہیں کرنا

(اکمال العلم شرح مسلم2/344)

.

إِنَّمَا يُقَالُ ذَلِكَ لمن يرفع يديه أَثْنَاءِ الصَّلَاةِ، وَهُوَ حَالَةُ الرُّكُوعِ، وَالسُّجُودِ، وَنَحْوُ ذَلِكَ، هَذَا هُوَ الظَّاهِرُ

اس حدیث پاک میں جو ہے کہ ساکن رہو یہ حکم اس وقت کے لیے بھی ہے کہ جب رکوع اور سجود وغیرہ میں رفع یدین کیا جاتا تھا تو اس وقت یہ حکم دیا گیا کہ یہ رفع یدین نہ کرو

(نصب الرایۃ1/394)

واضح دیکھا جاسکتا ہے کہ ان حوالہ جات میں صحیح مسلم کی حدیث کی بنیاد پر علماء نے حکم دیا کہ رفع یدین ہرگز ہرگز نہیں کرنا چاہیے جبکہ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ رفع یدین کرنا چاہیے....رفع یدین کرنے کو کوئی بھی فرض نہیں کہتا مگر بعض علماء رفع یدین نہ کرنے کو لازم قرار دیتے ہیں تو احتیاط اسی میں ہے کہ رفع یدین نہ کیا جائے

.=============

مرزا جہلمی اور بعض غیر مقلدین اور بعض اہلحدیث اعتراض کرتے ہیں کہ رفع یدین نہ کرنا صرف فقہ حنفی کا قیاس کردہ من مانی والا مسئلہ ہے

جبکہ

ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے اور تابعین سے رفع یدین نہ کرنا بھی ثابت ہے.. فقہ حنفی میں یہ مسئلہ قیاس و من مانی کی وجہ سے نہیں بلکہ حدیث اور

صحابہ کرام کے عمل کو دلیل بنا کر بیان کیا گیا ہے...اگر دیگر فقہ والے بھی رفع یدین نہ کرتے تو بھی فقہ حنفی پر اعتراض نہ ہوتا کیونکہ فقہ حنفی کی بنیاد اس مسئلے میں بھی احادیث و صحابہ کرام دلیل ہیں...لیکن فقہ مالکی میں بھی مشہور یہی ہے کہ رفع یدین نہ کرنا چاہیے

.

وَقَال الْحَنَفِيَّةُ وَالثَّوْرِيُّ وَابْنُ أَبِي لَيْلَى وَإِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيُّ وَهُوَ الْمَشْهُورُ عَنْ مَالِكٍ: إِنَّ الْمُصَلِّيَ لاَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِلاَّ لِتَكْبِيرَةِ الإِْحْرَامِ

فقہ حنفی اور امام ثوری اور امام ابن ابی لیلی امام ابراہیم نخعی وغیرہ اور امام مالک سے مشہور یہی ہے کہ رفع یدین تکبیر تحریمہ کے علاوہ نہیں کرنا

(موسوعہ فقہیہ کویتیہ 130/23)

.

غیر مقلدوں اہلحدیثوں کا معتبر علامہ اور سعودی عرب کا مفتی اعظم ابن باز لکھتا ہے

ولو صلى ولم يرفع صحت صلاته

اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور رفع یدین نہ کرے تو اس کی نماز صحیح ہے

(مجموع الفتاوی ابن باز 156/11).

اہلحدیثوں غیر مقلدوں کا معتبر امام ابن تیمیہ لکھتا ہے

وَسَوَاءٌ رَفَعَ يَدَيْهِ أَوْ لَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ لَا يَقْدَحُ ذَلِكَ فِي صَلَاتِهِم

کوئی شخص رفع یدین کرے یا نہ کرے تو کسی نماز میں کوئی کمی نقص و عیب وغیرہ کچھ نہیں

(الفتاوی الکبری 2/108)

.

تحریر: العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر ✍

new whatsapp nmbr

03062524574

تحریر نمبر8

مرزا جہلمی قبلہ الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ پر اعتراض کرتے ہوئے کہتا ہے کہ رات کو جھاڑو لگانا منع ہے یہ بات توہم پرستی ہے۔۔۔اس کا علمی اور عقلی جواب اس تحریر 8 میں پڑھیے اور یہ بھی پڑھیے کہ دلہن کے پاؤں دھلوا کر چار طرف چھینکنا کہاں سے ثابت ہے، کیسے درست ہے۔۔۔؟؟

کیا جھاڑو رات کے وقت لگانے سے تنگدستی اتی ہے۔۔۔؟؟اس مسئلے میں قبلہ مفتی اکمل قادری صاحب یا قبلہ الیاس قادری صاحب یا مرزا جہلمی تینوں میں سے کون درست ہے۔۔؟؟اور شادی

* کے بعض رسم و رواج کا حکم۔۔۔؟؟

سوال:

علامہ صاحب یہ ویڈیو دیکھیں مرزا جہلمی کے فالوور نے بھیجی ہے جس میں ایک طرف مرزا جہلمی کہہ رہا ہے کہ رات کو جھاڑو دینے سے منع کرنا توہم پرستی ہے جہالت ہے اور ویڈیو میں دکھایا گیا ہے کہ مفتی اکمل صاحب نے بھی اس قسم کی بات کی ہے۔۔۔جبکہ ویڈیو میں یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ قبلہ الیاس قادری صاحب فرما رہے ہیں کہ رات کو جھاڑو لگانا تنگدستی کا سبب ہے۔۔۔تو علامہ صاحب ہمارا سوال ہے کہ ہم کس کی مانیں۔۔۔؟؟جہلمی کو تو دفع کر سکتے ہیں لیکن ایک طرف اہلسنت کے عظیم مفتیوں میں سے ایک مفتی اکمل صاحب ہیں اور دوسری طرف قبلہ علامہ الیاس قادری صاحب ہیں کہ جن کے ماتحت بڑے بڑے مفتیان کرام ہیں کہ جن سے وہ رہنمائی لیتے رہتے ہیں اگر قبلہ الیاس قادری صاحب نے غلط کہا ہوتا تو مفتیانِ دعوت اسلامی ضرور اصلاح فرماتے۔۔۔تو اب مفتیان دعوت اسلامی کی بظاہر بے تکی بات مانیں یا مفتی اکمل صاحب کی لاجک بھری بات کو مانیں۔۔۔؟؟

جواب۔و۔ تحقیق#

فقہ کی عظیم الشان کتاب الہدایہ کے مصنف کے شاگرد رشید علامہ برہان الدین فرماتے ہیں کہ

وكنس البيت فى الليل

تنگدستی کے اسباب میں سے یہ بھی ہے کہ رات کے وقت جھاڑو لگایا جائے

(تعلیم المتعلم ص86)

۔

دیکھیں قران اور حدیث پاک میں کوئی حکم اجائے تو لاجک تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ہاں اچھا ہے کہ لاجک سمجھی جائے۔۔ حکمتیں راز سمجھے جائیں تاکہ ایمان مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جائے کہ قران و حدیث کے تمام احکامات حکمت سے بھرپور ہیں۔۔فوائد سے بھرپور۔۔معاشرتی فوائد سے بھرپور۔۔۔انفرادی فوائد سے بھرپور ہوتے ہیں اور جب ان فوائد اور راز اور حکمتوں کی طرف ہم پہنچیں گے سمجھیں گے تو ایمان مضبوط ہو جائے گا ایمان تازہ ہو جائے گا۔۔۔ان فوائد اور حکمتوں تک ہمارا ذہن پہنچے یا نہ پہنچے مگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں ضرور حکمتیں اور فوائد ہیں

۔

لیکن اسلاف کے اقوال اجائیں تو اندھا دھند توپ کا رخ ان کی طرف نہیں کرنا چاہیے کہ وہ تو بابوں کا قول ہے۔۔۔بابیت ہے۔۔۔۔بے فائدہ ہے۔۔۔بے لاجک ہے۔۔۔۔بے تکا ہے

بلکہ

حسن ظن رکھنا چاہیے کہ اسلاف فرما گئے تو ضرور کوئی حکمت ہو گی۔۔۔کوئی فائدہ ہو گا جس کی وجہ سے وہ یہ حکم ارشاد فرما گئے۔۔۔اگر حکمت سمجھ میں اجائے تو زبردست اور اگر حکمت فوائد سمجھ نہ ائے تو بے شک اب عمل ترک کر دیں لیکن یہ سمجھ کر کہ ہماری سمجھ میں وہ حکمتیں وہ راز نہ ا سکے جو اسلاف کے ذہن میں تھے۔۔۔مگر قران و حدیث کی حکمتیں فوائد سمجھ نا بھی ائیں تب بھی عمل کرنا لازم ہے لیکن اسلاف کے اقوال پر عمل کرنا لازم ہو شریعت نے ایسا لازم نہیں کیا لہذا ادب کے ساتھ اسلاف کے اقوال کو ترک کیا جا سکتا ہے بلکہ یہ ترک بھی نہیں کہ ہم اسلاف میں سے کسی کے قول کو چھوڑ کر دوسرے کسی اسلاف کے قول کو عمل بنا لیتے ہیں

۔

اسلاف کے اقوال اجائیں یا بظاہر کوئی اسلاف کے اقوال متضاد نظر ائیں تو اپنی عقل کو جلد بازی میں مت ڈالیے۔۔۔سرسری نظر میں جو معنی سمجھ ایا یا معنی سمجھ نہ ایا اس کے مطابق فیصلہ مت کیجئے بلکہ گہری سوچ تفکر تدبر کی کوشش کیجئے اگر اپ کو سمجھ نہ ائے تو دیگر علماء کرام سے راز اور حکمتیں پوچھنے کی کوشش کیجئے مگر اس طرح ظلم نہ کیجئے کہ وہ جو کہہ گئے کہانیاں کر گئے بے تکی

بات کہہ گئے، بابیت کر گئے، توھم پرستی میں ڈال گئے۔۔۔اس قسم کے ظالمانہ فتوے معتبر اسلاف پر مت لگایئے

.##################۔

رات کو جھاڑو لگانا تنگدستی کا سبب کیسے ہے۔۔۔۔؟؟#

اپ کا سوال موصول ہوا۔۔میں نے کچھ سمجھنے کی کوشش کی لیکن کوئی لاجک سمجھ نہ ائی پھر میں نے تازہ وضو کر کے نفل پڑھے اور اللہ سے دعا کی یااللہ کریم مجھے اس کی حکمت اور راز اور سمجھ عطا فرما۔۔۔پھر میں کمرے کے کونے میں تنہائی میں بیٹھ گیا اور غور و فکر کرنے لگا۔۔کچھ دیر بعد جو کچھ میرے ذہن میں اس بات کے فوائد اور حکمتیں سمجھ میں ائیں وہ اپ کے نظر کر رہا ہوں

۔

:الحدیث

دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَرَأَى كِسْرَةً مُلْقَاةً، فَأَخَذَهَا فَمَسَحَهَا ثُمَّ أَكَلَهَا، وَقَالَ : " يَا عَائِشَةُ، أَكْرِمِي كَرِيمًا ؛ فَإِنَّهَا مَا نَفَرَتْ عَنْ قَوْمٍ قَطُّ فَعَادَتْ إِلَيْهِمْ

حضور علیہ الصلوۃ والسلام گھر میں تشریف لائے تو دیکھا کہ روٹی کا ٹکڑا پڑا ہوا ہے تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اسے اٹھایا اسے صاف کیا اور تناول فرمایا اور فرمایا اے عائشہ عزت والے کی عزت کر

بے شک یہ رزق یہ روٹی جس قوم سے نفرت کر کے روٹھ جاتی ہے تو اس کے پاس لوٹ کے نہیں اتی

(ابن ماجہ حدیث 3353)

۔

اس حدیث پاک میں واضح ہے کہ تنگدستی کا ایک سبب رزق کی، روٹی کی، اناج کی بے حرمتی بھی ہے۔۔۔روٹی اناج رزق کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو وقعت نہ دینا اور اسے پھینکنا بھی تنگدستی کے اسباب میں سے ہے

۔

پہلے کے زمانے میں رات کے وقت چراغ زیادہ نہ ہوا کرتے تھے یا ان کی روشنی آس پاس کم جاتی تھی تو رات کے وقت اکثر کم روشنی یا اندھیرا ہوتا تھا تو اسلاف نے فرمایا کہ کم روشنی اور اندھیرے کی وجہ سے رات کو جھاڑو نہ لگاؤ کہ یہ تنگدستی کا سبب ہے

۔

جی ہاں بظاہر رات کے وقت جھاڑو لگانے سے تنگدستی انا اس وجہ سے ہے کہ کم روشنی یا اندھیرے کی وجہ سے ہم اناج چاول گندم روٹی کے ٹکڑے وغیرہ کی پہچان نہ کر پائیں گے اور ان کو بھی جھاڑو کے ساتھ کچرے میں ڈال دیں گے اور اوپر حدیث پاک میں اپ پڑھ چکے کہ رزق کی بے حرمتی

،سے تنگدستی اتی ہے۔۔۔۔ نیز یہ بھی وجہ ہے کہ کوئی سکہ، کوئی چاندی کا سکہ، کوئی سونے کا سکہ پیسے وغیرہ قیمتی چیزیں وغیرہ جو چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں وہ بھی اندھیرے کی وجہ سے یا کم روشنی کی وجہ سے جھاڑو پھیرنے کے ساتھ کچرے میں چلی جائیں گی تو یہ بھی غربت تنگدستی کا سبب بنے گا۔۔۔شاید انہی راز اور حکمت کے تحت اسلاف نے رات کے وقت جھاڑو لگانے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ تنگدستی کا سبب ہے

۔

اج بھی گاؤں دیہات میں بجلی نہیں ہوتی لوڈشیڈنگ کا راج ہوتا ہے تو اج کے دور میں بھی کہا جا سکتا ہے کہ رات کو جھاڑو نہ لگایا جائے کیونکہ ہماری بات سننے والے گاؤں والے بھی ہیں اندھیرے والے بھی ہیں اجالے والے بھی ہیں تو سب کو مطلقا کہہ دیا جائے تو حرج نہیں ہاں اس کی حکمت اور راز بھی بتائی جائے۔۔۔وجہ بھی بتائی جائے تو اچھا ہے تاکہ رات کے وقت اگر کوئی جھاڑو لگائے لیکن اندھیرا نہ ہو روشنی ہو بلب جل رہے ہوں تو اب بظاہر کوئی علت نہیں کوئی وجہ نہیں تو اس لیے اب جھاڑو لگانا، اب روشنی میں جھاڑو لگانا، اب مصنوعی روشنی میں جھاڑو لگانا تنگدستی کا سبب نہیں کہلائے گا

۔

لہذا ادب کے ساتھ اپنی لاجک پیش کر سکتے ہیں۔۔۔ اپنی رائے پیش کر سکتے ہیں لیکن کسی پر توہم پرستی کا فورا فتوی نہیں لگا سکتے۔۔۔ اسلاف پر توہم پرستی کا فتوی نہیں لگا سکتے اسلاف کے اقوال کو ردی کی ٹوکری میں نہیں ڈال سکتے۔۔۔ ان کو بے وقعت بے لاجک نہیں کہہ سکتے۔۔۔ ایسے اندھا دھند فائرنگ کرنے والے جہلمی جیسے لوگ مردود ہیں، اللہ انہیں سمجھ عطا فرمائے

۔

البتہ مفتی اکمل صاحب کے متعلق ہم یہی گمان رکھیں گے کہ لائیو سوال جواب میں زیادہ سوچنے کا وقت نہیں ملتا تو شاید اس راز اور حکمت کی طرف فورا ان کا ذہن نہیں گیا اس لیے اس لیے انہوں نے منع فرمادیا۔۔۔ اگر ان کو یہ لاجک یہ حکمت یہ راز ہم عرض کریں تو ان شاء اللہ عزوجل یقیناوہ فرمائیں گے کہ اس لاجک کے تحت اس راز اور حکمت اور فائدے کے تحت بالکل جھاڑو رات کو لگانا تنگدستی کا سبب ہے۔۔۔ مفتی اکمل صاحب کا جو فتوی ہے کہ جہالت ہے توہم پرستی ہے وہ اس صورت میں ہے کہ جو واقعی توھم پرستی پر ہو۔۔۔ اسلاف کے اقوال پر اس لیے عمل کرنا کہ وہ شریعت کے مخالف نہیں لیکن ان کے راز ہمیں معلوم نہیں ہے لیکن پھر بھی اسلاف کے ذہن میں ضرور کوئی راز اور حکمتیں ہوں گی کہ جس کی وجہ سے انہوں نے حکم دیا اگر اس نظریے کے تحت عمل کیا جائے اور یہ بات بھی واضح کی جائے کہ کوئی نہ کوئی حکمت اور راز ہوں گے تو اس لیے ہم عمل کر رہے ہیں تو یہ توہم پرستی نہیں ہے

۔

جبکہ مرزا جہلمی پورا ہفتہ کسی موضوع پر تیاری کرتا ہے اس کے پاس سوچنے کا وقت ہے تدبر کا وقت ہے مگر وہ سوچ بچار تدبر نہیں کرتا بس سر سری نظر میں اعتراض بن گیا تو اعتراض جھاڑ دیتا ہے اور بابیت کا فتوی لگا دیتا ہے اور توہم پرستی کا فتوی لگا دیتا ہے اور اسلاف کی بزرگوں کی توہین کرتا ہے، مذاق اڑاتا ہے تمسخر کرتا ہے جیسے کہ اس نے اس ویڈیو میں قبلہ الیاس قادری صاحب کا مذاق اڑایا ہے تمسخر کیا ہے اسے اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے کہ یہ ایک ذات کا تمسخر نہیں بلکہ قبلہ الیاس قادری صاحب نے تو اسلاف کی زبانی فرمایا تھا کہ رات کو جھاڑو نہیں لگانا چاہیے تو گویا ہم اسلاف پر توھم پرستی جہالت بے تکیت کا فتوی لگا رہے ہیں

حالانکہ

شریعت مطہرہ ہمیں حکم دیتی ہے کہ ہم اسلاف و علماء کرام کے اقوال افعال، صوفیا کرام کے اقوال افعال کی حکمتوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔۔۔ان کے قول اقوال و افعال کی توجیہ کریں اور سوچیں سمجھیں کہ کوئی نہ کوئی راز تو ہو گا، کچھ تو حکمت ہو گی۔۔۔اگر حکمت سمجھ نہ بھی ائے تو بھی یہی اخر میں کہہ کر سر خم کر دیں کہ فلاں عالم فلاں صوفی فلاں بزرگ نے جو بات فرمائی ہے اس کی حکمت مجھے سمجھ نہیں ارہی مگر بے شک حکمت ضرور ہو گی لیکن شریعت نے اسلاف کے اقوال کو فرض واجب قرار نہیں دیا تو اس لیے شریعت کی اجازت کی وجہ سے میں دوسری بات پر عمل کر رہا ہوں لیکن فلاں صوفی فلاں بزرگ فلاں عالم کے متعلق میرا نظریہ یہی ہے کہ ان کا یہ قول توہم پرستی پر نہیں بلکہ کوئی نہ کوئی راز اور حکمت ہو گی

:القران

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا كَثِيۡرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوۡا وَ لَا يَغۡتَبْ بَّعۡضُكُمۡ بَعۡضًا(سوره الحجرات آیت12)....-

، -والمؤمن ينبغي أن يحمل كلام أخيه المسلم على أحسن المحامل وقد قال بعض السلف : لا تظن بكلمة خرجت من أخيك سوءا وأنت تجد لها في الخير محملا .

فمن حق العلماء: إحسان الظن بهم؛ فإنه إذا كان من حق المسلم على المسلم أن يحسن الظن به ، وأن يحمل كلامه على أحسن المحامل، فمن باب أولى العالم

:خلاصہ

قرآن وحدیث میں حکم ہے کہ بدگمانی غیبت تجسس سے بچا جائے، اچھا گمان رکھا جائے۔۔۔اسی وجہ سے واجب ہے کہ مذمت تکفیر تضلیل تفسیق اعتراض کے بجائے عام مسلمان اور بالخصوص اہلبیت صحابہ اسلاف صوفیاء وعلماء کے کلام .و. عمل کو حتی الامکان

اچھے معنی و محمل، اچھی تاویل، اچھی توجیہ پے رکھا جائے

دیکھیے فتاوی حدیثیہ 223/1... فتاوی العلماء الکبار فی الارھاب فصل 3... فھم الاسلام)

(ص20...الانوار القدسیہ ص69

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..500..517...536...543

قال عمر رضی اللہ عنہ،

ولا تظنن بكلمة خرجت من مسلم شراً وأنت تجد لها في الخير محملا

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں

مسلمان کوئی بات کرے(یا کوئی عمل کرے)اور آپ اس کا اچھا محمل و معنی پاتے ہوں تو اسے برے معنی پر محمول ہر گز نہ کریں

(جامع الاحادیث روایت31604)

.

صحابہ کرام یا تابعین عظام یا اولیاء اسلاف صوفیاء علماء رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین پر اعتراض.و.مذمت کرنے والوں

کو

بالخصوص نجدیوں غیر مقلدوں رافضیوں نیم رافضیوں تفسیقیوں نام نہاد اہل حدیثوں مرزا جہلمی جیسوں کو

اللہ کریم مذکورہ اصول سمجھنے کی توفیق دے، مذکورہ اصول پے عمل کی توفیق دے......شریروں ضدیوں کے فساد و شر، گمراہیوں سے ہم اہل حق اہلسنت کو بچائے....ضدی فسادی گستاخِ اسلاف......کو حتی المقدور سمجھانا ورنہ رد.و.مذمت اور لگام لگانا لازم....قید و بائیکاٹ لازم !!.

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

.######################

رسم ورواج۔۔۔۔۔۔؟؟#

:آیات واحادیث کی بنیاد پے علماء کرام فرماتے ہیں کہ

رسم کا اعتبار جب تک کسی فساد عقیدہ پر مشتمل نہ ہو اصل رسم کے حکم میں رہتا ہے،اگر رسم محمود ہے محمود ہے، مذموم ہو مذموم ہے،مباح ہو مباح ہے

(فتاوی رضویہ جلد24صفحہ119)

۔

یعنی رسم ورواج توہم پرستی کی بنیاد پر نہ ہوں اور کسی غیر مسلم سے مشابہت کی وجہ سے نہ ہوں بلکہ خود سے رسم ورواج نکال لیے یا اسلاف سے چلتے ارہے بوڑھوں سے چلتے ارہے یا کسی قوم مذہب سے نکال کر عمل کیا لیکن نیت یہ ہے کہ اس وجہ سے عمل کر رہا ہوں کہ یہ اچھا عمل ہے شریعت کے مطابق ہے شریعت کے مخالف نہیں ہے۔۔۔یہ مقصد نہ ہو کہ فلاں غیر مسلم کی مشابہت کر رہا ہوں یہ مقصد نہ ہو

اور

اس رسم اور رواج کی کوئی حکمت کوئی لاجک کوئی راز بھلائی سمجھ میں اتی ہو تو بے شک اس رسم کو ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرط کہ ان فوائد اور حکمتوں کو ذہن میں رکھا جائے نہ کہ محض توھم پرستی مقصود ہو۔۔۔

.

اس لیے بالخصوص بوڑھوں پر فوراسے جاہلیت کا فتوی مت لگائیے بلکہ ان کے رسم ورواج کی توجیہ فوائد اور راز جاننے کی کوشش کیجیۓ اگر راز سمجھ میں اجائے فوائد اور لاجک سمجھ میں اجائے تو عمل کر لیجیۓ اگر سمجھ میں نہ ائیں یا وہ فوائد وہ راز پہلے تھے اب نہیں ملتے تو اسلاف کو سمجھائیے بزرگوں کو بوڑھوں کو سمجھائیے کہ پہلے یہ فوائد کی وجہ سے رسم تھے لیکن اب یہ فوائد ختم ہو گئے ہیں تو اب یہ رسم ختم کر دینی چاہیے لیکن اگر فوائد اب بھی اس رسم کے موجود ہوں تو حرج نہیں

۔

جیسے شادی میں رسم ہے رواج ہے کہ دولہا اور دلہن دودھ میں انگوٹھی تلاش کرتے ہیں اور دلہن کو دولہا اٹھا کر چارپائی پے بیڈ پے بٹھاتا ہے یا کچھ علاقوں میں رواج ہے کہ دولہا دلہن دونوں ایک دوسرے کے سر سے روئی کے ٹکڑوں کو پھونک مار کر اڑاتے ہیں

یہ سارے رسم ورواج بظاہر بے تکے بے لاجک لگ رہے ہیں لیکن یہ توھم پرستی نہیں۔۔۔ دراصل پہلے کے زمانے میں شرم وحیا بہت زیادہ ہوا کرتی تھی اور کم عمری میں شادی ہوا

کرتی تھی تو دولہا دلہن اپس میں مانوس نہیں ہوتے تھے تو ان دونوں کو اپس میں مانوس کرنے کے لیے ایک دوسرے کا دوست بنانے کے لیے یہ رواج یہ ٹپس استعمال کی جاتی تھی یہ رسم ورواج استعمال کیے جاتے تھے کہ اس طرح وہ ایک دوسرے کے قریب اتے ہیں، ایک دوسرے سے تھوڑا سا مذاق کر لیتے ہیں۔۔۔ایک دوسرے سے دل لگی کر لیتے ہیں۔۔۔اس طرح دل لگی کی شروعات ہوتی، محبت کی شروعات ہوتی۔۔۔شادی ہوتے ہی ہوس پوری کرنے لگ جانا بری بات ہے۔۔۔ نفرت والی بات ہے۔۔۔وحشیانہ بات ہے تو اس سے بچانے کے لیے بزرگوں بوڑھے بوڑھیوں نے ان رسم ورواج کو ایجاد کیا یا ان رسم ورواج کو کہیں سے لے لیا تاکہ ہوس کے بجائے ایک دوسرے سے الفت محبت دل لگی شروعات ہو جائے

۔

شادی کوئی ایسا ایونٹ نہیں کہ بندہ فقط ہر دم سنجیدہ ہی رہے۔۔۔۔بلکہ یہ تفریح کا بھی ایونٹ ہے ۔۔۔یہ تفریح بھی موقع ہے۔۔۔یہ دل لگی کا بھی موقعہ ہے۔۔۔اور سنجیدگی کا بھی موقع ہے۔۔۔تو اس بہت بڑے ایونٹ میں۔۔۔اس بہت بڑے موقعہ میں جہاں تفریح مناسب لگے وہاں تفریح کی جائے، دل لگی کی جائے اور جہاں موقعہ ہو سنجیدگی کا وہاں سنجیدگی کا اظہار کیا جائے

۔

دلہن کے پاؤں دھو کر چاروں طرف پھینکنا۔۔۔؟؟#

نئ نویلی دلہن کا پاؤں دھونا اور گھر کے کونوں پر چھڑکنے کو علماء نے مستحب اور باعث خیر وبرکت لکھاہے جیسا کہ حضرت علامہ یعقوب بن سید علی البرساوی نے اس عمل کو مستحب لکھاہے(مفاتح الجنان شرح شرعۃ الاسلام ص447منقول

فتاوی رضویہ میں ہے

دلہن کو بیاہ کر لائیں تو مستحب ہے کہ اس کے پاؤں دھو کر مکان کے چاروں گوشوں میں چھڑکیں اس سے برکت ہوتی ہے(فتاویٰ رضویہ 596/2)

-

اس کے متعلق بڑا شوشہ چھوڑا گیا کہ یہ کیسا توھم پرستی کا فعل ہے۔۔۔جو مجھے اس بات کی حکمت سمجھ ائی وہ یہ ہے کہ اس طرح کا فعل کرکے ہم نئ نویلی دلہن کے ذہن میں یہ بٹھارہے ہوتے ہیں کہ دیکھو ہم تمھیں باعث برکت سمجھتے ہیں، اب تم نے وہ کام نہیں کرنے کہ جو بے برکتی کے باعث ہوں۔۔۔ہم ایک طرح سے اس کے ذہن میں یہ بات ڈال رہے ہوتے ہیں کہ اپ نے چوری کرپشن گھر میں نہیں کرنی کہ گھر کا سامان پیسے دولت وغیرہ چوری کرکے اپنے بھائیوں اپنے گھر والوں کو مت دینا بلکہ اس نئے گھر کو اپنا گھر سمجھنا اور اس کے لیے برکت کا باعث بننا۔۔۔اسراف اور زیادہ خرچ مت کرنا کیونکہ ہم تمھیں برکت کا باعث سمجھ رہے ہیں تو اپ نے

بھی اس کا بھرپور مظاہرہ کرنا ہے کہ بچت کرنی ہے فضول خرچہ نہیں کرنا۔۔۔عزت والوں کی عزت کرنی ہے روٹی اناج وغیرہ کی عزت کرنی ہے سالن روٹی اتنا پکانا ہے جتنی ضرورت ہو اور رزق کو پھینکنا نہیں ہے کہ حدیث پاک ہم اوپر بیان کر چکے کہ اس سے تنگدستی ہوتی ہے۔۔۔۔ گویا ہم نئ نویلی دلہن کو یہ احساس دلا رہے ہوتے ہیں کہ ہم تو تمہاری اتنی قدر کرتے ہیں کہ تمہارے پاؤں کے دھون کو گھر میں چھڑک رہے ہیں تو اپ نے بھی ہر چیز کی قدر کرنی ہے ۔۔۔گھر کو گھر سمجھنا ہے۔۔۔۔اس طرح واقعی میں یہ عمل عملی طور پر ثابت کر دے گا کہ ان شاء اللہ دلہن برکت کی باعث بنے گی کہ ہم اسے اپنی عزت سمجھیں گے اور اسے وقعت دیں گے اور عملی طور پر عزت اور وقعت دیں گے تو قوی امید ہے کہ عورت بھی اس گھر کو فضول خرچی سے بچائے گی، محنت کرے گی، سلائی کڑائی کرے گی، کفایت شعاری کرے گی، بچت کرے گی اور ایک دوسرے سے محبت عزت ہو گی تو یقیناً گھر میں خیر وبرکت ہی ہو گی

بعض قول یا کام کسی غیر مسلم ثقافت سے نکل کر مسلم ثقافت میں اجائیں تو اگر وہ ثقافت شریعت کے خلاف نہیں اور اس سے فوری طور پر یہ تاثر بھی نہ جاتا ہو کہ یہ تو کفریہ کام کیا جا رہا ہے شرکیہ کام کیا جا رہا ہے اور وہ کام وہ قول غیر مسلموں کا شعار بہت بڑی واضح پکی نشانی بھی نہ ہو تو اسے مسلم ثقافت میں رواج دے کر بھلائی اور خیر حاصل کرنا جائز ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے

:الكَلِمَةُ الحِكْمَةُ ضَالَّةُ المُؤْمِنِ، فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا

حکمت کی بات مومن کی گمشدہ میراث ہے تو جہاں وہ پائے اسے لے لے (سنن الترمذي حدیث 2687)

(سنن ابن ماجہ, 1395 / 2 حدیث 4169)

اس حدیث پاک میں واضح اشارہ ہے کہ حکمت بھرا کوئی رسم ورواج کوئی کام کوئی قول اگرچہ وہ بظاہر غیر مسلموں کا ہو تو بھی مسلمان اس کے زیادہ حقدار ہیں بشرطیکہ

واضح طور پر پکی مشابہت کفار سے نہ ہو تو اس قول کو اس فعل کو اس ٹرک و ٹپس کو، اس رسم و رواج کو اپنا لینا خیر و بھلائی کے لیے ہو تو بالکل جائز ہے کوئی حرج نہیں لیکن کوشش کی جائے کہ اس کی راز اور حکمت کو بیان کیا جائے تاکہ کوئی لوگ محض توہم پرستی کے کنویں میں نہ جا گریں۔۔۔۔۔!!

۔

تحریر: العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر

naya wtsp nmbr

03062524574

تحریر نمبر9

مرزا جہلمی نے الاستیعاب وغیرہ کتب کا حوالہ دے کر کہا ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو زہر سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے دلوایا۔۔۔اس کا جواب پڑھیے اس تحریر 9 میں اور یہ بھی پڑھیے کہ کیا واقعی سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے جنازے پر تیر برسائے گئے اور کس نے برسائے۔۔۔؟؟

سیدنا_حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مشہدی، ریاض شاہی، چمنی ، گروپ اور مرزا جہلمی اور شیعہ.....؟؟سیدنا حسن کی تاریخ ولادت وفات، زہر کس نے دیا *جنازے پہ تیر۔۔۔۔؟؟

خلاصہ:

سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات ربیع الاول میں ہے لیکن شیعہ کے مطابق صفر مہینے میں ہے لہذا صفر مہینے میں عرسِ سیدنا حسن منا کر شیعہ کی موافقت نہ کیجئے بلکہ شیعوں کی مخالفت کرتے ہوئے برحق سچے قول معتبر قول کے مطابق ربیع الاول میں عرس منائیے ان کی تاریخ و سیرت کردار اقوال وغیرہ معتبر کتب معتبر تحریرات سے پڑھیے پھیلائیے اور جو شیعہ کہتے ہیں کہ سیدنا

معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو زہر دیا یہ جھوٹ ہے سب جھوٹے حوالے ہیں جھوٹ اور مکاری سے کام لیا گیا ہے اور جو یہ شیعہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ نے سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے جنازے پر تیر چلائے اور انہیں دفن نہ ہونے دیا روضہ رسول میں تو یہ بھی شیعوں کی سراسر جھوٹی بات ہے اور جو یہ شیعہ کہتے ہیں کہ سیدنا حسن نے سیدنا معاویہ سے ایسے صلح کی جیسے رسول کریم نے کفار سے صلح کی تو یہ بھی مردود اور باطل ہے۔۔۔ان تمام کے حوالہ جات اور ثبوت ہم شیعہ کتب سے لکھیں گے۔۔۔وقت نکال کر تحریر ہو سکے تو پوری پڑھیے اور پھیلایئے

\-

سوال #

علامہ صاحب شیعہ کہتے ہیں کہ سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملوث تھے اور شیعہ کہتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ناچاہتے ہوئے بیعت کی معاویہ کی مگر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت نہ کی...اور اسی طرح کی بات مرزا جہلمی نے بھی کی ہے اور استیعاب وغیرہ کتب کا حوالہ بھی دیا ہے... تفصیل ارشاد فرمائیں اور یہ بھی بتائیں کہ کئی لوگ اٹھائیس صفر کو شہادتِ سیدنا حسن کا دن مناتے ہیں تو اسکی کیا اصل ہے...؟؟اور تاریخ شہادت کونسی معتبر ہے....؟؟اور یہ جو شیعہ کہتے ہیں کہ سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے زہر دیا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے روضہ

رسول میں دفن ہونے سے روکا بلکہ تیر چلائے کیاایسی کوئی بات ہے۔۔۔ذرا تفصیلی مدلل تحریر لکھیے گا... جزاکم اللہ

.

!!.....جواب.و. تحقیق#

وُلِدَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي النِّصْفِ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت 15 رمضان میں ہوئی

.(تاریخ الطبري 2/537)

(ولد) الحسن نصف رمضان

سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت نصف رمضان یعنی 15 رمضان میں ہوئی

(التوضیح لشرح الجامع الصحیح 32/382)

.

الحسن، ولد للنصف من شهر رمضان:

سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی ولادت نصف رمضان یعنی 15 رمضان میں ہوئی

(نسب قریش ص40)

.

ذَكَرَ الزُّبَيْرُ بن بَكَّارٍ: أَنَّهُ - أَعْنِي الحَسَنَ - وُلِدَ فِي نِصْفِ رَمَضَانَ، سَنَةَ ثَلاَثٍ، وَفِي شَعْبَانَ أَصَحُّ

زبیر بن بکار کے مطابق امام حسن کی ولادت 15 رمضان میں ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ شعبان میں ہوئی اور شعبان والا قول زیادہ صحیح ہے

(سیر أعلام النبلاء - ط الرسالة 3/248)

مگر دیگر علماء نے پندرہ رمضان والے قول کو زیادہ صحیح و ثابت قرار دیا جیسے کہ امام قرطبی لکھتے ہیں

ولد الحسن في النصف من شهر رمضان سنة ثلاث من الهجرة. هذا أصحُّ ما قيل في ذلك

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت تین ہجری پندرہ رمضان میں ہوئی اور یہ صحیح ترین قول ہے

(المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم 6/295)

.

ولد الحسن بن علي بن أبي طالب في النصف من شهر رمضان سنة : ثلاث من الهجرة

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت تین ہجری پندرہ رمضان میں ہوئی

(كتاب الطبقات الكبرى- متمم الصحابة- الطبقة الخامسة1/226)اس کتاب کے حاشیہ میں ہے کہ

مثله في نسب قريش ص ٤٠. والاستيعاب: ١/ ٣٨٤. وقال: هذا أصح ما قيل في ذلك. وانظر (الإصابة: ٢/ ٦٨ ونسبه إلى ابن سعد وابن البرقي وذكر أقوالا أخرى في تاريخ ولادته ثم رجح هذه الرواية بقوله: والأول أثبت

یعنی

کتاب نسب قریش اور کتاب الاستیعاب میں یہی بات لکھی ہے اور فرمایا ہے کہ 15 رمضان والا قول ہی زیادہ صحیح ہے.. الاصابہ میں دیگر اقوال بھی لکھے مگر 15 رمضان والے کو زیادہ ثابت قرار دیا

(حاشیہ کتاب الطبقات الکبری- متمم الصحابة- الطبقة الخامسة1/226)

.##################

معتبر قول کے مطابق 5 ربیع الاول سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا دن ہے... ایصال ثواب کیجیے، مستند کتب سے انکی سیرت کا مطالعہ کیجیے پیروی کیجیے* .

مات الحسن بن علي لخمس ليال خلون من شهر ربيع الأول

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پانچ ربیع الاول میں ہوئی

(الطبقات الكبری- متمم الصحابة- الطبقة الخامسة1/354)

.

توفي الحسن في شهر ربيع الأول

سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات ربیع الاول میں ہوئی

.(أنساب الأشراف للبلاذري3/66)

وتوفي لخمس ليالٍ خلون من ربيع الأول

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پانچ ربیع الاول میں ہوئی

.(صفة الصفوة1/350)

مات الحسنُ بن علي لخمس ليالٍ خَلَوْنَ من شهر ربيعٍ الأول

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پانچ ربیع الاول میں ہوئی

.(مرآة الزمان7/133)

توفي الحسن[٥]في ربيع الأول

سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات ربیع الاول میں ہوئی

.(المنتظم في تاريخ الملوك والأمم12/26)

وماتَ لخمس ليال خلون من شهر ربيع الأول

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پانچ ربیع الاول میں ہوئی

(نسب قریش ص40).

وَتُوفِّيَ الْحسن فِي شهر ربيع الأول

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ربیع الاول میں ہوئی

(الوافي بالوفيات 12/67)

.

الْحَسَنِ)وَكَانَت وَفَاته لخمس خلون من ربيع الأول

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پانچ ربیع الاول میں ہوئی

(سمط النجوم 3/102)

.

مات الحسن بن علي لخمس ليال خلون من شهر ربيع الأول

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پانچ ربیع الاول میں ہوئی

(تاریخ دمشق 13/302).

!!......کئی شیعہ کے مطابق سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات 28 صفر ہے #

مَضَى لِلَيْلَتَيْنِ بَقِيَتَا مِنْ صَفَرٍ سَنَةَ خَمْسِينَ مِنَ اَلْهِجْرَةِ

سیدنا حسن کی وفات 28 صفر سن 50 ھجری میں ہوئی

.(شیعہ کتاب مناقب شہر آشوب 28/4)(شیعہ کتاب مسار الشیعہ شیخ مفید ص 47 نحوہ)

وَ خَرَجَ اَلْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ إِلَى اَلْمَدِينَةِ وَ أَقَامَ بِهَا عَشْرَ سِنِينَ وَ مَضَى إِلَى رَحْمَةِ اَللَّهِ تَعَالَى لِلَيْلَتَيْنِ بَقِيَتَا مِنْ صَفَرٍ سَنَةَ خَمْسِينَ مِنَ اَلْهِجْرَةِ

امام حسن مدینے کی طرف نکلے اور 10 سال وہاں رہے اور پھر 28 صفر سن 50 ھجری میں وفات پائی

(شیعہ کتاب کشف الغمۃ 1/515)

مضی صلوات اللہ علیہ للیلتین بقیتا من صفر سنۃ 50 خمسین

سیدنا حسن کی وفات 28 صفر سن 50 ھجری میں ہوئی

(شیعہ کتاب تاج المو الید شیخ طبرسی ص 26)

.

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..500..517...536...543

!!......اہم نوٹ واعتراض#

عام عوام سیدھے سادھے مسلمان لاعلمی میں اٹھائیس صفر کو یوم شہادت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ منائیں تو اتنا گلہ کیا کرنا کہ ہیں ہی کم علم تو انہیں پیار محبت دلیل ولاجک سے سمجھائیں گے کہ حق سچ کی پیروی کیجیے اور شیعہ کی مشابہت نہ کیجیے۔۔۔۔۔مگر اپنے آپ کو محقق و مفتی اعظم سمجھنے والے کہلوانے والے چمن زمان وانکے گروعرفان شاہ مشہدی وریاض شاہ وغیرہ گروپ نے بھی 28صفر کو یوم شہادت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ منایا اور اہل سنت کے مشہور قول معروف قول کو چھوڑ دیا اور شیعوں کے قول کے پیچھے اور مشابہت میں لگ لگے تو پھر اعتراض تو بنتا ہے کہ انکی دال میں کچھ کالا تو ہے کیونکہ ان لوگوں کی شیعوں سے یاری وغلامی وچاپلوسی اب ڈھکی چھپی نہیں تو ان پر اعتراض تو بنے گا...ہاں اگر کسی اہلسنت کے معتبر عالم نے اٹھائیس صفر شہادت لکھی ہو تو انکی توجیہ وتاویل کی جاءے گی کہ ان سے تسامح عجلت وغیرہ کچھ ہوا

.##################

سیدنا_حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض فضائل#

:الحدیث

إِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا

بے شک حسن وحسین دنیا کے میرے دو پھول ہیں

(ترمذی حدیث3770)

.

:الحدیث

عَانَقَهُ وَقَبَّلَهُ وَقَالَ : " اللَّهُمَّ أَحْبِبْهُ، وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ

نبی پاک ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گلے لگایا، بوسہ دیا اور فرمایا یا اللہ اِسے محبوب رکھ اور اُسے بھی محبوب رکھ جو ان سے (سچی برحق بلا مبالغہ بلا غلو) محبت رکھے

(بخاری حدیث2122)

اہلسنت ہی سچے برحق محبان اہلبیت ہیں...باقی نام نہاد محبانِ اہلبیت تو مکار غدار بے وفا تقیہ باز منافق جھوٹے غالی ہیں

.

:الحدیث

مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ، وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي

جس نے حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے (سچی برحق بلا مبالغہ بلا غلو) محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغض کیا

(ابن ماجہ حدیث143).

الحدیث:ایکم و الغلو

خبردار(محبت تعریف تنقید وغیرہ ہر معاملے میں)خود کو غلو(مبالغہ آرائی،حد سے تجاوز کرنے) سے دور رکھو(ابن ماجہ حدیث3029شیعہ کتاب منتھی المطلب2/729)

.

صنفان من أمتي لا نصيب لهما في الاسلام: الغلاة والقدرية....إياكم والغلو فينا،

غلو کرنے والے اور قدری(کافر فاجر بدمذہب ہیں انکا)دین اسلام میں کوئی حصہ نہیں....ہم اہلبیت کی تعریف میں غلو مبالغہ آرائی سے بچو(شیعہ کتاب بحارالانوار25/270ملتقطا)

.

:الحدیث

اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ

حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنھما اہل جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں

(ترمذی حدیث3768)

یعنی جو دنیا سے نوجوانی میں وفات پا گئے قیامت کے دن انکے سردار سیدنا حسن حسین ہونگے... ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ دنیا سے جو کھول عمر کی حالت میں وفات پائیں گے ان کے سردار سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنھما ہونگے...(دیکھیے ترمذی حدیث 3664)

.####################

کیا سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیدنا معاویہ نے زہر دلوایا........؟؟ رافضیوں شیعوں اور مرزا پلمبریوں کا رد.

سوال:

علامہ صاحب اس وڈیو کا جواب چاہیے...(وڈیو میں لکھا ہوا دیکھا جا سکتا ہے کہ بخاری ابوادود وغیرہ میں ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زہر دلوایا...وڈیو میں مرزا جہلمی کہتا ہے کہ الاستعاب طبقات ابن سعد انساب الاشراف اور تاریخ دمشق میں (روایات موجود ہین جن میں لکھا ہے کہ یزید اور معاویہ نے سیدنا حسن کو زہر دلوایا

.

!!.....جواب.و. تحقیق#

بخاری مسلم ابوداود وغیرہ میں تو ایسا کچھ نہیں لکھا کہ سیدنا معاویہ یا یزید پلید نے زہر دلوایا

البتہ

.مرزاپلمبر کے دیے گئے حوالہ جات مین کیا لکھاہے تحقیق پیش خدمت ہے

الاستیعاب میں کیا لکھاہے.....؟؟#

مرزاپلمبر تو کہتاہے کہ الاستیعاب میں روایات موجودہیں کہ سیدنامعاویہ نے سیدناحسن کوزہر دلوایا.....جب ہم الاستیعاب کی پوری عبارت پڑہیں تو واضح ہوتاہے کہ الاستیعاب میں یہ لکھاہے کہ

بلاسند لکھاہے کہ بعض نے کہاہے کہ امام حسن کوانکی بیوی جعدہ نے زہر دیا (1)

ایک گروہ (شیعہ وغیرہ) سے بلاسند وبلادلیل سناگیاہے کہ سیدناحسن کواسکی بیوی جعدہ نے (2) سیدنامعاویہ کی خفیہ سازش کے تحت زہر دیا

الاستیعاب میں دوسندوں کے ساتھ روایت لکھی کہ سیدناحسن سے اصرار کیاگیاکہ وہ نام (3) بتائیں جس نے زہر دیامگر سیدناحسن نے نام نہ بتایا

الاستیعاب کی اصل عربی عبارت یہ ہے

وقال قتادة وأبو بكر بن حفص: سم الحسن بن على، سمته امرأته جعدة بنت الأشعث بن قيس الكندي.

وقالت طائفة كان ذلك منها بتدسيس معاوية إليها

ذَكَرَ أَبُو زَيْدٍ عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ وَأَبُو بَكْرِ بن أبي خيثمة قالا: حدثنا موسى ابن إِسْمَاعِيلَ، قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هِلالٍ، عَنْ قَتَادَةَ، قال: دخل الحسين على الحسن، فَقَالَ: يَا أَخِي إِنِّي سُقِيتُ السُّمَّ ثَلاثَ مرار، لَمْ أُسْقَ مِثْلَ هَذِهِ الْمَرَّةِ إِنِّي لأَضَعُ كَبِدِي. فَقَالَ الْحُسَيْنُ: مَنْ سَقَاكَ يَا أَخِي؟ قَالَ: مَا سُؤَالُكَ عَنْ هَذَا؟ أَتُرِيدُ أَنْ تُقَاتِلَهُمْ، أَكِلُهُمْ إِلَى اللَّهِ

حَدَّثَنِي عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا قَاسِمٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَوْحٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ، قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ إِسْحَاقَ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، فَدَخَلَ الْمَخْرَجَ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: لَقَدْ سُقِيتُ السُّمَّ مِرَارًا وَمَا سُقِيْتُهُ مِثْلَ هَذِه الْمَرَّةِ، لَقَدْ لَفَظْتُ طَائِفَةً مِنْ كَبِدِي، فَرَأَيْتُنِي أَقْلِبُهَا بِعُودٍ مَعِي فَقَالَ لَهُ الحسين: يَا أَخِي، مَنْ سَقَاكَ؟ قَالَ: وَمَا تُرِيدُ إِلَيْهِ؟ أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: لَئِنْ كَانَ الَّذِي أَظُنُّ فاللَّه أَشَدُّ نِقْمَةً، وَلَئِنْ كَانَ غَيْرُهُ مَا أُحِبُّ أَنْ تَقْتُلَ بِي بَرِيئًا.

[الاستيعاب في معرفة الأصحاب 1/389,,390 ملتقطا]

.

گویا الاستیعاب کے مصنف بتانا چاہ رہے ہین کہ بلاسند اور سنی سنائی بات یہ ہے کہ سیدنا معاویہ کی سازش کے تحت سیدنا حسن کی بیوی جعدہ نے زہر دیا

مگر

معتبر باسند بات یہ ہے کہ سیدنا حسن نے زہر دینے والے کا نام نہ بتایا لیھذا بلاسند سنی سناءی بات نا قابل اعتبار ہے

لیکن مرزا جہلمی نے پوری عبارت پیش کر کے صحیح نتیجہ کرنے کے بجائے سنی سنائی والی بات کو معتبر روایت کہہ کر کہا کہ سیدنا معاویہ نے زہر دیا..... یہ مرزا جہلمی کی مکاری بغض معاویہ جھوٹ و بہتان نہین تو اور کیا ہے......؟؟

.

انساب الاشراف میں کیا لکھا ہے....؟؟#

انساب الاشراف میں سب سے پہلے یہ بات لکھی کہ امام حسن نے زہر دینے والے کا نام نہ بتایا اور پھر قیل کہہ کر لکھا کہ سیدنا معاویہ کی سازش کے تحت انکی بیوی نے زہر دیا....اہل علم باخوبی جانتے ہین کہ قیل ضعیف و کمزور غیر معتبر قول کے لیے کہا جاتا ہے... گویا انساب الاشراف میں سیدنا معاویہ کے کہنے پے زہر کی بات کو قیل یعنی کمزور و نا قابل قبول غیر معتبر سنی سنائی بات قرار دیا.... یہ رہی انساب الاشراف کی اصل عربی عبارت

ويقال: إنّه سمّ أربع دفعات فمات في آخرهن، وأتاه الْحُسَيْن وَهُوَ مريض فَقَالَ لَهُ: [أخبرني من سقاك السم؟ قَالَ: لتقتله؟ قَالَ: نعم.قَالَ: مَا أنا بمخبرك، إن كَانَ صاحبي الذي أظن فالله أشدّ له نقمة (ظ) وإلّا فو الله لا يقتل بي بريء-۔وقد قيل: أن مُعَاوِيَة دس إِلَى جعدة بنت الأشعث بْن قَيْس امرأة الحسن

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

.[أنساب الأشراف للبلاذري,55/3]

تاریخ دمشق میں کیا لکھا ہے......؟؟#

تاریخ دمشق لابن عساکر میں تین روایات ایک ہی موضوع پر ہیں، انہین جدا جدا امت کیجیے بلکہ مکمل تینوں روایات پڑھنے کے بعد نتیجہ اخذ کیجیے... تینوں روایات کا حاصل یہ ہے کہ واقدی کہتا ہے کہ کچھ سننے والوں سے میں نے سنا ہے کہ امام حسن کو سیدنا معاویہ نے زہر دلوایا مگر تحقیقی ....سندی بات یہ ہے کہ امام حسن کو انکی بیوی نے یزید کے کہنے پر زہر دیا تھا

.

یہ لیں اصل عربی الفاظ

فابى أن يسميه وقد سمعت بعض من يقول كان معاوية قد تلطف لبعض خدمه أن يسقيه سما

قال وأنا محمد بن سعد أنا يحيى بن حماد أنا أبو عوانة عن يعقوب عن أم موسى أن جعدة بنت الاشعت بن قيس سقت الحسن السم فاشتكى منه شكاة قال فكان يوضع تحته طست وترفع أخرى نحوا من أربعين يوما

أنبأنا أبو محمد بن الأكفاني نا عبد العزيز الكتاني أنا عبيد الله بن احمد الصيرفي اجازة أنا أبو عمر بن حيوية أنا محمد بن خلف بن المرزبان حدثني أبو عبد الله الثمامي نا محمد بن سلام الجمحي عن ابن جعدبة قال كانت جعدة بنت الأشعث بن قيس تحت الحسن بن علي فدس

إليها يزيد أن سمي حسنا أني مزوجك ففعلت فلما مات الحسن بعثت إليه جعدة تسأل يزيد الوفاء بما وعدها فقال أنا والله ولم نرضك للحسن فنرضاك لانفسنا فقال كثير وقد يروي للنجاشي (4) * يا جعد بكيه ولا تسأمي * بكاء (6) حق ليس بالباطل لن (7) تستري (5) البيت على مثله * في الناس من حاف ولا ناعل اعني الذي اسلمه أهله للزمن المستخرج الماحل كان إذا شبت له ناره * يرفعها بالنسب * (8) الماثل كيما يراها بائس مرمل * أو فرد قوم ليس بالاهل يغلي بني (9) اللحم حتى إذا * انضج لم يغل على آكل

(تاریخ دمشق لابن عساکر 13/284)

.

تاریخ دمشق میں ایسی کوئی باسند روایت نہیں کہ جس میں لکھا ہو کہ سیدنا معاویہ نے زہر دیا البتہ دو سندوں کے مطابق یزید کے کہنے پر سیدنا حسن کو انکی بیوی نے زہر دیا....امام سیوطی نے بھی اسی بات کو اپنی کتاب مین لکھا...ان دو سندوں کی حیثیت کیا ہے یہ ایک الگ بات ہے مگر سیدنا معاویہ نے زہر دلوایا ہو یہ تاریخ دمشق میں باسند موجود نہیں لیھزا یہ مرزا جہلمی پلمبریوں اور رافضیوں کا جھوٹ و بہتان اور مکاری ہے...تاریخ دمشق میں ایسی کوئی باسند صحیح روایت نہیں جس میں لکھا ہو کہ سیدنا معاویہ نے زہر دلوایا ہو...

.

طبقات ابن سعد میں کیا لکھا ہے #

طبقات کبری میں بھی سند کے ساتھ یہ بات لکھی کہ سیدنا امام حسن نے زہر دینے والے کا نام نہ بتایا...ایک سند کے ساتھ یہ بات لکھی ہے کہ بیوی جعدہ نے زہر دیا....پھر بلاسند یہ لکھا ہے کہ بعض لوگون سے سنا ہے کہ سیدنا معاویہ نے زہر دلوایا....اسکی کوئی سند بھی پیش نہ کی...سنی سنائی بات حدیث پاک کے مطابق جھوٹ و غیر معتبر کہلاتی ہے...یہ رہی الطبقات کی اصل عربی عبارت:

فلما حضرته الوفاة قال الطبيب وهو يختلف إليه: هذا رجل قد قطع السم أمعاءه. فقال الحسين: يا أبا محمد خبرني من سقاك. قال: ولم يا أخي. قال: أقتله والله قبل أن أدفنك، أو لا أقدر عليه. أو يكون بأرض أتكلف الشخوص إليه. فقال: يا أخي إنما هذه الدنيا ليال فانية دعه حتى التقى أنا وهو عند الله فأبى أن يسميه. وقد سمعت بعض من يقول: كان معاوية قد تلطف لبعض خدمه أن يسقيه سما

.(کتاب الطبقات الکبری-متمم الصحابۃ-الطبقۃ الخامسۃ1/335)

وما ينقل من أنّ معاوية دس إليهم السمّ مع زوجه جعدة بنت الأشعث فهو من أحاديث الشيعة وحاشا لمعاوية من ذلك

وہ جو کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنھم کو زہر دلوایا یہ شیعہ کی جھوٹے

.الزامات وبہتان میں سے ہیں، سیدنا معاویہ ایسے کام سے بری الذمہ ہیں(تاریخ ابن خلدون649/2)

الحدیث..ترجمہ:

انسان کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بتاتا پھرے...(مسلم جلد 1

ص8)

لیھذا رافضیوں مرزاپلمبر اور ان کے ماننے والوں کا سیدنا معاویہ کے متعلق کہنا کہ زہر دلوایا جھوٹ وبہتان ہے سنی سنائی بلاسند بات ہے...اسے پھیلانا معتبر بتانا جرم و مکاری وبہتان اور کم سے کم گمراہیت وبغض معاویہ کی نشانی ہے....اللہ کریم ہدایت دے

.

الحاصل#

کسی معتبر کتاب میں باسند صحیح ثابت نہیں کہ سیدنا معاویہ نے سیدنا حسن کو زہر دلوایا...کتب میں کوئی روایت صحیح موجود ہی نہیں کہ جس میں ہو کہ سیدنا معاویہ نے زہر دلوایا....البتہ یزید کے متعلق دو تین سندوں کے ساتھ لکھا ہے کہ اس نے زہر دلوایا، ان سندوں کا حال کیا ہے اس پر پھر کبھی بحث ہوگی فالحال اتنا ثابت کرنا بتانا مقصود تھا کہ سیدنا معاویہ نے زہر نہیں دلوایا......!!

####################

کیاسیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہانے سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلومیں دفنانے سے منع کیااور کیاسیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے جنازے پر تیر *برسائے۔۔۔۔۔؟؟

سوال:

علامہ صاحب شیعہ کی یہ تحریر دیکھیں اور اس کا جواب لکھیں تحریر میں تھا کہ سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات پر جب ان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مبارک میں دفنانا چاہا گیا تو عائشہ نے منع کر دیا بلکہ تیر تک برسائے 70 تیر سیدنا حسن کے جنازے سے نکلے۔۔۔۔ تحریر میں تین حوالے تھے نمبر ایک بھجۃ المسائل ابن عبد البر کی۔۔۔۔ نمبر دو بلاذری کی کتاب انساب الاشراف اور تیسرا حوالہ لکھا تھا تاریخ یعقوبی کا۔۔۔

۔

!!جواب۔و۔ تحقیق۔۔۔۔۔#

پہلا حوالہ کا جواب:

پہلی بات#

حوالے میں فقط اتنا لکھا ہے کہ سیدہ عائشہ نے منع کر دیا لیکن اتنی سی بات کا بھی کوئی حوالہ نہیں دیا گیا، نہ ہی اس کی کوئی سند بیان کی، بغیر سند کے اتنی بڑی بات کہ تیر برسائے قابل قبول نہیں ہو سکتی۔۔۔ بلکہ مذکورہ کتاب میں تیر چلانے والی تو بات اس میں لکھی ہی نہیں

۔

دوسری بات #

ابن عبد البر نے کتاب بھجۃ المجالس پہلے لکھی اس کے بعد الاستیعاب لکھی اور الاستیعاب میں لکھا کہ سیدہ عائشہ نے اجازت دی تھی... مروان نے منع کیا تھا لہذا ابن عبد البر کا اپنی بات سے ہٹ جانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تیر چلانے والی بات، منع کرنے والی بات غیر معتبر مردود باطل جھوٹ ہے۔۔۔ بھجۃ المجالس پہلے لکھی اس کا ثبوت یہ ہے

کہ الاستیعاب میں کئی جگہ اس کتاب کا حوالہ دیا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ بھجۃ المجالس پہلے لکھی گئی

وقد ذكرنا الأبيات بتمامها في كتاب « بهجة المجالس

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب 3/1165)

:الاستیعاب میں لکھا ہے

كنت طلبت إلى عائشة إذا مت أن تأذن لي فأدفن في بيتها مع رسول الله ﷺ، فقالت: نعم. وإني لا أدري لعلها كان ذلك منها حياء، فإذا أنا

مت فاطلب ذلك إليها فإن طلت نفسها فادفني في بيتها،وما أظن القوم إلا (١) سيمنعونك إذا أردت ذلك، فإن فعلوا فلا تراجعهم في ذلك، وادفني في بقيع الغرقد، فإن فيمن فيه (٢) أسوة.فلما مات الحسن أتى الحسين عائشة، فطلب ذلك إليها، فقالت: نعم وكرامة. فبلغ ذلك مروان، فقال مروان: كذب وكذبت، والله لا يدفن هناك أبدا، منعوا عثمان من دفنه في المقبرة، ويريدون دفن الحسن

علامہ ابن عبد البر نے لکھا کہ سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدنا حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ میں سیدنا حسن نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ سے عرض کی تھی کہ

میں جب وفات پا جاؤں تو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جو جگہ اپ سیدہ عائشہ کے لیے ہے وہاں مجھے دفن ہونے کی اجازت دیجئے تو سیدہ عائشہ نے اجازت دے دی ہے لیکن ممکن ہے دلی اجازت نہ دی ہو تو اے سیدنا حسین آپ میری وفات کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس جانا اور دوبارہ اجازت طلب کرنا اور مجھے ڈر ہے کہ کچھ لوگ تمھیں اس بات سے منع کریں گے جھگڑا کریں گے اگر ایسا ہو تو مجھے بقیع میں دفن کر دینا کہ وہاں پر بھی وہ اشخاص (صحابہ کرام اہل بیت عظام وغیرہ) مدفون ہیں کہ جن کی اسوہ حسنہ کی پیروی کی جاتی ہے

تو

جب سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات ہوئی تو سیدنا حسین رضی اللہ تعالی عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس تشریف لائے اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا بات ہے میں سیدنا حسن

رضی اللہ تعالی عنہ کو دفنانے کی اجازت طلب کی تو سیدہ عائشہ نے فرمایا میری طرف سے بالکل اجازت ہے بلکہ میرے لیے عزت و اعزاز کی بات ہے۔۔۔۔یہ بات مروان تک پہنچی تو اس نے کہا کہ سب جھوٹ ہے۔۔۔سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن نہ ہونے دیا گیا تھا تو ہم بھی سیدنا حسن کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن نہ ہونے دیں گے پھر سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی وصیت کے مطابق اپ کو بقیع میں دفن کیا گیا

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب 392،391/1 ملخصا)

.

دوسرا حوالہ بلاذری کا#

:پہلا جواب

بلازری نے یہ نہیں لکھا کہ سیدہ عائشہ نے شروع سے ہی منع کر دیا تھا بلکہ اس نے یہ لکھا کہ مروان وغیرہ نے منع کر دیا اور جھگڑا ہو گیا تو جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ میں اپنی جگہ جو دفن ہونے کے لیے رکھی ہے وہ کسی کو نہیں دیتی....باقی تیر چلانے مذمت کرنے وغیرہ کی کوئی بات بلاذری نے بھی نہیں لکھی

یہ دیکھیے بلازری کے الفاظ

فَلَمَّا رَأَتْ عَائِشَةُ السِّلاحَ وَالرِّجَالَ، وَخَافَتْ أَنْ يَعْظُمَ الشَّرُّ بَيْنَهُمْ وَتُسْفَكَ الدِّمَاءُ قَالَتْ: الْبَيْتُ بَيْتِي وَلا آذَنُ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ أَحَدٌ

یعنی

بلاذری کہتا ہے کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے دیکھا کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں اسلحہ جمع ہو گیا ہے اور انہیں خوف تھا کہ جھگڑا بہت طویل ہو جائے گا بہت بڑا فساد کھڑا ہو جائے گا خون خرابہ ہو جائے گا تو سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ وہ جگہ میری ہے تو میں اپنی جگہ کسی کو نہیں دیتی (اس طرح (جھگڑا ختم ہو گیا اور سیدنا حسن کو ان کی وصیت کے مطابق بقیع میں سیدنا حسین نے دفن کر دیا

(انساب الاشراف 61/3)

دوسرا جواب#

بلازری نے جو یہ لکھا کہ سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ میں کسی کو دفن ہونے کے لیے جگہ نہیں دیتی تو اس کا بھی کوئی حوالہ نہیں دیا اور بغیر حوالے کے ایسی بات معتبر کیسے ہو سکتی ہے

-

تیسرا جواب#

بلاذری معتبر اہل سنت مصنفین میں سے نہیں لہذا اس کی بات وہ بھی بغیر سند کے بھلا کیسے معتبر ہو سکتی ہے

،كثير الهجاء بذيء اللسان آخذا لأعراض الناس

بلاذری بہت زیادہ مذمتیں کرتا تھا۔۔۔فحش زبان تھا۔۔۔عزتوں کو پامال کرتا تھا

(معجم الادباء حموی 2/531)

.

تیسرا حوالہ تاریخ یعقوبی کا#

پہلا جواب#

تاریخ یعقوب میں اس کی کوئی سند نہیں لکھی بلکہ اس کو قیل کہہ کر لکھا یعنی کہی گئی بات ہے۔۔۔کس نے کہی ہے کوئی اتہ پتہ نہیں اور یہ سب کو پتہ ہے کہ قیل کہہ کر کمزور قول کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے لہذا سیدہ عائشہ کی طرف اسے منسوب کرنا باطل و مردود قرار پایا

۔

دوسرا جواب#

تاریخ یعقوبی میں یہ لکھا ہے کہ سیدہ عائشہ منع کرنے کے لیے روانہ ہونے والی تھی کہ قاسم بن محمد بن ابی بکر نے انہیں روک لیا تو وہ رک گئیں لہذا یہ کہنا کہ تاریخ یعقوبی میں ہے کہ سیدہ عائشہ نے ،سیدنا حسین کو روکا بالکل غلط ہوگا کیونکہ سیدہ عائشہ روکنے کے لیے گئی ہی نہیں تھیں

ثم أخرج نعشه يراد به قبر رسول الله، فركب مروان بن الحكم، وسعيد ابن العاص، فمنعا من ذلك، حتى كادت تقع فتنة.

وقيل إن عائشة ركبت بغلة شهباء، وقالت: بيتي لا آذن فيه لاحد. فأتاها القاسم بن محمد بن أبي بكر، فقال لها: يا عمة! ما غسلنا رؤوسنا من يوم الجمل الأحمر، أتريدين أن يقال يوم البغلة الشهباء؟فرجعت

تاریخ یعقوبی میں ہے کہ سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی لاش مبارک کو سیدنا حسین رضی اللہ تعالی عنہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے کے جارہے تھے کہ مروان اور ابن العاص رکاوٹ بنے یہاں تک کہ بہت بڑا فتنہ کھڑا ہونے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔کہا گیا ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا خچر مبارک پر سوار ہوئی تھی تاکہ وہ روکیں لیکن قاسم بن محمد بن ابی بکر نے عرض کی کہ کہیں بات جھگڑا فساد جنگ ہو نہ جائے جیسے کہ جمل میں ہوا تھا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ رک گئی وہیں سے واپس پلٹ گئیں

(تاریخ یعقوبی2/225)

.

تیسرا جواب#

تاریخ یعقوبی ابن واضح کی کتاب ہے اور ابن واضح کے متعلق علماء نے لکھا کہ وہ شیعہ مذہب رکھتا تھا اہل سنت کا معتبر لکھاری نہیں ہے وہ۔۔۔۔

ولما كان ابن واضح شيعي المذهب فانه أتى بأشياء

ابن واضح شیعہ مذہب رکھتا تھا اس لیے اس نے اپنی کتاب تاریخ یعقوبی میں شیعت والی باتیں لکھی ہیں (جو کہ غیر معتبر ہیں)

(معجم المطبوعات العربیۃ والمعربۃ 2/1948)

امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں

وَقد كنت طلبت إِلَى عَائِشَة رَضِي الله عَنْهَا أَن أدفن مَعَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَقَالَت نعم فَإِذا مت فأطلب ذَلِك إِلَيْهَا وَمَا أَظن الْقَوْم إِلَّا سيمنعونك فَإِن فعلوا فَلَا تراجعهم فَلَمَّا مَاتَ أَتَى الْحُسَيْن عَائِشَة رَضِي الله عَنْهَا فَقَالَت نعم وكرامة فَمَنعهُمْ مَرْوَان فَلبس الْحُسَيْن وَمن مَعَه السِّلَاح حَتَّى رده أَبُو هُرَيْرَة ثمَّ دفن بِالبَقِيعِ إِلَى جنب أمه رَضِي الله عَنْهُمَا

امام ابن حجر لکھتے ہیں کہ سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدنا حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اجازت طلب کی تھی کہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفنانے کی اجازت دیں تو انہوں نے اجازت دے دی تھی۔۔۔جب میں وفات پا جاؤں تو دوبارہ سیدہ عائشہ سے اجازت لینا۔۔۔۔مجھے خطرہ ہے کچھ لوگ تمہیں اس کام سے روکیں گے جنگ و جدال ہو گا ان سے جھگڑا و غیرہ مت کرنا۔۔۔تو جب سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ وفات

پا گئے تو سیدنا حسین رضی اللہ تعالی عنہ سیدہ عائشہ کے پاس تشریف لائے اور اجازت طلب کی دفنانے کی تو سیدنا سیدہ عائشہ نے اجازت دے دی اور فرمایا کہ یہ تو میرے لیے عزت واعزاز کی بات ہے لیکن مروان اڑے ایا اور سیدنا حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور ان کے گروہ نے اسلحہ تک اٹھالیا یہاں تک کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کو روکا پھر سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو ان کی والدہ کے قرب میں دفن کر دیا گیا

(صواعق محرقہ 2/413)

.

امام ابن حجر والی مذکورہ بات تھوڑے بہت الفاظ کے اختلاف کے ساتھ درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے

کتاب تاریخ المدینۃ لابن شبۃ 1/110

کتاب تاریخ الِاسلام۔۔۔ذہبی 4/40

کتاب تاریخ الخلفاء۔۔امام سیوطی ص 148

کتاب ذخائر العقبی۔۔۔طبری ص 142

کتاب تاریخ الخمیس 2/293

کتاب أسد الغابة۔۔۔۔ابن الاثیر2/20

##################

سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ اور سیدنا حسن حسین رضی اللہ تعالی عنہما کے مطابق سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ اجتہادی مخالف تھے مگر دشمن نہ تھے کافر ظالم وغیرہ نہ تھے*

۔

إِنَّ اِبْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَ لَعَلَّ اَللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ اَلْمُسْلِمِينَ عَظِيمَتَيْنِ

بے شک یہ (حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرا بیٹا سردار ہے اور امید ہے اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کروائے گا

(شیعہ کتاب بحار الانوار43/298 شیعہ کتاب كشف الغمة ي معرفة الأئمة1/519) ایسی.

حدیث پاک بخاری شریف میں بھی ہے

.

بأن معاوية ظالم کافر

شیعوں کے مطابق سیدنا معاویہ سے صلح کے وقت میں امام حسن نے فرمایا کہ معاویہ تو کافر و ظالم ہے...(شیعہ کتاب جواھر التاریخ-الشيخ علي الكوراني العاملي2/110)

.

مُعَاوِيَۃُ کَافِرٌ بِھِمَا

شیعوں کے مطابق معاویہ اللہ ورسول پر ایمان نہیں رکھتا، وہ کافر ہے

(شیعہ کتاب شرح الأخبار في فضائل الأئمة الأطهار 154/2)

.

رسول کریم ﷺ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکے گروہ کو مسلمان قرار دیا مگر شیعہ کافر کہتے ہیں... پہچانو کالے جعلی مسلمان شیعہ مکار بے وفا عیاش جعلی محبان اہل بیت کو

.

امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے صلح فرما کر یہ بات واضح کر دی کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ مسلمانوں کے عظیم گروہ میں سے ہیں اور اب صلح کے بعد امیر المومنین ہیں لیکن شیعہ مکار بے وفا جھوٹے ظالم جعلی محب نہ مانے اور نہ آج تک مانتے ہیں.... ان فسادی تفرقہ باز مکاروں ، جھوٹوں پے اللہ کی لعنت.

بسم الله الرحمن الرحيم، هذا ما صالح عليه الحسن بن علي بن أبي طالب معاوية

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ صلح ہے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ

(شیعہ کتاب بحار الانوار 44/65)

-

اہم ترین نوٹ #

بے شرم شیعہ ہٹ دھرمی کی انتہا کو پہنچ کر کہتے ہیں کہ سیدنا حسن نے معاویہ کو کافر سمجھ کر صلح کی جیسے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے صلح کی۔۔۔۔ شیعوں کی یہ بات بالکل جھوٹ ہے۔۔۔ بے بنیاد ہے مردود اور باطل ہے کیونکہ

۔۔۔۔۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے صلح کی مگر ان کی بیعت نہیں کی۔۔۔ کسی مسلمان نے کفار کی بیعت نہیں کی جبکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سیدنا حسن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر صحابہ کرام و دیگر مسلمانوں نے کی

۔۔۔۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار سے صلح کی مگر کفار کی اطاعت کرنے کا حکم نہ دیا جبکہ سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کی اطاعت کرنے کا حکم دیا

۔۔۔سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں شیعہ کی کتب میں یہ دوٹوک لکھا ہے کہ 3 سیدنا حسن مسلمانوں کے گروہ میں صلح کرایں گے۔۔۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ مسلمانوں اور کفار میں صلح کرایں گے بلکہ فرمایا کہ دو عظیم مسلمان گروہوں میں صلح کرائیں گے لیھذا ثابت ہوا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا گروہ مسلمانوں کا گروہ تھا۔۔۔سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ عظیم مسلمانوں میں سے تھے

۔

۔۔۔سیدنا حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے شرط رکھی کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ خلفائے 4 راشدین کی پیروی جاری رکھیں گے جبکہ کفار کے ساتھ ایسا معاہدہ نہیں ہوتا کہ اپ خلفائے راشدین کی پیروی کریں

هذا ما صالح عليه الحسن بن علي بن أبي طالب معاوية بن أبي سفيان: صالحه على أن يسلم إليه ولاية أمر المسلمين، على أن يعمل فيهم بكتاب الله وسنة رسوله صلى الله عليه وآله وسيرة الخلفاء الصالحين

،(شیعوں کے مطابق) امام حسن نے فرمایا یہ ہیں وہ شرائط جس پر میں معاویہ سے صلح کرتا ہوں شرط یہ ہے کہ معاویہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور سیرتِ نیک خلفاء کے مطابق عمل پیرا رہیں گے..(شیعہ کتاب بحار الانوار جلد 44 ص 65)

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "نیک خلفاء کی سیرت" فرمایا جبکہ اس وقت شیعہ کے مطابق فقط ایک خلیفہ برحق امام علی گذرے تھے لیکن سیدنا حسن "نیک خلفاء" جمع کا لفظ فرما رہے ہیں جسکا صاف مطلب ہے کہ سیدنا حسن کا وہی نظریہ تھا جو سچے اہلسنت کا ہے کہ سیدنا ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنھم خلفاء برحق ہیں تبھی تو سیدنا حسن نے جمع کا لفظ فرمایا...اگر شیعہ کا عقیدہ درست ہوتا تو "سیرت خلیفہ" واحد کا لفظ بولتے امام حسن....اور دوسری بات یہ بھی اہلسنت کی ثابت ہوئی کہ "قرآن و سنت" اولین ستون ہیں کہ ان پے عمل لازم ہے جبکہ شیعہ قرآن و سنت کے بجائے اکثر اپنی طرف سے اقوال گھڑ لیتے ہیں اور اہلبیت کی طرف منسوب کر دیتے ہیں...اور سیدنا معاویہ کی حکومت سنت رسول و سیرت خلفاء پر اچھی تھی ورنہ ظالمانہ ہوتی تو سیدنا حسن حسین ضرور باءیکاٹ فرماتے صلح نہ فرماتے چاہے اس لیے جان ہی کیوں نہ چلی جاتی جیسے کہ یزید سے بائیکاٹ کیا

۔

۔۔۔سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خط لکھا تو اس میں سلام علیکم تھا کفار کے لیے کوئی سلام علیکم لکھتا ہے بھلا۔۔۔۔۔؟؟

من الحسن بن علي أمير المؤمنين إلى معاوية بن أبي سفيان سلام عليكم

(شیعہ کتاب بحار الانوار مجلسی جلد44 ص39)

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

۔۔۔۔سیدنا حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات پر اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا جو کہ مسلمان کی وفات کے غم میں پڑھا جاتا ہے

۔

فنعی الولید إلیہ معاویۃ فاسترجع الحسین... سیدنا حسین کو جب سیدنا معاویہ کی وفات کی خبر دی گئ تو آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ پڑھا..(شیعہ کتاب اعلام الوری طبرسی 1/434) مسلمان کو کوئی مصیبت، دکھ ملے تو کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ (سورہ بقرہ 156)ثابت ہوا سیدنا معاویہ امام حسین کے مطابق کافر ظالم منافق دشمن برے ہر گز نہ تھے جو کہ مکار فسادی نافرمان دشمنان اسلام گستاخانِ معاویہ کے منہ پر طمانچہ ہے

۔

ان تمام نکات سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ ہر گز ہر گز کافر دشمن ظالم نہ تھے ہاں فروعی اجتہادی اختلاف تھا مگر کفر و دشمنی نہیں تھی

.

ہم جیسے اہل حق حق واضح کریں تو اسے تفرقہ بازی مت سمجھیے....یہ ناحق نفرت پھیلانا نہیں بلکہ لازم ہے کہ ایسے فسادی شیعہ نجدی خوارج چمنی اور مرزا پلمبریوں چوروں ڈاکووں مکاروں جھوٹوں کو سمجھانے کے ساتھ ساتھ مذمت بھی کی جائے تاکہ لوگ ان سے نفرت کریں اور انکو

معتبر نہ سمجھیں اور انکی نہ سنیں نہ نہ مانیں نہ مدد کریں، نہ مالی مدد کریں یا شرکتی حوصلاتی مدد کریں اور وقت اور بچے انہین نہ دے کر انکی مدد نہ کریں

.

:القرآن

فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّكۡرٰى مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ

یاد آجانے (دلائل آجانے) کے بعد تم ظالموں (بدمذہبوں گمراہوں گستاخوں مکاروں گمراہ کرنے والوں منافقوں ظالموں) کے ساتھ نہ بیٹھو (نہ میل جول کرو، نہ انکی محفل مجلس میں جاؤ، نہ کھاؤ (پیو، نہ شادی بیاہ دوستی یاری کرو، ہر طرح کا ائیکاٹ کرو

(سورہ انعام آیت68)

لیھذا مکار گستاخ غالی شیعہ رافضی نیم رافضی اور بغض وعناد و کم علم بے باک ناصبی خارجی نجدیوں اور غامدیوں سر سیدیوں نیچریوں قادیانیوں غیر مقلدوں اہلحدیثوں جہلمیوں ذکریوں بوہریوں .وغیرہ سب باطلوں سے دوری اختیار کیجیے

:الحدیث

السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ

پسند ہو نہ ہو، دل چاہے نہ چاہے ہر حال میں اہل حق مستحقین کی سنو اور مانو(اطاعت کرو جانی مالی وقتی ہر جائز تعاون کرو)بشرطیکہ معاملہ گناہ وگمراہی کا نہ ہو، گناہ وگمراہی پے نہ سنو نہ مانو(گمراہوں کو جلسوں میں بلاؤ نہ انکی بتائی ہوئی معلومات پے بھروسہ کرو نہ عمل کرو، ہر قسم کا ان (سے نہ تعاون کرو

(بخاری حدیث7144)

-

بروں باطلوں مکاروں گمراہوں بدمذہبوں تفضیلیوں رافضیوں ناصبیوں ایجنٹوں قادیانیوں نیچریوں سرسیدیوں جہلمیوں غامدیوں قادیانیوں ذکریوں بوہریوں غیر مقلدوں نام نہاد اہلحدیثوں وغیرہ سب باطلوں سے ہر طرح کا تعاون نہ کرنا، انکی تحریروں کو لائک نہ کرنا، انہیں نہ سننا، نہ پڑھنا، انہیں اپنے پروگراموں میں نہ بلانا، وقعت نہ دینا، جانی وقتی مالی تعاون نہ کرنا، مذمت کرنا مدلل کرنا ایمان کے تقاضوں میں سے ہے

:الحدیث

مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ، وَأَبْغَضَ لِلَّهِ، وَأَعْطَى لِلَّهِ، وَمَنَعَ لِلَّهِ ؛ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ

جو اللہ(اور اسلام کے حکم)کی وجہ سے محبت کرے اور(سمجھانے کے ساتھ ساتھ)اللہ(اور اسلام کے حکم)کی وجہ سے(مستحق برے ضدی فسادی بدمذہب گستاخ وغیرہ سے)بغض و نفرت

رکھے اور (مستحق واچھوں) کی امداد و مدد کرے اور (نااہل وبروں بدمذہبوں گستاخوں منافقوں ایجنٹوں) کی امداد و تعاون نہ کرے تو یہ تکمیل ایمان میں سے ہے

(ابوداود حدیث 4681)

.

:الحدیث

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أترعون عن ذكر الفاجر؟، اذكروه بما فيه يعرفه الناس

:ترجمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کیا تم فاجر (فاسق معلن منافق، بدعقیدہ، گمراہ گستاخ، کافر مرتد، خائن، دھوکے باز، بدمذہب) کو واضح کرنے سے ہچکچاتے ہو...؟ (جیساوہ ہے ویسا کہنے سے گھبراتے ہو...؟؟)

اسے ان چیزوں (ان کفر گمراہیوں گستاخیوں کرتوتوں، عیبوں اعلانیہ گناہوں، خیانتوں، منافقتوں دھوکے بازیوں) کے ساتھ واضح کرو جو اس میں ہوں تاکہ لوگ اسے پہچان لیں (اور اسکی گمراہی (خیانت منافقت بدعملی دھوکے بازی مکاری سے بچ سکیں

(شیعہ کتاب میزان الحکمۃ 3/2333 نحوہ)(طبرانی کبیر حدیث 1010)

،یہ حدیث پاک کتبِ حدیث وتفاسیر اور فقہ وتصوف کی کئ کتب میں موجود ہے... مثلا جامع صغیر ،شعب الایمان، احیاء العلوم، جامع الاحادیث، کنزالعمال، کشف الخفاء ردالمحتار، عنایہ شرح ہدایہ فتاوی رضویہ، تفسیر ثعالبی، تفسیر در منثور وغیرہ کتب میں موجود ہے

لہذا مکاروں جھوٹوں باطلوں بدمزہبوں کو مذمت کرناان کے برے نظریات لکھنابتانااور ان کارد کرنا فرقہ واریت نہیں بلکہ اسلام کا حکم ہے ہاں سمجھانے کی کوشش بھی ساتھ ساتھ ضرور ہونی چاہیے

.

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالی عنہما دونوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی بیعت کی...لہذا شیعہ کا یہ بہانہ کرنا کہ امام حسین نے بیعت نہیں کی سراسر جھوٹ ہے مکاری ہے

معاوية، وأعد لهم الخطباء فقال:يا حسن قم قبايع فقام وبايع، ثم قال للحسين عليه السلام: قم فبايع، فقام فبايع

ثالثین نے کہا کہ اے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھیے اور امام معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کیجئے تو امام حسن اٹھے اور بیعت کی اور پھر امام حسن نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے فرمایا کہ اٹھیے بیعت کیجئے تو وہ بھی اٹھے اور انہوں نے بھی سیدنا معاویہ کی بیعت کی

.(شیعہ کتاب بحار الأنوار-العلامة المجلسي 44/61)

والظاهر أن ربنا واحد ونبينا واحد، ودعوتنا في الاسلام واحدة. لا نستزيدهم في الإيمان بالله والتصديق برسوله صلى الله عليه وآله ولا يستزيدوننا. الأمر واحد إلا ما اختلفنا فيه من دم عثمان

سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں یہ بات بالکل واضح ہے ظاہر ہے کہ ان (سیدنا معاویہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم وغیرہ) کا اور ہمارا رب ایک ہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہے، انکی اور ہماری اسلامی دعوت و تبلیغ ایک ہے، ہم ان کو اللہ پر ایمان رسول کریم کی تصدیق کے معاملے میں زیادہ نہیں کرتے اور وہ ہمیں زیادہ نہیں کرتے... ہمارا سب کچھ ایک ہی تو ہے بس صرف سیدنا عثمان کے قصاص کے معاملے میں اختلاف ہے

(شیعہ کتاب نہج البلاغۃ 3/114)

ثابت ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان سیدنا معاویہ کا اسلام سیدنا علی کا اسلام اہل بیت کا اسلام صحابہ کرام کا اسلام قرآن و حدیث سب کے سب معاملات میں متفق ہی تھے، سیدنا علی و سیدنا معاویہ وغیرہ سب کے مطابق قرآن و حدیث میں کوئی کمی بیشی نہ تھی.... پھر کالے مکار بے وفا ایجنٹ غالی جھوٹے شیعوں نے الگ سے حدیثیں بنالیں، قصے بنالیے، الگ سے فقہ بنالی، کفریہ شرکیہ گمراہیہ نظریات و عمل پھیلائے، سیدنا علی و معاویہ وغیرہ صحابہ کرام و اہلبیت عظام کے اختلاف کو دشمنی منافقت کفر کا رنگ دے دیا... اناللہ وانا الیہ راجعون

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

.

سیدنا معاویہ رضی اللہ سے صلح کو اس حدیث کا مصداق ٹھہرایا صحابہ کرام اہلبیت عظام و علماء اسلاف نے.... لیھذا صحابہ کرام اہلبیت عظام علماء اسلاف کے مطابق سیدنا معاویہ اور انکا گروہ مسلمان گروہ تھا غدار منافق کافر وغیرہ نہیں تھا کیونکہ حدیث پاک میں دو مسلمان گروہ آیا ہے جبکہ دوسری طرف ایات واحادیث کے سرعام یا خفیہ کالے شیعہ جلے بھنے رافضی نیم رافضی بکتے ہیں کہ شاہت الوجوہ یعنی شاہ وہ نہیں جو سب حوالے کردے یعنی نعوذ باللہ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ شاہ نہیں جو کہ حدیث پاک کی سراسر نفی ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ میرا بیٹا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید (شاہ) ہے اور دوسرے رافضی شیعہ میہ کالے کمینے بکواس کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافر تھے، امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ چاہتے ہوئے صلح کی اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح نہ کی حالانکہ بھی حدیث پاک کے سراسر خلاف ہے کیونکہ حدیث پاک میں دو عظیم مسلمان گروہ کا لفظ آیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ سیدنا معاویہ اور انکا گروہ مسلمان تھے ایمان والے تھے کافر منافق نہ تھے.... کافر منافق پیسہ خور ایجنٹ یہ کمینے گستاخ لوگ ہیں.

:امام عالی مقام سیدنا حسن مجتبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں#

اری واللہ ان معاویة خیر لي من هؤلاء، یزعمون انهم لي شیعة ، ابتغوا قتلي وانتهبوا ثقلي، وأخذوا مالي، واللہ لئن آخذ من معاویة عهدا احقن به دمي، واومن به في اهلي، خیر من ان یقتلوني فتضیع اهل بیتي واهلي

:ترجمہ

(امام عالی مقام سیدنا حسن مجتبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) اللہ کی قسم میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جو میرے شیعہ کہلانے والے ہیں ان سے معاویہ رضی اللہ عنہ بہتر ہیں، ان شیعوں نے تو مجھے قتل کرنے کی کوشش کی، میرا ساز وسامان لوٹا، میرا مال چھین لیا، اللہ کی قسم اگر مین معاویہ سے عہد لے لوں تو میرا خون سلامت ہو جائے اور میرے اہلبیت امن میں آجاءیں، تو یہ اس سے بہتر ہے کہ شیعہ مجھے قتل کریں اور میرے اہل و اہلبیت ضائع ہو جائیں گے

(شیعہ کتاب احتجاج طبرسی جلد2 ص9)

.

اور پھر سیدنا حسن حسین رضی اللہ تعالی عنھما نے بمع رفقاء سیدنا معاویہ سے صلح وبیعت کرلی....(دیکھیے شیعہ کتاب بحار الانوار 44/65 شیعہ کتاب جواھر التاریخ-الشيخ علي الكوراني العاملي 3/81)

.

امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرو، اطاعت کرو

وإنكم قد بايعتموني أن تسالموا من سالمت وتحاربوا من حاربت، وإني قد بايعت معاوية فاسمعوا له وأطيعوا

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

:ترجمہ

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدائن کے ایک محل میں عراق وغیرہ کے بڑے بڑے لوگوں) کو جمع کیا اور) فرمایا کہ تم لوگوں نے میری بیعت کی تھی اس بات پر کہ تم صلح کرلوگے اس سے جس سے میں صلح کروں اور تم جنگ کروگے اس سے جس سے میں جنگ کروں تو بے شک میں نے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرلی ہے تو تم بھی سیدنا معاویہ کی بات سنو مانو اور اطاعت کرو

(الإصابة في تمييز الصحابة,2/65... شیعہ کتاب جواهر التاريخ-الشيخ علي الكوراني العاملي3/81)

لیکن

جب سیدنا حسن نے حدیث پاک کی بشارت مطابق سیدنا معاویہ سے صلح کی، سیدنا معاویہ کی تعریف کی، انکی بیعت کی، بیعت کرنے کا حکم دیا تو بعض شیعوں نے سیدنا حسن کو کہا: في أنہ كان أصحاب الحسن المجتبى (عليہ السلام) يقولون لہ: يامذل المؤمنين ويامسود الوجوه

ترجمہ

اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے، مومنوں کے منہ کالا کرنے والے (شیعہ کتاب مستدرک سفینہ بحار8/580)

.

:سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا

قد خذلتنا شیعتنا

:ترجمہ

بے شک ہمارے کہلانے والے شیعوں نے ہمیں رسوا کیا، دھوکہ دیا، بے وفائی کی

(مقتل ابی مخنف ص43 مطبوعہ حیدریہ نجف)

(شیعہ کتاب موسوعہ کلمات الامام الحسین ص422)

.

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ

سیدنا حسن و معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما کا اختلاف بے شک تھا مگر سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے مطابق بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بہتر و اچھے تھے، کافر گمراہ منافق وغیرہ نہ تھے

.

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بات ان لوگوں کے منہ پر زناٹے دار تھپڑ ہے جو کہتے ہیں کہ سیدنا حسن رضی اللہ نے نہ چاہتے ہوئے بیعت کی، مجبور ہو کر بیعت کی، تقیتاً بیعت کی

بلکہ

الٹا شیعوں کی مذمت ہے کیونکہ سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سے واضح ہے کہ ان کو شیعوں کی بے وفائی و منافقت کا تقریبا یقین تھا، آپ کو خوف تھا کہ شیعہ جان مال اور اہلبیت کو بھی قتل کر دیں گے.... اس لیے آپ نے اپنی جان مال اور اہلبیت کے تحفظ کے لیے سیدنا معاویہ سے صلح کی کیونکہ سیدنا حسن کا خیال تھا کہ شیعہ اہلبیت کو نقصان دیں گے مگر سیدنا معاویہ تحفظ دیں گے...... اس میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بڑی شان بیان ہے اور شیعوں کی بے وفاءی مکاری اسلام و اہلبیت سے دشمنی کا بیان ہے

.

سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوٹوک فرمایا کہ شیعوں نے ان پر حملہ کیا، مال لوٹا، ساز و سامان چھین کر لے گئے، اس سے ثابت ہوتا ہے شیعہ جعلی محب اور مکار ہیں....... محبت کا ڈھونگ رچا کر وہ دراصل اسلام دشمنی اہلبیت دشمنی نبھانے والے ہیں..... اسلام کو تباہ کرنے والے، قرآن و سنت اسلام میں شکوک و شبہات پھیلانے والے دشمن اسلام ہیں، دشمنان اسلام کے ایجنٹ ہیں....... انکی باتیں کتابیں جھوٹ و مکاریوں سے بھری پڑی ہیں........... سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی انہی بے وفا مکار کوفی شیعوں نے شہید کرایا، یہ لوگ مسلمانوں میں تفرقہ فتنہ انتشار قتل و غارت پھیلانے والے رہے ہیں... انہیں اسلام کی سربلندی کی کوئی فکر نہین بلکہ ،اسلام دشمن ہیں یہ لوگ..... انکا کلمہ الگ، اذان الگ، نماز الگ، زکاۃ کے منکر، حج سے بیزار قران میں شک کرنے والے، شک پھیلانے والے، جھوٹے عیاش چرسی موالی بے عمل بدعمل

بے وقوف و مکار دشمن اسلام دشمن اہلبیت ہیں...اسی طرح مرزا جہلمی اور نجدی اور نیم رافضی مشہدی چمنی وغیرہ بھی ایجنٹ منافق فسادی چاپلوس شہرت و پیسے کے پجاری فسادی ہیں، تحقیق کے نام پے دھوکہ گستاخیاں بے باکیاں ایجنٹیاں کرتے ہیں، اللہ کریم ان کو ہدایت دے ورنہ مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے.

:القرآن،ترجمہ

سچوں(کو پہچان کر ان)کا ساتھ دو(سورہ توبہ آیت119)

دین و دنیا کو بدنام تو جعلی منافق مکار کر رہے ہیں....عوام و خواص سب کو سمجھنا چاہیے کہ جعلی_مکار_منافق تو علماء پیر اینکر لیڈر سیاست دان جج وکیل استاد ڈاکٹر فوجی وغیرہ افراد و اشیاء# سب میں ہو سکتے ہیں، ہوتے ہیں تو

جعلی کی وجہ سے #اصلی سے نفرت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اصلی کی تلاش کرنی چاہیے اور اسکا ساتھ دینا چاہیے اور ایک دوسرے کی اصلاح کرنی چاہیے، اصلاح و جواب قبول کرنے کا دل جگرہ ہونا چاہیے، رد و مذمت مجبوری ہے تاکہ عوام ایسوں سے دور رہے ورنہ اصل مقصد تو یہ ہے کہ اللہ ہمیں اور ہماری تحریر تقریر رد و جواب سب کچھ کو ہدایت کا باعث بنائے

.



تحریر نمبر10

،مرزا جہلمی کہتاہے کہ مدرسے کے بابوں نے ظلم کیا،وہ ہمیں قران کی تفصیل بھی نہیں بتاتے ایتوں کی تعداد غلط بتاتے ہیں۔۔۔اور جہلمی ہاتھ پر تھوک لگا کر اشارہ کرتے ہوئے کہتاہے کہ اس طرح 30 پارے بنائے بنو امیہ نے۔۔۔اس کی اس بات کا بھی رد اس تحریر 10 میں پڑھیے اور پڑھیے کہ بابوں نے تفسیر اور ترجمہ کر کے کتنی خدمات قران کیں۔۔۔؟؟ اور مرزا جیلمی کہتاہے کہ شیعہ لوگ قران مجید میں کمی بیشی کے قائل نہیں تو کیا واقعی قائل نہیں تحقیق و حوالہ جات اس تحریر میں پڑھیے

مرزا جہلمی نے قرآن پاک کی توہین کر دی...؟؟ تیس پارے یا چالیس پارے...بنو امیہ....؟؟

*بابوں کی خدمات......؟؟

تمھید:

مرزا جہلمی کی ایک ویڈیو میری نظر سے گزری جس میں وہ کہتاہے کہ ان بابو نے مدرسے والوں نے ظلم کیاہے کہ قران کی ایتیں بھی صحیح طرح نہیں بتائی 6666 غلط تعداد بتائی ہے....پھر ہاتھ پے تھوک لگا کر اشارہ کرتے ہوئے کہتاہے کہ اس طرح 30 پارے بنائے گئے بنو امیہ نے بنائے مطلب بن مقصد کے بغیر لاجک کے من مانی کرتے ہوءے خواہش نفس پر چلتے ہوئے تیس پارے بنائے....اور پھر کہتاہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ شیعہ قران کے متعلق تحریف یعنی کمی

بیشی کا کہتے ہیں وہ جھوٹ کہتے ہیں شیعہ بھی کمی بیشی کا نہیں کہتے بلکہ یہی تیس پارے والا قرآن ایران میں چھپتا ہے.

!!.........جواب.و. تحقیق#

ابتداءیہ اور پانچ باتوں کے عنوان میں اپنی تحریر مکمل کرونگا تاکہ تحریر زیادہ لمبی نہ ہو جائے

!!.....ابتدائیہ#

خدا کی قسم اس غلیظ پلید گندے شخص مرزا جہلمی کے بارے میں میرے دل میں ایسے ایسے مذمتی الفاظ آرہے ہیں کہ جی چاہتا ہے جی بھر کر لکھوں مگر عوام سمجھے گی کہ جہلمی بظاہر علمی لاجک والی بات کرتا ہے اور اس کو جواب دینے کے لیے جی بھر کر مذمتیں دی جارہی ہیں.... جا مرزا جہلمی تیرے لیے مذمتی الفاظ پھر کسی دن لکھوں گا آج تجھے چھوڑا مگر لوگ جب یہ تحقیقی علمی تحریر پڑھیں گے تو جوش ایمانی سے ان شاءاللہ عزوجل وہ ایسی ایسی مذمتیں تجھے بخشیں گے کہ تو گن بھی نہیں سکے گا

ہاں

اس جہلمی نے جو یہ اشارہ کیا ہے کہ تھوک لگا کر قران کے 30 پارے کیسے گئے یہ انتہائی گھٹیا حرکت ہے اور جو اس نے جھوٹ بولا ہے کہ شیعہ قران کو کمی بیشی نہیں مانتے یہ بھی جھوٹ باندھا ہے اور پھر علماء بابوں کی مسلسل توہین کر رہا ہے

لہذا ایسے شخص کو تشریف پر 99 کوڑے مارے جائیں چھتر مارے جائیں اور پھر دوبارہ سے ایک سے گنتی شروع کی جائے اور پھر 99 پر رک جائیں اور پھر ایک سے شروع کی جائے اور پھر تلووں ...اور پیٹھ پر چھتر مارے جائیں تاکہ یہ نہ بیٹھ سکے نہ کھڑا ہو سکے نہ لیٹ سکے... عبرت کا نشان بنے ٹپکا دینا تو اسان کام ہے.... یہ عبرت ناک سزا اسے دی جائے تاکہ ائندہ لوگ قران و حاملین قرآن یعنی اچھے سچے معتبر علماء صوفیاء بابوں کے بارے میں احتیاط سے کام لیں اور احتیاط سے ادب سے اختلاف کریں ادب کے ساتھ بات بیان کریں، ادب تحقیق پر مبنی احتیاط پر مبنی الفاظ استعمال کریں.. علماء کا ادب کریں، اختلاف کریں بھی تو باادب باسلیقہ اور توجیہ تطبیق کی عادت بھی لازم.....!!

.

!!.......پہلی بات #

:الحدیث

اقْرَإِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ ". قُلْتُ : إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً. حَتَّى قَالَ : " فَاقْرَأْهُ فِي سَبْعٍ"،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قران مجید کا ختم ایک مہینے میں پورا کرلو، عرض کی یا رسول اللہ میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں یعنی جلدی ختم کر سکتا ہوں تو حضور نے فرمایا سات دن میں ختم کر لو

(بخاری حدیث5054)

.

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام نے قران مجید کو سات دنوں میں ختم پورا کرنے کے لیے سات حصوں میں تقسیم کیا گویا سات پارے بنائے لیکن

بعد میں جب عرب و عجم کے کم علم مسلمان بہت ہوئے تو قران کی صحیح قراءت و قرآن فھمی ہفتے میں مشکل ہو گئ تو مذکورہ حدیث پاک کی ہی ہدایت پر تیس دن میں ختم پورا کرنے کے لیے تیس پارے بنائے گئے.

سَأَلْتُ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : كَيْفَ يُحَزِّبُونَ ،الْقُرْآنَ ؟ قَالُوا : ثَلَاثٌ، وَخَمْسٌ، وَسَبْعٌ، وَتِسْعٌ، وَإِحْدَى عَشْرَةَ وَثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَحِزْبُ الْمُفَصَّلِ وَحْدَهُ

راوی کہتے ہیں کہ میں نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ آپ لوگ قران مجید کو کتنے حصے کرتے تھے اور کیسے کرتے تھے

انہوں نے فرمایا کہ سات حصے کرتے تھے

پہلے حصے میں تین صورتیں

دوسرے حصے میں پانچ سورتیں

تیسرے حصے میں سات سورتیں

چوتھے حصے میں نو سورتیں

پانچویں حصے میں 11 سورتیں

چھٹے حصے میں 13 سورتیں

ساتویں حصے میں باقی ساری سورتیں

(ابوداود تحت حدیث 1393 ابن ماجہ تحت حدیث 1345)

:یعنی پہلا پارہ

سورہ بقرہ، آل عمران اور نساء سورتیں

:دوسرا پارہ

مائدہ، انعام، اعراف، انفال اور سورہ توبہ

:تیسرا پارہ

یونس، ھود، یوسف، رعد، ابراہیم، حجر اور سورہ نحل

:چوتھا پارہ

سورہ بنی اسرائیل، کہف، مریم، طٰہٰ، انبیاء، حج، مومنون، نور اور سورہ فرقان

:پانچواں پارہ

سورہ شعراء، نمل، قصص، عنکبوت، روم، لقمان، الم تنزیل السجدۃ، احزاب، سبا، فاطر اور سورہ یٰسین

:چھٹواں پارہ

صافات، ص، زمر، مومن، حم سجدہ، شوریٰ، زخرف، دخان، جاثیہ، احقاف، محمد، فتح اور حجرات نامی سورتیں

:ساتواں پارہ

سورۃ (ق) سے لے کر اخر قرآن تک کی سورتیں

.@@@@@@@@@@@

⁕ تیس پارے کیسے بنے........؟؟# ⁕

لیکن جیسے جیسے اسلام پھیلتا گیا عرب و عجم کے کم علم ہر قسم کے لوگ مسلمان ہوتے رہے تو سات دن میں ختم شریف مکمل کرنا مشکل ہونے لگا.... تو بخاری شریف کی حدیث جو اوپر لکھی ہے اس سے ہی تابعین وغیرہ نے یہ اخذ کیا کہ کیوں ناں 30 دنوں میں ختم شریف مکمل کیا جائے.... 30 ... دنوں میں ختم کرنے کے لیے ان کو ضرورت تھی کہ قران مجید کو 30 پاروں میں حصہ کیا جائے دوسری طرف یہ بھی بات مد نظر تھی کہ قران مجید کو مستقل طور پر ایسی ترتیب میں دیا جائے کہ

وہ رمضان اور رمضان کے علاوہ دیگر ہر جگہ کام ائے...رمضان شریف میں معتبر قول کے مطابق رکعت 20 تراویح ہوتی ہے تو قران مجید کے ہر 20 ورقوں کو ایک پارہ شمار کیا گیا اس طرح 600 ورقوں پر قران مجید لکھا گیا

اس طرح تیس پارے بہت مشہور ہوئے کہ ہر دن ایک پارہ پڑھا جائے تراویح ہو یا ویسے تلاوت بس بیس اوراق پڑھے جائیں تو حدیث پاک پر بھی عمل ہو جائے گا کہ قران مجید کو پورے مہینے میں،30 دن میں ختم مکمل کرو

.

سن 193 ھجری کے آس پاس تیس پارے کی تقسیم ہوئی

أن تجزئة القرآن إلى ثلاثين جزءا، وهى التجزئة التى عليها مصاحفنا اليوم، تجزئة قديمة انتهت إلى أبى بكر(بن عياش).....وهذه التجزئة الأخيرة، أعنى تجزئة القرآن ثلاثين جزءا، هى التجزئة التى غلبت وعاشت، ولعل ما ساعد على غلبتها يسرها ثم ارتباطها بعدد أيام الشهر، ونحن نعلم كم تجد هذه التجزئة إقبالا عظيما فى شهر رمضان من كل عام

قران مجید جو 30 پاروں میں ہے کہ جس پر اج کے دور میں ہمارے قران مجید 30 پاروں میں تقسیم ہیں تو یہ تقسیم بہت پرانی ہے کہ جو ابو بکر بن عیاش تک پہنچتی ہے(اور ان کی وفات 193 ہجری میں ہوئی) یہ 30 پاروں میں تقسیم والی سورت بہت مشہور ہو گئی کیونکہ یہ اسان تھی کیونکہ ہر دن

ایک پارہ پڑھا جاتا تو حدیث پاک کے مطابق مہینے میں ختم شریف مکمل ہو جاتا اور یہ بھی فائدہ تھا کہ ہر سال رمضان میں بھی اس کا فائدہ ہوتا تھا(کہ ہر پارہ 20 ورق پر ہوتا تھا اور تراویح بھی بیس (رکعت ہوتی ہے تو ہر رکعت میں ایک ورق پڑھا جاتا اس طرح یہ مناسبت و آسانی بھی تھی

الموسوعة القرآنية 168/3)

.

وإذا رتب الإنسان القراءة كل شهر يقرأ كل يوم جزءا فهذا حسن فقد قال النبي صلى الله «عليه وسلم: لعبد الله بن عمرو بن العاص: «اقرأه في شهر

پارے اس طرح بنائے گئے کہ اپ ہر دن ایک پارہ پڑھیں تو پورے مہینے میں ختم شریف ہو 30 جائے گا اور اس حدیث پر عمل ہو گا کہ جو رسول کریم نے ارشاد فرمایا کہ ایک مہینے میں ختم شریف مکمل کر

(المنتقى من فتاوى الأئمة الأعلام ص 133)

.

جہلمی اور اس سے متاثر ہو کر گمراہ ہونے والے بھائیوں آنکھیں کھولو دیکھو یہ لاجک یہ آسانی #*

*یہ حدیث پے عمل.... جبکہ تھوک لگا کر کہتا ہے بس ایسے ہی تیس پارے بنائے

.

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے 20رکعت تراویح پڑھی حق چار یار کی نسبت سے چار حوالے

ملاحظہ کیجئے*.

حَدِيثُ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِالنَّاسِ عِشْرِينَ رَكْعَةً لَيْلَتَيْنِ فَلَمَّا كَانَ فِي اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ اجْتَمَعَ النَّاسُ فَلَمْ يَخْرُجْ إلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ مِنْ الْغَدِ خَشِيت أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ:

حدیث ہے کہ رسول کریم نے صحابہ کرام کو رمضان میں دو راتیں 20رکعت تراویح پڑھائی پھر تیسری رات پڑھانے نہ آئے اور فرمایا کہ مجھے خوف ہوا کہ کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے(التلخیص الجبیر حدیث540.

امام بخاری کے استاد سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث پاک روایت کرتے ہیں کہ:

حدثنا يزيد بن هارون، قال: أنا إبراهيم بن عثمان، عن الحكم، عن مقسم، عن ابن عباس، «أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يصلي في رمضان عشرين ركعة

ترجمہ:

بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں 20رکعت تراویح پڑھتے تھے

(المصنف لابن ابی شیبہ حدیث7692)

.

:امام طبرانی حدیث پاک روایت کرتے ہیں کہ

أن النبي صلى الله عليه وسلم كان «يصلي في رمضان عشرين ركعة

:ترجمہ

بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں 20 رکعت تراویح پڑھتے تھے (طبرانی اوسط حدیث 798)

.

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: " كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فِي غَيْرِ جَمَاعَةٍ بِعِشْرِينَ رَكْعَةٍ

:ترجمہ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں بغیر جماعت کے 20 رکعت تراویح پڑھتے تھے

(السنن الکبری بیھقی حدیث 4286)

.

اب ہم چند حوالے بیان کر رہے ہیں کہ خلفاء راشدین اکثر صحابہ کرام جماعت کے ساتھ 20 رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے

كان الناس يقومون في زمان عمر بن الخطاب في رمضان بثلاث وعشرين ركعة

:ترجمہ

حضرت سیدنا عمر کے زمانے میں لوگ (صحابہ کرام تابعین عظام و دیگر اہل اسلام) رمضان میں رکعت تراویح اور تین رکعت وتر جماعت سے پڑھتے تھے20

.(موطا امام مالک روایت252)

:امام بخاری کے استاد روایت لکھتے ہیں کہ

حدثنا وكيع، عن حسن بن صالح، عن عمرو بن قيس، عن ابن أبي الحسناء، «أن عليا أمر رجلا يصلي بهم في رمضان عشرين ركعة

:ترجمہ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو رمضان میں 20 رکعت تراویح پڑھائیں

(المصنف روایت 7681)

.

:امام بخاری کے استاد روایت لکھتے ہیں کہ

حدثنا وكيع، عن نافع بن عمر، قال: " كان ابن أبي مليكة يصلي بنا في رمضان عشرين ركعة:

صحابی سیدنا ابن عمر فرماتے ہیں کہ ابن ابی ملیکہ ہمیں رمضان میں 20 رکعت تراویح پڑھاتے تھے

(المصنف روایت 7683).

امام بخاری کے استاد روایت لکھتے ہیں کہ:

حدثنا حمید بن عبد الرحمن، عن حسن، عن عبد العزيز بن رفيع قال: كان أبي بن كعب يصلي بالناس في رمضان بالمدينة عشرين ركعة»

ترجمہ:

صحابی سیدنا ابی بن کعب رمضان میں مدینہ شریف میں 20 رکعت تراویح پڑھاتے تھے

(المصنف روایت 7684)

.

امام ترمذی فرماتے ہیں:

وأكثر أهل العلم على ما روي عن عمر، وعلي، وغيرهما من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم عشرين ركعة، وهو قول الثوري، وابن المبارك، والشافعي " وقال الشافعي: «وهكذا أدركت ببلدنا بمكة يصلون عشرين ركعة

:ترجمہ

سیدنا عمر، سیدنا علی رضی اللہ عنھما و دیگر صحابہ کرام علیھم الرضوان سے روایات ہیں کہ تراویح 20 رکعت ہے، یہی اکثر اہل علم کا قول ہے...یہی امام ثوری امام ابن مبارک امام شافعی کا قول ہے...امام شافعی فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں نے (نجدیوں اہلحدیثوں کے قبضے سے پہلے) مکہ میں لوگوں کو اسی طرح 20 رکعت تروایح پڑھتے پایا ہے..(ترمذی بعد الحدیث 806).

مذکورہ دلائل و حوالہ جات سے واضح ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت 20 رکعت تراویح ہے اور اسی طرح اکثر صحابہ خلفاء راشدین کی سنت بھی 20 رکعت تراویح ہے

اور

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرماتے ہوا حکم دیا کہ: فعلیکم بسنتي وسنة الخلفاء المهديين الراشدين

:ترجمہ

تم پر میری سنتیں اور میرے خلفاء راشدین مھدیین کی سنتیں لازم ہیں..(ابوداود حدیث 4608)

.@@@@@@@@@@@@@@

!!.......دوسری بات #

شیعہ کی طرف داری کرتے ہو جہلمی مرزا.....اور وہ بھی بغیر تحقیق کے....؟؟ پڑھ غور سے پڑھ

اہلسنت الزام نہیں لگاتے کہ شیعہ قرآن میں کمی کا کہتے ہیں بلکہ ثبوت و حوالہ جات سے کہتے

ہیں...یہ لے پڑھ.

كبار علماء الشيعة يقولون بأن القول بتحريف ونقصان القرآن من ضروريات مذهب الشيعة

:ترجمہ

شیعہ کے بڑے بڑے علماء نے کہا ہے کہ شیعہ مذہب کے ضروری عقائد و نظریات میں سے ہے

کہ قرآن میں تحریف ردوبدل کمی بیشی ہے (لیھذا شیعہ کے مطابق جو تحریف نہ مانے وہ کافر

.نعوذباللہ...(الانتصار342/3)

قد جاءت مستفيضة عن أئمة الهدى من آل محمد (ص)، باختلاف القرآن وما أحدثه بعض الظالمين فيه من الحذف و النقصان:

،قریب بامتواتر ہے کہ ظالموں (صحابہ کو ظالم کہہ رہا ہے) نے قرآن میں بہت کچھ حذف کیا ہے

کمی بیشی کی ہے

(اوائل المقالات ص80,الانتصار340/3)

.

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

إن القرآن الذي جاء به جبرئيل (عليه السلام) إلى محمد (صلى الله عليه وآله) سبعة عشر ألف آية

:ترجمہ

اصل قرآن جو جبرائیل لے کر آئے وہ سترہ ہزار آیات پے مشتمل تھا(موجودہ قرآن میں سات (ہزار سے کم ایات ہیں یعنی آدھے سے بھی زیادہ قرآن حذف کر دیا گیانعوذ باللہ

(الكافي2/234)

.

!!......بکواس وکفریہ بات خمینی وموجودہ شیعوں کی #

كان من الممكن إذا نص القرآن على الإمام أن يعمد أولئك الذين لا يربطهم بالإسلام والقرآن إلا الدنيا والرئاسة ويريدون أن يصلوا من خلال القرآن إلى تحقيق نواياهم السيئة ، يعمدوا إلى حذف تلك الآيات من القرآن وتحريف الكتاب السماوي وإلى الأبد ويبقى هذا العار على المسلمين إلى يوم القيامة ويصيب المسلمين ما أصاب كتاب اليهود

وكتاب النصارى

خمینی کہتاہے کہ یہ ممکن ہے کہ قرآن میں سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت کا تذکرہ ہو اور دیگر آیات ہوں لیکن ابو بکر و عمرو غیرہ نے اپنی ریاست بچانے کے لیے اپنی دنیا کے لیے ان

آیتوں کو حذف کر دیاہو،اس طرح قرآن میں تحریف ہوگئی ہو جیسا کہ یہود و نصاری کی کتب میں

تحریف ہے

.(شیعہ خمینی کی کتاب کشف الاسرار ص122)

اب یہ مت کہیے کہ ممکن کہاہے، تحریف یقیناہوئی یہ تونہین کہا..... کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ خمینی

.نے شیخ طوسی اور کلینی وغیرہ کو اپنا معتبر عالم لکھاہے(دیکھیے خمینی کی کتاب کشف الاسرار ص98

اور کلینی لکھتاہے

إن القرآن الذي جاء به جبرئيل (عليه السلام) إلى محمد (صلى الله عليه وآله) سبعة عشر ألف آية

:ترجمہ

اصل قرآن جو جبرائیل لے کر آئے وہ سترہ ہزار آیات پے مشتمل تھا(موجودہ قرآن میں سات

(ہزار سے کم ایات ہیں یعنی آدھے سے بھی زیادہ قرآن حذف کر دیا گیا نعوذ باللہ

(شیعہ کتاب الکافی2/234)

.

یہ شیعہ مکار جھوٹے عیاش انکاعقیدہ ہے کہ تقیہ کرلو یعنی جھوٹ موٹ کامان لو.... اس لیے یہ

تقیہ کرتے ہوئے موجودہ قرآن پاک چھاپتے ہیں لیکن انکے اندر یہ عقیدہ ہے کہ قرآن تقریبا

آدھے سے زیادہ قرآن صحابہ وتابعین وغیرہ نے چھپادیا حذف کر دیا اور اصل بڑا قرآن شیعوں کے امام غائب کے پاس ہے....... نعوذ باللہ.... پھر بھی جہلمی کہتا ہے کہ شیعہ قرآن میں کمی نہیں مانتے... یہ سراسر جھوٹ چاپلوسی کفر مکاری جہالت ہے.... قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ اللہ نے اٹھایا ہے، اس میں کوئی کمی بیشی نہ ہوئی، نہ ہو گی

اللہ فرماتا ہے

القرآن: اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّكۡرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ

بیشک ہم نے ہی قرآن نازل کیا ہے اور بیشک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں

(سورہ حجر آیت9)

.

لیکن شیعہ کی کفریہ عقیدہ اوپر پڑھ چکے کہ ان کے مطابق قرآن آدھے سے بھی زیادہ غائب ہے جو امام غائب کے پاس مکمل ہے

قلت قد روی في الاخبار انھم علیھم السّلام أمروا شیعتھم بقراءۃ ھذا الموجود من القرآن في الصلاۃ وغیرھا والعمل باحکامہ حتی یظھر مولانا صاحب الزمان فیرتفع ھذا القرآن من أیدي الناس إلی السماء ویخرج القرآن الذي الفہ أمیر المؤمنین علیہ السّلام فیقری ویعمل بأحکامہ

شیعہ کہتاہے کہ ہماری بہت ساری روایتوں میں ہے کہ ہمارے شیعوں کو حکم دیا گیا کہ وہ موجودہ قران کو نماز میں پڑھیں اور جو حکم ہے اس پر عمل کریں جب تک کہ امام غائب ظاہر نہ ہو جائے جب امام غائب ظاہر ہو جائے گا تو یہ قران اٹھ جائے گا اور امام غائب وہ قران مجید لائے گا جس کو امیر المومنین حضرت علی نے جمع کیا تھا تو وہی پڑھا جائے گا اور اسی پر عمل کیا جائے گا

(شیعہ کتاب انوار نعمانیہ 2/248)

@@@@@@@@@@@

!!....... تیسری بات #

جہلمی اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ یہ قران کا معجزہ ہے کہ یہ سینہ باسینہ روایت ہو کر چلتا ہوا ارہا ہے اور اج بھی قران کی تصدیق حفاظ کرام کرتے ہیں کہ ہم نے پڑھا ہے اور اس میں کوئی غلطی نہیں ہے... لیکن جہلمی پر شیطان جن چڑھ جاتا ہے اور وہ کہہ دیتا ہے کہ بابوں نے قران کی کوئی خدمت نہیں کی وغیرہ وغیرہ.... ارے جہلمی صاحب یہ حفاظ کرام مدارس سے ہی تو نکلتے ہیں ان کو بابے ہی تو حافظ بناتے ہیں یہ بابوں ہی سے تو قران مجید سینہ باسینہ چلتا ہوا ارہا ہے.... یہ بابوں کی خدمات تمھیں نظر نہیں آتیں....؟؟

.

جہلمی کہتا ہے بابوں نے کوئی خدمت قران نہیں کی، کوئی ترجمہ تفسیر نہیں لکھی، کوئی دینی خدمات نہ کیں، شعر و شاعری کر کے چلے گئے وبس

.

جہلمی صاحب اگر ترجمہ تفسیر لکھنا ہی قران مجید کی خدمت شمار ہوتا ہے اور کچھ بھی خدمات شمار نہیں ہوں گی تو بتائیے سیدنا سلمان فارسی نے قران کا ترجمہ فارسی میں کیوں نہیں کیا....؟؟ صحابہ کرام مختلف علاقوں میں گئے مختلف زبانوں والے لوگوں سے ملے انہیں اسلام کی دعوت دی لیکن ان کی زبان میں قران کا ترجمہ نہیں کیا تفسیر نہیں لکھی کیا تمہاری نظر میں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے دین کی کوئی خدمت نہیں کی وہ بھی نعوذ باللہ بے کار گندے بابے شمار ہونگے تمھاری گندی کھوپڑی میں.....؟؟

.

ارے جہلمی صاحب کچھ عقل سے کام لیں.... علم تو بہت کو مل جاتا ہے لیکن حکمت و دانائی ادب خوش نصیبوں کو ملتا ہے

.

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ نے فارسی میں ترجمہ قران اگرچہ نہیں کیا لیکن اپنی قوم کو زبانی کلامی قران کے احکامات بتائے سمجھائے سکھائے عمل کرایا، اسی طرح صحابہ کرام نے دیگر زبان والوں کے ساتھ عمل جاری رکھا

.

پھر علماء بابوں نے صوفیاء بابوں نے ترجمے کیے تفسیریں لکھیں حدیث جمع کیں اور شروحات لکھیں...بہت کام ہوا مگر اسکو نافذ کرانے اور قرآن و حدیث کے احکامات پر عمل کرانے میں کوئی خاص گروہ نہیں تھا تو صوفیاء کرام علماء کرام نے بابوں نے یہ ذمہ داری اٹھائی کہ قران و حدیث کے مفاہیم کو لوگوں تک پہنچایا اور انہیں عمل کی دعوت دی ان پر انہیں عمل کرایا، اور قرآن و حدیث سے اخذ کر کے تصوف و فقہ کی کتابیں لکھیں اور لوگوں کو عالم عابد زاہد بنایا....یہ قرآن و حدیث کی خدمت ہی تو تھی کہ فقہ و تصوف کا ماخذ قرآن و حدیث اقوالِ صحابہ و اہلبیت ہی تو تھا

.

اور صحاح ستہ کی حدیث میں ہے کہ سیدنا حسان بن ثابت کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ممبر بچھواتے تھے اور وہ شعر و شاعری کرتے تھے اسلام کی خاطر رسول کریم کی خاطر صحابہ کرام اور مسلمین کی خاطر.....اس سنت پر عمل کر کے صوفیاء نے تعمیری و اصلاحی شعر و شاعری کی اور

حمد ونعت لکھیں.... یہ برا کام کیسے ہو گیا....؟؟ ہاں صوفیاء کرام کی طرف جھوٹے اشعار ورسائل منسوب ہیں تو وہ معتبر نہیں، انکی وجہ سے بابوں پر صوفیاء کرام علماء عظام پر کوئی حرف نہیں آتا

.

ایک بھائی کی تحریر پڑھیے کہ ترجمہ تفسیر میں بھی ہمارے بابوں کے کام کی ایک جھلک ملاحظہ کیجیے:.

برصغیر کے علمائے اہل سنت کے تراجم قرآن اور تفاسیر قرآن

تراجم قرآن

اشرف البیان (فارسی): مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی ثم کچھو چھوی علیہ الرحمہ ●

ا۔ اردو ترجمہ: مولانا سید محمد ممتاز اشرفی حفظہ اللہ

فتح الرحمن (فارسی): امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نقش بندی علیہ الرحمہ ●

ا۔ اردو ترجمہ: مفتی مظہر اللہ دہلوی نقش بندی علیہ الرحمہ

راز معرفت علی ترجمۂ قرآن شریف (فارسی): علامہ لطف اللہ مخدوم نوح علیہ الرحمہ ●

تفسیر فاضلین (سندھی): مولانا سید محمد فاضل شاہ کاظمی علیہ الرحمہ ●

ترجمۃ القرآن (اردو): علامہ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی علیہ الرحمہ ●

موضح قرآن (اردو): علامہ شاہ عبد القادر محدث دہلوی علیہ الرحمہ ●

کنزالایمان (اردو): امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ ●

ا۔اس کا انگریزی، سندھی، ہندی، کریول، گجراتی، بنگلہ، پشتو، ڈچ، ترکی، سرائیکی، چترالی زبانوں میں ترجمہ ہوچکا ہے۔

تفسیر حقانی (اردو): علامہ عبد الحق حقانی دہلوی علیہ الرحمہ ●

معارف القرآن: علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ ●

البیان: علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ ●

انوار الفرقان (اردو): علامہ عبد الحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ ●

جمال القرآن (اردو): علامہ پیر کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ ●

فیض القرآن (اردو): علامہ فیض احمد اویسی محدث بہاول پوری علیہ الرحمہ ●

فیوض القرآن (اردو): ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی علیہ الرحمہ ●

نور القرآن (اردو): علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ ●

نور الفرقان (اردو): علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ ●

عمدۃ البیان (اردو): مفتی غلام سرور قادری علیہ الرحمہ ●

کنزالعرفان (اردو): مفتی محمد قاسم عطاری حفظہ اللہ ●

تنویر القرآن (اردو): مولانا کیف الحسن قادری حفظہ اللہ ●

* تفاسیر قرآن *

*** اردو ***

تفسیر رؤفی: حضرت شاہ رؤف احمد رافت مجددی علیہ الرحمہ ●

موضح قرآن: علامہ شاہ عبد القادر محدث دہلوی علیہ الرحمہ ●

تفسیر حقانی: علامہ عبد الحق حقانی دہلوی علیہ الرحمہ ●

تفسیر سورۂ الم نشرح: مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی علیہ الرحمہ ●

خزائن العرفان: علامہ سید نعیم الدین مفسر مرادآبادی علیہ الرحمہ ●

نعیم البیان فی تفسیر القرآن: مفتی غلام معین الدین نعیمی علیہ الرحمہ ●

تفسیر اشرفی: علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی علیہ الرحمہ + علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ ●

نور العرفان: مفتی احمد یار خان نعیمی محدث بدایونی علیہ الرحمہ ●

تفسیر نعیمی: مفتی احمد یار خان نعیمی محدث بدایونی علیہ الرحمہ + مفتی اقتدار احمد خان نعیمی علیہ الرحمہ ●

تبیان القرآن: علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ ●

تفسیر تبیان الفرقان: علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ ●

تفسیر اویسی: علامہ فیض احمد اویسی محدث بہاول پوری علیہ الرحمہ ●

فیض الرسول فی اسباب النزول: علامہ فیض احمد اویسی محدث بہاول پوری علیہ الرحمہ ●

تفسیر بالرائے: علامہ فیض احمد اویسی محدث بہاول پوری علیہ الرحمہ ●

تفہیم القرآن: علامہ غلام رسول رضوی محدث امرت سری علیہ الرحمہ ●

تفسیر رضوی: مولانا حشمت علی رضوی بریلوی علیہ الرحمہ ●

احکام القرآن: مفتی جلال الدین احمد قادری علیہ الرحمہ ●

تفسیر فاضلی: حضرت فضل شاہ قطب عالم علیہ الرحمہ ●

التبیان: علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ ●

ضیاء القرآن: علامہ پیر کرم شاہ ازہری علیہ الرحمہ ●

جمال الایمان: علامہ سید محمد ذاکر شاہ علیہ الرحمہ ●

تفسیر نور القرآن: علامہ ابو النصر منظور احمد شاہ علیہ الرحمہ●

نجوم الفرقان: علامہ عبد الرزاق بھترالوی علیہ الرحمہ●

فیوض القرآن: ڈاکٹر سید حامد حسن بلگرامی علیہ الرحمہ●

تفسیر مظہر القرآن: مفتی مظہر اللہ دہلوی نقش بندی علیہ الرحمہ●

تفسیر ریاض القرآن: مفتی ابو النصر محمد ریاض الدین قادری چشتی نقش بندی سہروردی علیہ الرحمہ●

تفسیر ریاض العرفان: مفتی ابو النصر محمد ریاض الدین قادری چشتی نقش بندی سہروردی علیہ الرحمہ●

تفسیر قرآن مجید: مولانا سلامت اللہ اعظمی ثم رام پوری علیہ الرحمہ●

تفسیر صدیقی: مولانا عبد القدیر صدیقی قادری حیدر آبادی علیہ الرحمہ●

تفسیر میزان الادیان: سید دیدار علی شاہ محدث الوری علیہ الرحمہ●

تفسیر خلیقی: مفتی محمد یار خلیق فاروقی علیہ الرحمہ●

تفسیر الحسنات: علامہ سید ابو الحسنات قادری علیہ الرحمہ●

تنویر القرآن: مفتی اعجاز ولی خان رضوی بریلوی علیہ الرحمہ●

تفسیر قرآن مجید: مولانا قاری احمد پیلی بھیتی علیہ الرحمہ●

خلاصۃ التفاسیر: مفتی محمد خلیل خان برکاتی محدث علی گڑھی علیہ الرحمہ●

تفسیر قرآن مجید: میاں عبد الرشید شہید علیہ الرحمہ●

تفسیر حقانی: حضرت سید شاہ حقانی مارہروی علیہ الرحمہ●

کشف القلوب المعروف بہ تفسیر قادری: مولانا سید محمد عمر حسینی قادری علیہ الرحمہ●

تفسیر تنزیل: سید بابا قادری حیدر آبادی علیہ الرحمہ●

التبیان: علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ●

تفسیر ازہری: علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی ازہری علیہ الرحمہ

سورۂ فاتحہ اور سورۂ والضحیٰ تا سورۂ الناس کی تفسیر: علامہ سید تراب الحق قادری فاروقی علیہ الرحمہ●

تفسیر طیبات بینات: بی بی رقیہ بنت عبد الحق خیر آبادی علیہا الرحمہ●

تفسیر رقیہ: سیدہ رقیہ محمود کاظمیہ قادریہ علیہا الرحمہ●

برھان القرآن: علامہ محمد قاری طیب نقش بندی حفظہ اللہ●

تفسیر اظہار العرفان: مولانا سید محمد ممتاز اشرفی حفظہ اللہ●

امداد الکرم: علامہ محمد امداد حسین پیر زادہ حفظہ اللہ ●

تفسیر کشف الاسرار بفضل النبی المختار: مفتی محمد مختار احمد دُرّانی محدث خان پوری حفظہ اللہ ●

ترجمہ افضلیہ و تفسیرات افضلیہ: پیر محمد افضل قادری حفظہ اللہ ●

صراط الجنان: مفتی محمد قاسم عطاری حفظہ اللہ ●

تفسیر ناموس رسالت: مفتی ضیاء احمد قادری نقش بندی حفظہ اللہ ●

تفسیر ناموس صحابہ: مفتی ضیاء احمد قادری نقش بندی حفظہ اللہ ●

عربی

تفسیر غرائب القرآن: شیخ نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری علیہ الرحمہ ●

تبصیر الرحمن: شیخ علاء الدین علی بن احمد مہائمی شافعی علیہ الرحمہ ●

قرآن القرآن: حضرت شاہ کلیم اللہ شاہ جہاں آبادی علیہ الرحمہ ●

السلسبیل فی تفسیر التنزیل: علامہ عبد العزیز پرہاروی علیہ الرحمہ ●

تفسیر قرآن: مفتی محمد باقر لاہوری علیہ الرحمہ ●

تفسیر انوری: شیخ حاجی عبد الوہاب بخاری علیہ الرحمہ ●

کاشف الحقائق و قاموس الد قائق: مولانا شیخ احمد بن محمد تھانسیری علیہ الرحمہ ●

تفسیر عزیزی: مولانا قاضی عزیز اللہ ٹیاروی علیہ الرحمہ ●

تفسیرات احمدیہ: ملا احمد جیون امیٹھوی علیہ الرحمہ ●

لغات القرآن: خواجہ محمد حسن جان فاروقی مجددی علیہ الرحمہ ●

تفسیر ملتقط: سید محمد بن یوسف حسینی گیسو دراز علیہ الرحمہ ●

انوار الاسرار فی حقائق القرآن: شیخ عیسیٰ بن قاسم سندھی علیہ الرحمہ ●

تفسیر محمدی: شیخ محمد حسن چشتی احمد آبادی علیہ الرحمہ ●

تفسیر مظہری: قاضی ثناء اللہ عثمانی پانی پتی علیہ الرحمہ ●

منبع عیون المعانی: شیخ مبارک بن خضر ناگوری علیہ الرحمہ ●

زبدۃ التفاسیر: شیخ معین الدین بن خواجہ محمود نقش بندی کشمیری علیہ الرحمہ ●

زبدۃ التفاسیر للقدماء المشاہیر: شیخ الاسلام بن قاضی عبد الوہاب گجراتی علیہ الرحمہ ●

ثواقب التنزیل: شیخ علی اصغر بن شیخ عبد الصمد قنوجی علیہ الرحمہ ●

فضل المنان: علامہ فیض احمد اویسی محدث بہاول پوری علیہ الرحمہ ●

امداد الکرم: علامہ محمد امداد حسین پیر زادہ حفظہ اللہ ●

فارسی

تفسیر مفیض المحبت و مورث المعرفت: میر عبد الواحد بلگرامی علیہ الرحمہ●

تفسیر بحر مواج: قاضی شہاب الدین دولت آبادی علیہ الرحمہ●

تفسیر امینی: شیخ محمد امین صدیقی علیہ الرحمہ●

تفسیر عزیزی: علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ●

معدن الجواہر: ملاولی اللہ ابن ملا حبیب اللہ فرنگی محلی علیہ الرحمہ●

مواہب الرحمن: مولانا غلام محمد اسلمی شافعی مدراسی علیہ الرحمہ●

تفسیر صدیقی: حضرت خواجہ غلام صدیق شہداد کوٹی علیہ الرحمہ●

معالمات الاسرار فی مکاشفات القرآن: مولانا حکیم سید محمد حسن صاحب امروہوی علیہ الرحمہ●

سندھی

تسہیل القرآن: علامہ مخدوم اللہ بخش عباسی علیہ الرحمہ●

تفسیر فاضلین: مولانا سید محمد فاضل شاہ کاظمی علیہ الرحمہ●

خزائن العرفان: الحاج رحیم بخش قمر لاکھو علیہ الرحمہ ●

تفسیر جلالی: مولانا سید محمد ناصر جلالی علیہ الرحمہ ●

تفسیر متعلوی: حضرت عزیز اللہ متعلوی علیہ الرحمہ ●

*** منظوم تفاسیر ***

تفسیر نبوی (پنجابی): مولانا نبی بخش حلوائی علیہ الرحمہ ●

تنویر القرآن (اردو): مولانا کیف الحسن قادری حفظہ اللہ ●

*** دیگر ***

:ا۔ شیخ غلام نقشبند گھوسوی ثم لکھنوی علیہ الرحمہ

تفسیر انوار القرآن، ● تفسیر سورۂ اعراف، ● تفسیر سورۂ مریم، ● تفسیر سورۂ طٰہٰ، ● تفسیر سورۂ یوسف، ● تفسیر سورۂ رحمن، ● تفسیر سورۂ عم، ● تفسیر سورۂ کوثر، ● تفسیر سورۂ اخلاص

:ب۔ علامہ حبیب اللہ نعمانی علیہ الرحمہ

حبیب التفاسیر المعروف بہ تفسیر نعمانی، ● تفسر سورۂ والضحیٰ، ● تفسیر سورۂ یٰسین، ● تفسیر ● سورۂ فاتحہ، ● تفسیر ہفت سورہ

:ت۔ مولانا محمد عبید اللہ النہر کاریزی حفظہ اللہ

نقیب التفاسیر (۱۴ جلدیں، مطبوعہ، پشتو)، ● تفسیر الا عظمین (۴ جلدیں، مطبوعہ)، ● تفسیر ● نقیبی (۲ جلدیں)، ● تفسیر سورۃ الفاتحہ، ● نور التفاسیر، ● نور الایمان من ضیاء القرآن، ● السند العظیم للقرآن الکریم، ● احکام الرحمن

.مرتب: محمد سلیم انصاری ادروی (اقرأ لائبریری ادری، مئو

@@@@@@@@@@@@

!!.......چوتھی بات #

تم جو کہہ رہے ہو کہ ایک آیت ایک پارے میں اور باقی سورت اگلے بارے میں تو یہ حسن خراب ....ہو گیا حسن خراب کر دیا اگر اسے ایک ایت کو اگے لکھ دیتے تو کیا ہی اچھی بات ہوتی

.

جواب:

جہلمی صاحب اگر اس ایک ایت کو اگے لکھ دیتے تو پیچھے والے قران مجید کے صفحے پر خالی جگہ رہ جاتی تو نعوذ باللہ کسی کو شک ہو سکتا تھا کہ یہاں پر کوئی ایت محذوف ہے یا لکھی ہوئی نہیں ہے یا کوئی کاتب سے غلطی ہو گئی ہے کچھ رہ گیا ہے نو نعوذ باللہ طرح طرح کے وسوسے پیدا ہوتے تو اسکا تدارک کرنے کے لیے یہ گوارا کیا گیا کہ ایک آیت بے شک پیچھے آ جائے مگر شکوک شبہات کا دروازہ نہ کھلے.... مگر تمھاری کھوپڑی ہے ہی گند سے بھری تو اچھے اقدام بھی تمھیں خراب نظر آ رہے ہیں، سچ کہتے ہیں کہ:

دِیدۂِ کور کو کیا آئے نظر...؟؟ کیا دیکھے...؟؟

@@@@@@@@@@@@@@

⁎!!.....پانچویں بات #⁎

قران مجید کی ایات مبارکہ کی تعداد 6666 کسی معتبر اہل سنت عالم نے اپنی کتاب میں نہیں لکھی اور نہ ہی بتائی یہ تو سرکاری طور پر پتہ نہیں کیسے مشہور کر دی گئی اور تم اسے تھوپ رہے ہو میں اہل سنت پر حالانکہ علما اہل سنت نے ایک ایک سورۃ کے متعلق بتا دیا کہ اس میں اتنی ایتیں ہیں اور کیا بتائیں اپ کو......؟؟ علماء اہل سنت سے تمہارا بغض جھلک رہا ہے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

.

علماء سے فروعیات ظنیات میں اختلاف مدلل باادب ہو کر کیا جا سکتا ہے مگر علماء کی توہین تمسخر مذاق اڑانے والے اپنے ایمان کی خبر لیں

:القرآن

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ

اے ایمان والو ایک دوسرے پے مت ہنسو(ایک دوسرے سے دل دکھانے والا مزاح نہ کرو،ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑاو)

(سورہ الحجرات آیت 11)

جب عام مسلمان کی اتنی شان ہے کہ اسکا تمسخر و مذاق اڑنا جرم و ممنوع ہے تو بر حق علماء و اولیاء اسلاف کا مذاق اڑانا کتنا بڑا گھٹیا پن ہو گا....؟؟

.

:الحدیث

بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ ؛ دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ

کسی کے شریر فسادی وبدترین ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون حرام ہے مال حرام ہے عزت حرام ہے (یعنی عزت کرنا لازم ہے، بے عزتی، مذاق و تمسخر اڑانا حرام ہے)

(مسلم حدیث 6541)

.

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلى اللَّهُ عَلَيه وسَلم قَالَ: لَيسَ مِن أُمَّتِي مَن لَم يُجِلَّ كَبِيرَنا، ويَرحَم صَغِيرَنا، ويَعرَف لِعالِمِنا

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ میری امت میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے اور چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے علماء کا حق نہ جانے، ادب نہ کرے

(بخاری فی التاریخ الکبیر حدیث 3267)

(المستدرک حاکم حدیث نمبر 421 نحوہ)

.

ثلاثةٌ لَا يَسْتَخِفُّ بِحَقِّهِمْ إِلَّا مُنافِقٌ: ذُو الشِّيْبَةِ فِي الاسْلَامِ وذُو العِلْمِ وإمامٌ مُقْسِطٌ

تین لوگوں کی توہین اور بے عزتی گستاخی تمسخر بے ادبی منافق ہی کرے گا... ایک وہ کہ جسے اسلام میں سفیدی پڑ گئ ہو، دوسرا وہ جو علم والا ہو اور تیسرا عادل بادشاہ(یعنی ان تینوں کی بے ادبی (توہین کرنا اور حقوق نہ جاننا یہ منافقت کی نشانی ہے

.جامع صغیر حدیث6347)

،سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «اغْدُ عَالِمًا، أَوْ مُتَعَلِّمًا أَوْ مُسْتَمِعًا، أَوْ مُحِبًّا، وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَةَ فَتَهْلِكَ

راوی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ یاتو عالم ہو جایا پھر طالب علم، علم کا طلب گار ہو جایا پھر علم سننے والا ہو جایا پھر علماء سے محبت کرنے والا ہو جا اور پانچواں شخص مت بننا کہ ہلاک ہو جاؤ گے

(طبرانی اوسط حدیث 5171)

.

تحریر:العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیرؔ

old whatsap nmbr

03468392475

00923468392475

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459.. 500..517...536...543

New active whatsapp nmbr

03062524574

00923062524574

تحریر نمبر 11

مرزا جیلمی کہتا ہے کہ قادیانی فرقہ اہل کتاب ہیں، اس کی اس بات کا بھی علمی رد ملاحظہ کیجئے اس تحریر 11 میں

..!!............مرزا جہلمی کا لزوم کفر

:پلمبر مرزا جہلمی بدعتی جہالت و ایجنٹی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بکتا ہے، جسکا خلاصہ یہ ہے کہ

قادیانی مرتد نہیں مسلمان اہل کتاب کفریہ فرقہ ہیں بلکہ اہل کتاب سے بہتر ہیں کہ اہل کتاب نبی کریم اور قرآن کو نہیں مانتے جبکہ قادیانی نبی کریم اور قرآن کو مانتے ہیں

لیھذا قادیانیوں کو اہل کتاب والی مراعات و تحفظات و حقوق دیے جائیں بلکہ اہل کتاب سے بڑھ دیے جائیں

.

:جواب

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

شرعا کچھ قادیانی مرتد، کچھ فتنہ فسادی، کچھ زندیق و گستاخ ہیں اہل کتاب یا فرقہ نہیں فتنہ فساد ہیں...اہل کتاب سے بدتر ہیں کہ اہل کتاب کے حقوق ہیں جبکہ قادیانیوں کے کوئی حقوق و تحفظ نہیں ان کو سمجھانا لازم.... سمجھ کر مسلمان ہو جائیں تو ٹھیک ورنہ ان قادیانی ضدی فسادی فتنہ کو مٹانا(حسب طاقت)واجب ورنہ ہر قسم کا بائیکاٹ و پابندیاں لازم.

پلمبر مرزا نے یہاں نئ قسم نکال لی یعنی مسلمان کفریہ اہل کتاب..........جو آج تک نہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی نہ صحابہ تابعین نے، نہ ائمہ علماء اسلاف نے، نہ فقہ میں یہ قسم موجود نہ علم الکلام میں اس کا اتہ پتہ

.

مرزا یہاں "زندیق...گستاخ...فتنہ" تین کیٹا گریز کو بھلا بیٹھا یہ تین اقسام قران حدیث سنت صحابہ تابعین علماء اسلاف کتب فقہ و عقائد میں مذکور ہیں....اور قادیانی مرتد ہیں یا انہی تین اقسام میں سے ایک.......!!

.

فتنہ خوارج کو صحابہ کرام علیھم الرضوان نے مسلمان اہل کتاب کفریہ فرقہ کہہ کر تحفظات نہ دیے بلکہ تمام روئے زمین کے انسانوں سے بدتر کہا حالانکہ خوارج رسول کریم کو آخری نبی مانتے تھے قرآن مانتے تھے بہت قرآن پڑھتے تھے اچھی باتیں کرتے تھے نماز روزہ میں بظاہر مسلمانوں

سے بھی زیادہ پابند تھے اس کے باوجود فتنہ ہونے کی وجہ سے اہل کتاب مشرکوں وغیرہ سب مخلوق سے انکو بدتر کہا صحابہ کرام نے.... صحابہ کرام نے انہیں سمجھایا جو نہ سمجھے انہیں مٹایا

.

هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ

وہ تمام مخلوق سے بدترین لوگ ہیں"

(مسلم روایت 1067)

.اَلْاَجْرُ الْعَظِيمُ لِمَنْ قَتَلَهُمْ

(مسلم، کتاب الزکاۃ، رقم:1066)

"ان کے قتل کرنے والے کو اجرِ عظیم ملے گا۔"

.خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلُوهُ

(ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، رقم:3000)

"وہ شخص بہترین مقتول (شہید) ہو گا جسے وہ قتل کر دیں گے۔"

.شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ اَدِيمِ السَّمَاءِ

(ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، رقم:3000)

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

"وہ (فتنہ خوارج) آسمان کے نیچے بدترین مقتول ہوں گے۔"

.اِنَّھُم کِلَابُ النَّارِ

(ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، رقم:3000)

یہ (فتنہ خوارج) جہنم کے کتے ہیں"

.

انکے اعتراضات خدشات کا جواب دیا جائے گا، خوب سمجھایا جائے گا، ممکن ہو تو محاصرہ وقید کیا جائے گا اور محاصرہ وقید میں سمجھایا جائے گا....... سمجھ جائیں تو ٹھیک ورنہ جنگ کی جائے گی اگر جنگ میں عظیم فتنہ ہو تو اصلاح کی کوشش کے ساتھ ساتھ مختلف قسم کے بائیکاٹ کیے جائیں گے.... صحابہ کرام اہلبیت نے فرقہ خوارج کے ساتھ ایسا ہی کیا، انہیں سمجھایا اعتراضات خدشات دلائل سے رد کیے، کئ خوارج مسلمان ہوگئے باقی ضدی فسادی خوارج سے جہاد کیا اگر جہاد میں عظیم فتنہ ہو تو مختلف قسم کے بائیکاٹ پابندیاں لگانا لازم (دیکھیے السنن الکبری للنسائی حدیث

(بہار شریعت حصہ 9 ص457 وغیرہ 5822

.

،فأرسل إليهم عبد الله بن عباس فخاصمهم وحاجهم فرجع منهم كثير وثبت آخرون على رأيهم، وساروا إلى نهروان، فسار إليهم علي - رضي الله عنه - فقاتلهم بالنهراون:

فتنہ خوارج ظاہر ہوا تو حضرت علی نے سیدنا ابن عباس کو انکی طرف بھیجا تا کہ انکو سمجھائیں (خدشات اعتراضات کے قرآن و سنت سے جواب دیں) سیدنا ابن عباس نے ان سے مناظرہ کیا اور مناظرہ جیت گئے تو کئی خوارج واپس مسلمان ہو گئے اور باقی خوارج ڈٹے رہے اور نہروان کی طرف بھاگ گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکا پیچھا کیا اور انہیں قتل کیا

(البنایۃ ملتقطا3/280).

زندیق کے متعلق کتب اسلاف بھری پڑی ہیں...چند حوالوں پے اکتفاء کرتا ہوں

أن محمد بن أبي بكر كتب إلى علي رضي الله عنه يسأله عن زنادقة مسلمين، قال علي رضي الله عنه: " أما الزنادقة فيعرضون على الإسلام، فإن أسلموا وإلا قتلوا

ترجمہ:

سیدنا محمد بن ابو بکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہما کو خط لکھا اور زندیق کا حکم پوچھا تو سیدنا علی نے فرمایا

زندیقوں پر اسلام پیش کرو(ان کے اعتراضات خدشات کاجواب دو سمجھاو)اگر سچے مسلمان ہوجائں تو تھیک ورنہ قتل کردیے جائیں

(السنن الکبری للبیھقی روایت 16853)

.

فھو زندیق، ویستتاب فإن تاب وإلا قتل

وہ(بظاہر کلمہ گو مسلمان مگر حقیقتاشرعا)زندیق ہے اسے(سمجھاکر، خدشات اعتراضات دور کرکے)توبہ کرنے کاکہاجائے گا،توبہ کرلے توٹھیک ورنہ قتل کیاجائے گا

.(خلق افعال العباد بخاری 1/30)

،فهو زنديق كافر يستتاب، فإن تاب وإلا ضربت عنقه، ولا يصلى عليه ولا يدفن في مقابر المسلمين

:ترجمہ

پس وہ زندیق کافر ہے اگر توبہ کرکے واپس مسلمان ہوجائے توٹھیک ورنہ قتل کیاجائے گا اسکاجنازہ نہ پڑھاجاءے گااور مسلمانوں کے قبرستان میں نہ دفنایاجائے گا

(مسند السراج جلد1ص6)

.

الزنديق، وهو من يظهر الإسلام ويخفي الكفر، ويعلم ذلك بأن يقر أو يطلع منه على كفر

:ترجمہ

زندیق وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے مگر دل میں کفریہ عقیدہ رکھتا ہے... دل میں کفریہ عقیدہ ہے اسکا پتہ ایسے چلے گا کہ وہ کفریہ عقیدے کا اقرار کرلے یا اس پر کوئی کسی طریقے (دلائل و شواہد) سے مطلع ہو اجائے

(مرقاۃ شرح مشکاۃ 1/81)

.

لیھذا مرزا جہلمی خود ایک فتنہ ہے اسے علماء سمجھا رہے ہیں... سمجھانے کے لیے تیار ہیں... حکومت و زمہ داران اس کو مباحثے کے لیے راضی کریں ورنہ فتنہ فسادی جو سمجھانے کے باوجود ڈٹا رہے اسکا علاج اوپر مذکور ہو چکا

.

،دوستو بھائیو ساتھ دیجیے... فتنہ مرزا جہلمی کے ردپے پوسٹوں کو لائک کیجیے سوالیہ، تنقیدی، تحقیقی تائیدی کمنٹ کیجیے

تاکہ حق سچ زیادہ پھیلے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

.

تحریر: العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر ✍

تحریر نمبر12

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ امام مہدی کے لیے سوٹ ایبل میں ہوں کیونکہ بنو امیہ کے متعلق ادھا کام تو میں نے کر دیا ہے مطلب نعوذ باللہ امام مہدی کو علم نہیں ہو گا لیکن مرزا جہلمی علم دے گا۔۔ اس کا تحقیقی علمی رد پڑھیے تحریر12

.

!!......مرزا جہلمی کی امام مہدی کے متعلق گستاخی

9..27..36..77..93..120…178…222..239..285…321…329..336…382…394…411..430..433..459..
500..517…536…543

:تمھید

مرزا جہلمی کی ایک ویڈیو وائرل ہے جس میں کہتا ہے کہ امام مہدی کے لیے "سوٹ ایبل" میں ہوں کہ میں نے امام مہدی کا آدھا کام کر دیا ہے کہ بنو امیہ کے کرتوت واضح کر دیے ہیں

.

:جواب

اس سے تو یہ ثابت ہو رہا ہے کہ نعوذ باللہ مرزا جہلمی کے مطابق امام مہدی تو جہلمی جیسے علماء سے علم حاصل کریں گے... نعوذ باللہ یہ امام مہدی کی توہین و گستاخی کی ہے مرزا جہلمی نے....!!

.

ارے او اجہلِ زماں گمراہ و گمراہ کن جاہل فسادی بے باک گستاخ مرزا جہلمی نام نہاد علمی کتابی سن.....!!کاش کہ تم نے واقعی میں علم کو پڑھا ہوتا سمجھا ہوتا.... اسلاف نے دوٹوک لکھا کہ امام مھدی کو علم لدنی ہو گا، اس وقت کے تمام علماء سے زیادہ علم ہو گا امام مہدی کو، لیکن تو اور تیرے دام میں پھنسنے والے لوگ اسلاف کے اقوال کو کہاں مانیں گے... لے تیرے لیے اور تیرے ماننے چاہنے والوں کے لیے سچی علمی پھکی کہ شاید تجھے اور تیرے ماننے چاہنے والوں کو ہدایت مل جائے

:الحدیث

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

الْمَهْدِيُّ مِنِّي، أَجْلَى الْجَبْهَةِ ، أَقْنَى الْأَنْفِ، يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا وَظُلْمًا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امام مہدی مجھ سے ہونگے اور ان کی پیشانی اجلی(نورانی چوڑی)ہو گی اور ناک لمبی ہو گی اور وہ زمین کو عدل اور انصاف کے ساتھ اس طرح بھر دیں گے جس طرح کہ زمین ظلم اور ناانصافیوں سے بھری ہوئی ہو گی

(ابوداود حدیث4285)

اب اگر علم ہی نہیں ہو گا تو عدل و انصاف کیسے کوئی کرے گا.......؟؟لا محالہ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ اس وقت سب سے زیادہ علم امام مہدی کو ہو گا

.

كونه يملأ الأرض عدلاً وقسطاً لا شك أنه مبني على علم

امام مہدی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے بے شک اس کا معنی یہ بنتا ہے کہ انہیں بہت زیادہ علم ہو گا(کہ جس کے ذریعے عدل و انصاف کریں گے)

(شرح سنن أبي داود للعباد481/44)

.

:الحدیث

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " الْمَهْدِيُّ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ - يُصْلِحُهُ اللَّهُ فِي لَيْلَةٍ -

سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ امام مہدی ہم اہل بیت میں سے ہو گا، اللہ تعالی اسے ایک رات (کے حصے) میں ہی علم وحکمت الہام فرمادے گا(علم لدنی عطاء فرمائے گا)

(ابن ماجہ حدیث 4085)

.

قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ، أَيْ: يَتُوبُ عَلَيْهِ وَيُوَفِّقُهُ وَيُلْهِمُهُ رُشْدَهُ

امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی ایک ہی رات (کے حصے) میں امام مھدی کو شریعت کے موافق علم دیگااور رشد وہدایت کا علم الھام فرمائے گا(علم لدنی عطاء فرمائے گا)

.(حاشیۃ السندي علی سنن ابن ماجہ 2/519)

!!......اہم نوٹ

:الحدیث

فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

جاہل(کم علم)فتویٰ دیں گے تو وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (لہذا ایسوں سے بچو)

(بخاری حدیث100)

.

آیات پاک وحدیث پاک کی تنسیخ تخصیص توضیح تفسیر و تشریح دوسری ایات واحادیث سے ہوتی ہے جس پر کئ دلائل وحوالہ جات ہیں ہم اختصار کے پیش نظر فقط ایک حدیث پاک پیش کر رہے ہیں

الحدیث:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينسخ حديثه بعضه بعضا، كما ينسخ القرآن بعضه بعضا ".

ترجمہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کو دوسری حدیث منسوخ و مخصوص(و تشریح) کر دیتی ہے۔ جیسے قرآن کی ایک آیت دوسری آیت سے منسوخ و مخصوص(و تفسیر)ہو جاتی ہے

(مسلم حدیث777)

لیھذا یہ اصول یاد رہے کہ بعض آیات واحادیث کی تشریح تنسیخ تخصیص شرح دیگر آیات و احادیث سے ہوتی ہے....عام آدمی کے لیے اسی لیے تقلید لازم ہے کہ اسے ساری یا اکثر احادیث وتفاسیر معلوم و یاد نہیں ہوتیں، مد نظر نہیں ہوتیں انکا معنی و شرح کی تحقیق نہیں ہوتی تو وہ کیسے جان سکتا ہے کہ جو ایت یا حدیث وہ پڑھ رہا ہے وہ کہیں منسوخ یا مخصوص تو نہیں.....؟؟ یا اسکی تفسیر و شرح کسی دوسری آیت و حدیث سے تو نہیں.....؟شاید اسی لیے سیدنا سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں

الحديث مَضِلَّة إلا للفقهاء

:ترجمہ

حدیث(اسی طرح آیت عام آدمی کے لیے) گمراہی کا سبب بن سکتی ہے سوائے فقہاء کے

(الجامع لابن أبي زيد القيرواني ص118)

تو آیت و حدیث پڑھتے ہوءے معتبر اہلسنت عالم کی تفسیر و تشریح مد نظر ہو تقلید ہو یہ لازم ہے ورنہ اپنے سے نکات و مسائل نکالنا گمراہی بلکہ کفر تک لے جا سکتا ہے....وہ عالم وہ مجتھد وفقیہ معتبر موافق شرع نکات و مسائل و دلائل نکال سکتا ہے جو بلاتصب وسیع الظرف ہو کر اکثر تفاسیر و احادیث کو جانتا ہو لغت و دیگر فنون کو جانتا ہو مگر آج کے مصروف دور میں اور علم و حافظہ کے کمی کے دور میں اور فنون واحاطہ حدیث وتفاسیر کے کمی کے دور میں بہتر بلکہ لازم یہی ہے کہ عالم فقیہ

بھی تقلید کرے، کسی معتبر مجتہد کے قول و تفسیر و تشریح کو لے لے کیونکہ ہر مسلے پر اجتہاد مجتہدین کر چکے

البتہ

جدید مسائل میں باشعور وسیع الظرف وسیع علم والا عالم اپنی رائے پر دلیل باادب ہو کر قائم کر سکتا ہے

.

تحریر:العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر

whats App nmbr

03468392475

03062524574

آپ میرا نام و نمبر مٹا کر بلا نام یا نا شر یا پیشکش لکھ کر اپنا نام ڈال کے آگے فارورڈ کر سکتے ہیں، کاپی پیسٹ کر سکتے ہیں، شئیر کر سکتے ہیں... نمبر اس لیے لکھتا ہوں تاکہ تحقیق رد یا اعتراض کرنے والے یا مزید سمجھنے والے آپ سے الجھنے کے بجائے ڈائریکٹ مجھ سے کال یا وتس اپ پے رابطہ کر سکیں

.

.

تحریر نمبر13

مرزا جہلمی مذاق اڑاتے ہوئے تمسخر اڑاتے ہوئے کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے توبہ کرلی لیکن حنفیوں نے اج تک توبہ نہیں کی اور کہتا ہے کہ اج تک غلط مسئلہ بتاتے ہیں کہ پتلی جرابوں پر مسح نہیں ہو سکتا جبکہ جہلمی کے نزدیک جرابوں پر مسح ہو سکتا ہے ہم نے فقہ حنفی کا مسئلہ دلائل کے ساتھ واضح کیا ہے اس تحریر 13 میں

جرابوں عمامے پگڑی اور پاؤں پر مسح کرنے کی تحقیق تفصیل و دلائل اور مرزا جہلمی کا رد اور جہلمی گستاخی بغض بےباکی فتنہ بازی سے بھرپور ہے اسے سمجھانا لازم، سمجھ جائے تو ٹھیک ورنہ ضدی فسادی گستاخ کو ٹھکانے لگانا لازم ہے،نہ جہلمی کو سنو نہ مانو بلکہ جہلمی اور جہلمی جیسوں سے ہر طرح کا بائیکاٹ کرنا لازم ہے

.

نوٹ: ٹھکانے لگانے کا مطلب قید و مناسب سزا ہے حتی کہ سزائے موت بھی ہو سکتی ہے اور سزا دینا حکومت وعدلیہ کا کام ہے مگر کبھی عام آدمی بھی سزا دے سکتا ہے،کچھ تفصیل میرے بلاگ پے موجود تحریر گستاخ رسول کی سزا کے ضمن میں پڑھ سکتے ہیں

.

سوال:

علامہ صاحب مرزا جہلمی کی وڈیو بھیج رہا ہوں تفصیلی مدلل جواب لکھ بھیجیے

.

جواب کا خلاصہ #

مرزا جہلمی گستاخانہ توہین امیز الفاظ و انداز میں کہتا ہے کہ حنفیوں نے قصے کہانیاں کر کے بابیت کر کے کہا ہے کہ پتلی جرابوں پر اور عمامے پر اور پاؤں پر مسح جائز نہیں... جبکہ جہلمی کے نزدیک

جائز ہے، جہلمی گستاخانہ الفاظ و انداز میں مزید کہتا ہے کہ ابو حنیفہ نے رجوع کر لیا تھا مگر آج تک کے حنفیوں کو رجوع کی توفیق نہیں ملی... ہم کہتے ہیں کہ فقہ حنفی کے مذکورہ مسئلے صحابہ کرام و تابعین عظام کے اقوال اور قرآن و حدیث پر قیاس کے ذریعے ثابت ہیں، امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے پہلے پہل فتوی دیا تھا کہ چمڑے کے جرابوں کے علاوہ کسی جراب پر مسح جائز نہیں مگر انکے شاگردوں امام ابو یوسف امام محمد اور دیگر کئی علماء نے فتوی دیا کہ کپڑے اون سوت وغیرہ کے موٹے جرابوں پر مسح جائز ہے بشرطیکہ وہ اتنے موٹے ہوں کہ پانی کو روکیں اور خود رکے رہیں اور ان میں مسلسل چلنا ممکن ہو.... امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے رجوع فرما کر اپنے شاگردوں وغیرہ علماء کے قول پر فتوی دیا تھا، فقہ حنفی کے علماء نے اس وقت سے لیکر آج تک اس پر فتوی دیا کہ کپڑے اون وغیرہ کے موٹے جرابوں پر مسح جائز ہے تو وہ رجوع کس بات سے کریں....؟؟ لیھذا مرزا جہلمی کی جہالت کم علمی و گستاخی و بغض و جھوٹ و بہتان ہے کہ رجوع نہیں کیا تم لوگوں نے... کیونکہ رجوع شدہ کے خلاف پر فتوی اس وقت سے ہی دے دیا تھا تو یقینا رجوع ہو گیا اور آج تک جس طرف رجوع کیا اسی پر فقہ حنفی کے علماء نے فتوی دیا اور جہلمی کی بات سے بظاہر ایک اور جھوٹ بھی نکلتا ہے کہ وہ باور کرا رہا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے پتلی جراب والے قول کو اپنا لیا تھا جو کہ جھوٹ ہے کیونکہ امام ابو حنیفہ نے شاگردوں کے قول کو اپنا لیا تھا اور شاگرد پتلی جراب پر مسح کو ناجائز کہتے ہیں تو جہلمی کی بکواس سراسر فتنہ و فساد ہے بہتان و الزام و جھوٹ و بغض و فتنہ پھیلانا و فساد ہے اور اس کا علاج سمجھانا ورنہ ٹھکانے لگانا قرآن و حدیث اور صحابہ کرام کے عمل

سے ثابت ہوتا ہے الا یہ کہ ٹھکانے لگانے سے بڑا فساد ہو یا عذر ہو تو جہلمی جیسوں سے ہر قسم کا بائیکاٹ لازم...انکی نہ سننا نہ ماننا لازم...اللہ کریم اختلافِ بر حق کو باسلیقہ رکھنے، باادب لکھنے بتانے ..والا بنائے...فقہ حنفی بھی الحمدللہ قرآن و سنت و صحابہ کرام تابعین عظام کے اقوال کا نچوڑ ہے فقہاء احناف کے پاس احادیث و صحابہ کرام کے قول و عمل کے دلائل ہیں لیھذا یہ بابوں کی اندھا دھند پیروی نہیں بلکہ احادیث و اقوالِ صحابہ کرام و تابعین عظام کی پیروی ہے..ہاں غیر منصوص فروعی مسائل میں بابوں یعنی ماہر علماء کی پیروی بھی قرآن و سنت نے لازم کی ہے کہ وہ بابے یعنی ماہر علماء قرآن و سنت و احادیث و اقوالِ صحابہ و تابعین سے اخذ کر کے مسئلہ بتاتے ہیں، یہ اخذ کرنا، قیاس کرنا علماء ماہرین پر شریعت کی طرف سے ذمہ داری ہے...البتہ ہر ایرے غیرے جہلمی جیسے چند ایات و احادیث پڑھ کر فتوے بازی کرنے والے کم علم نام نہاد محقق نام نہاد عالم سے پوچھنا اور انکا بتانا دراصل گمراہ ہونا ہے، گمراہ کرنا ہے...بات کفر گستاخی الحاد لادینیت تک جاسکتی ہے

.

الحاصل #

مرزا جہلمی نے بظاہر یہاں چار جھوٹ و بہتان و الزام باندھے...ایک یہ کہ امام ابو حنیفہ نے رجوع کر کے پتلی جراب والا قول پر فتوی دیا، یہ جھوٹ اس لیے ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے

پتلی جراب پر مسح جائز ہونے کافتوی نہیں دیا بلکہ اپنے شاگردوں کے مدلل قول کی طرف رجوع کیا تھااور وہ قول یہ تھا کہ موٹی جراب (جو پانی روکے اس) پر مسح جائز ہے

دوسرا جھوٹ بہتان بغض گستاخی جہلمی کا ہے کہ کہتا ہے تم لوگوں کو رجوع کی توفیق نہیں ملی جبکہ ہمارے علماء تو اسی وقت سے رجوع کر چکے تھے

تیسرا جھوٹ بولا کہ موٹی ہونے کی شرط جو فقہ حنفی والے لگاتے ہیں یہ کہانی کرائی ہے...یہ بھی جہلمی کا بغض بہتان جھوٹ وجہالت ہے کہ یہ کہانی نہیں بلکہ احادیث پر قیاس ہے تابعین ائمہ مجتہدین سے منقول ہے

اور پھر ڈھٹائی جہلمی کی ایسے کہ ایک طرف تابعین کو عظیم جھوٹا کہتا ہے اور دوسری طرف تابعین کی شرط کہ جراب موٹے ہوں اس شرط کو مانتا بھی ہے....یہ سارے جھوٹ بغض تضاد منافقت مکاری نہیں تو کیا ہیں.....؟؟

.##################

!!......تفصیل ودلائل#

سمجھانے کے ساتھ ساتھ بروں باطلوں مکاروں گمراہوں بدمذہبوں تفضیلیوں رافضیوں نیم رافضیوں ناصبیوں ایجنٹوں قادیانیوں نیچریوں سرسیدیوں جہلمیوں غامدیوں قادیانیوں ذکریوں بوہریوں غیر مقلدوں نام نہاد اہلحدیثوں وغیرہ سب باطلوں سے ہر طرح کا تعاون نہ کرنا،انکی

، تحریروں تقریروں کو لائک نہ کرنا، انہیں نہ سننا، نہ پڑھنا، انہیں اپنے پروگراموں میں نہ بلانا وقعت نہ دینا، جانی وقتی مالی تعاون نہ کرنا، مذمت کرنا مدلل کرنا بائیکاٹ کرنا ضروری ہے، ایمان کے تقاضوں میں سے ہے، یہ فرقہ واریت نہیں ہے، فرقہ واریت یہ باطل و برے لوگ کر رہے ہیں اور جو سچے مسلمان یعنی اہلسنت جو سمجھانے کے ساتھ رد مذمت و بائیکاٹ کر رہے ہیں تو یہ اسلام کی نمک حلالی کر رہے ہیں

القرآن:

فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّكۡرٰى مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ

یاد آجانے (دلائل آجانے) کے بعد تم ظالموں (بدمذبوں گمراہوں گستاخوں مکاروں گمراہ کرنے والوں منافقوں ظالموں) کے ساتھ نہ بیٹھو (نہ میل جول کرو، نہ انکی محفل مجلس میں جاؤ، نہ کھاؤ (پیو، نہ شادی بیاہ دوستی یاری کرو، ہر طرح کا بائیکاٹ کرو

(سورہ انعام آیت 68)

.

الحدیث:

السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ، مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ

پسند ہو نہ ہو، دل چاہے نہ چاہے ہر حال میں اہل حق مستحقین کی سنو اور مانو (اطاعت کرو جانی مالی وقتی ہر جائز تعاون کرو) بشرطیکہ معاملہ گناہ و گمراہی کا نہ ہو، گناہ و گمراہی پے نہ سنو نہ مانو (گمراہوں کو جلسوں میں بلاؤ نہ انکی بتائی ہوئی معلومات پے بھروسہ کرو نہ عمل کرو، ہر قسم کا ان سے نہ تعاون کرو)

(بخاری حدیث7144)

.

:الحدیث

[ایاکم وایاھم لایضلونکم ولایفتنونکم]

گمراہوں، گستاخوں، بدمذہبوں سے دور بھاگو، انہیں اپنے سے دور کرو (سمجھانے کے ساتھ ساتھ قطع تعلق و بائیکاٹ کرو کہ) کہیں وہ تمھیں بہکانہ دیں، کہیں وہ تمھیں فتنہ میں نہ ڈال دیں" (صحیح مسلم 1/12).

:الحدیث

فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا

جاہل (کم علم) فتویٰ دیں گے تو وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (لہذا ایسوں سے دور بھاگو، ایسو سے نہ پوچھو، ایسوں کی نہ مانو، نہ سنو (بخاری حدیث100.

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..500..517...536...543

:الحدیث

مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ، وَأَبْغَضَ لِلَّهِ، وَأَعْطَى لِلَّهِ، وَمَنَعَ لِلَّهِ ؛ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ

جو اللہ (اور اسلام کے حکم) کی وجہ سے محبت کرے اور (سمجھانے کے ساتھ ساتھ) اللہ (اور اسلام کے حکم) کی وجہ سے (مستحق برے ضدی فسادی بدمذہب گستاخ وغیرہ سے) بغض و نفرت رکھے اور (مستحق و اچھوں) کی امداد و مدد کرے اور (نااہل و بروں بدمذہبوں گستاخوں منافقوں ایجنٹوں) کی امداد و تعاون نہ کرے تو یہ تکمیل ایمان میں سے ہے

(ابوداود حدیث 4681)

.

:الحدیث

أترعون عن ذكر الفاجر؟، اذكروه بما فيه يعرفه الناس

:ترجمہ

کیا تم (زندہ یا مردہ طاقتور یا کمزور کسی بھی) فاجر (فاسق معلن منافق, خائن، مکار، دھوکے باز بدمذہب مفاد پرست گستاخ) کو واضح کرنے سے ہچکچاتے ہو...؟ (جیسا وہ ہے ویسا کہنے سے گھبراتے ہو...؟؟) اسے ان چیزوں (ان کرتوتوں، عیبوں اعلانیہ گناہوں، خیانتوں، منافقتوں

دھوکے بازیوں) کے ساتھ واضح کرو جو اس میں ہوں تا کہ لوگ اسے پہچان لیں (اور اسکی گمراہی (خیانت منافقت بد عملی دھوکے بازی مکاری شر فساد سے بچ سکیں

(طبرانی معجم کبیر حدیث1010)

(طبرانی معجم صغیر حدیث598 نحوہ)

(شیعہ کتاب میزان الحکمۃ3/2333 نحوہ)

،یہ حدیث پاک کتبِ حدیث و تفاسیر اور فقہ و تصوف کی کئی کتب میں موجود ہے... مثلا جامع صغیر ،شعب الایمان، احیاء العلوم، جامع الاحادیث، کنز العمال، کشف الخفاء ردالمحتار، عنایہ شرح ہدایہ فتاوی رضویہ، تفسیر ثعالبی، تفسیر در منثور وغیرہ کتب میں بھی موجود ہے

:علامہ ہیثمی نے فرمایا

وإسناد الأوسط والصغير حسن، رجاله موثقون، واختلف في بعضهم اختلافاً لا يضر

مذکورہ حدیث پاک طبرانی کی اوسط اور معجم صغیر میں بھی ہے جسکی سند حسن معتبر ہے، اسکے راوی ثقہ ہیں بعض میں اختلاف ہے مگر وہ کوئی نقصان دہ اختلاف نہیں

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائدت حسين أسد2/408)

.

سمجھانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے... مگر حسبِ تقاضہِ شریعت ایسوں کے عیوب مکاریاں منافقتیں خیانتیں کرپشن فسق و فجور دھوکے بازیاں بیان کرنا برحق ہے لازم ہے اسلام کا حکم ہے.... یہ عیب جوئی نہیں، غیبت نہیں، ایسوں کی پردہ پوشی کرنا جرم ہے... یہ فرقہ واریت نہیں، یہ حسد نہیں، بغض نہیں بلکہ حق کی پرواہ ہے اسلام کے حکم کی پیروی ہے... شاید کہ یہ سدھر جائیں انہیں ہدایت ملے ورنہ ذلت کے خوف سے فساد و گمراہی پھیلانے سے رک جائیں اور معاشرہ اچھا بنے... ہاں حدیث پاک میں یہ بھی واضح ہے کہ وہ عیوب، وہ خیانتیں، وہ دھوکے بازیاں وہ کرتوت بیان کیے جائیں جو اس میں ہوں... جھوٹی مذمت الزام تراشیاں ٹھیک نہیں..... ہر شخص خود کو حق کہے گا، بھلا چور کبھی خود کو چور کہے گا....؟؟ جھوٹا مکار کبھی خود کو جھوٹا مکار کہے گا....؟؟ نہیں ناں تو

منافق مکار فرقہ واریت والے جھوٹے دھوکے باز کو پکڑنا پڑتا ہے، انکے کرتوت جھوٹ مکاریاں بیان کرنا پڑتی ہیں لیھذا یہ عیب جوئی نہیں فرقہ واریت نہیں... فرقہ واریت تو وہ جھوٹے مکار پھیلا رہے... بدنام تو وہ مکار کر رہے

:القرآن، ترجمہ

سچوں (کو پہچان کر ان) کا ساتھ دو (سورہ توبہ آیت 119) سچے اچھے مولوی تو عظیم نعمت ہیں، دین و دنیا کو بدنام تو جعلی منافق مکار کر رہے ہیں.... عوام و خواص سب کو سمجھنا چاہیے کہ

جعلی_مکار_منافق تو علماء پیر اینکر لیڈر سیاست دان جج وکیل استاد ڈاکٹر فوجی وغیرہ افراد و اشیاء# سب میں ہو سکتے ہیں، ہوتے ہیں

تو

جعلی کی وجہ سے #اصلی سے نفرت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اصلی کو تلاش کر، پہچان کر اسکا ساتھ دینا چاہیے اور اپنی و سب کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے، رجوع توبہ کا دل جگرہ رکھنا چاہیے

.

!!...... حقیقی بابوں سے، حقیقی علماء سے بغض و نفرت رکھنے کی مذمت #

علماء سے فروعیات ظنیات میں اختلاف مدلل باادب ہو کر کیا جا سکتا ہے مگر علماء کی توہین تمسخر مذاق اڑانے والے اپنے ایمان کی خبر لیں

:القرآن

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ

اے ایمان والو ایک دوسرے پے مت ہنسو (ایک دوسرے سے دل دکھانے والا مزاح نہ (کرو، ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑاو

(سورہ الحجرات آیت 11)

جب عام مسلمان کی اتنی شان ہے کہ اسکا تمسخر و مذاق اڑنا جرم و ممنوع ہے تو بر حق علماء و اولیاء اسلاف کا مذاق اڑانا کتنا بڑا گھٹیا پن ہو گا....؟؟

.

بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ میری امت میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے اور چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے علماء کا حق نہ جانے، ادب نہ کرے

(بخاری فی التاریخ الکبیر حدیث 3267)

(المستدرک حاکم حدیث نمبر 421 نحوہ)

.

ثلاثةٌ لَا يَسْتَخِفُّ بِحَقِّهِمْ إِلَّا مُنافِقٌ: ذُو الشَّيْبَةِ فِي الاسْلَامِ وذُو العِلْمُ وإمامٌ مُقْسِطٌ

تین لوگوں کی توہین اور بے عزتی گستاخی تمسخر بے ادبی منافق ہی کرے گا... ایک وہ کہ جسے اسلام میں سفیدی پڑ گئ ہو، دوسرا وہ جو علم والا ہو اور تیسرا عادل بادشاہ (یعنی ان تینوں کی بے ادبی (توہین کرنا اور حقوق نہ جاننا یہ منافقت کی نشانی ہے

(جامع صغیر حدیث 6347)

.

،سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «اغْدُ عَالِمًا، أَوْ مُتَعَلِّمًا أَوْ مُسْتَمِعًا، أَوْ مُحِبًّا، وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَةَ فَتَهْلِكَ

راوی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ یا تو عالم ہو جا یا پھر طالب علم، علم کا طلب گار ہو جا یا پھر علم سننے والا ہو جا یا پھر علماء سے محبت کرنے والا ہو جا اور پانچواں شخص مت بننا کہ ہلاک ہو جاؤ گے

(طبرانی اوسط حدیث 5171)

.

الاستهزاء بأشخاصهم....وهذا محرم...الاستهزاء بالعلماء لكونهم ،علماء، ومن أجل ما هم عليه من العلم الشرعي

فهذا كفر

حقیقی علماء کی توہین علم شرعی کی وجہ سے کریں تو یہ کفر ہے اور اس کے علاوہ دوسری وجوہات ہوں تو حرام و گناہ ہے

(الموسوعة العقدية-الدرر السنية 7/57)

.#####################

مرزا جہلمی کی پہلی بات...المفہوم

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ فقہ حنفی کے قدیم وجدید علماء کہتے ہیں کہ جرابیں چمڑے کی ہونی چاہیے... مرزا جہلمی کہتا ہے کہ جرابوں پر چمڑے ہونے والی شرط صرف امام اعظم ابو حنیفہ نے لگا کر فتنہ کھڑا کیا، سب کے خلاف کیا لیکن وفات کے وقت رجوع کیا لیکن ان کے ماننے والے (فقہ حنفی کے علماء) کو رجوع کی توفیق نہیں ملی آج تک.

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ امام ترمذی نے جرابوں پر مسح کرنے کی شرط رکھی ہے کہ وہ موٹی ہونی چاہیے اور موٹی ہونے کی تفسیر میں جہلمی اپنی طرف سے یہ کہتا ہے کہ جسم نظر نہیں آنا چاہیے اور جہلمی کہتا ہے کہ عام طور پر جو ہمارے پاکستان چائنہ وغیرہ کی جو لوگ ہیں وہ موٹی ہیں اور جہلمی کہتا ہے کہ موٹی ہونے کی جو دیگر شرائط فقہ حنفی وغیرہ میں لکھی ہیں وہ قصے کہانیاں ہیں

.

!!.....جواب.و. تحقیق#

یہ مرزا جہلمی کا جھوٹ بہتان بغض و گستاخیِ علماء ہے، بے باکی و فساد پھیلانا ہے کیونکہ فقہ حنفی میں اگرچہ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے شروع میں فتوی دیا تھا کہ چمڑے کے موزے ہونے چاہیے مگر ان کے شاگردوں نے اسی وقت آپ سے اختلاف کیا اور علماء فقہ حنفی نے ان کے شاگردوں کے قول پر ہی فتوی دیا لیھذا ہمیں رجوع کی حاجت نہیں کہ ہم تو پہلے ہی امام اعظم کے شاگردوں کے قول پر فتوی دے چکے تو ہمارے متعلق کہنا کہ انکو رجوع کی توفیق نہیں ملی سراسر جھوٹ ہے، فقہاء

اھناف سے بغض ہے... فتنہ فساد پھیلانا ہے...ادب کے ساتھ بغیر فتنہ و انتشار پھیلائے مدلل اختلاف کیا جائے تو قابل برداشت ہے مگر مرزا جہلمی کا انداز گستاخانہ فسادانہ ہے جو کہ ہر گز قبول نہیں کیا جا سکتا، ایسے شخص کو سمجھانا ورنہ لگام و سزا لگانا لازم ہے...

.

اگر کوئی کہتا کہ دیکھیے چمڑے کے جرابوں پر مسح کرنے میں کسی کا اختلاف نہیں مگر بغیر چمڑے والی جرابوں پر مسح کے متعلق میرا نظریہ فلاں ہے فلاں آیات و احادیث و اقوال صحابہ و اقوال فقہاء کو دلیل بناتا ہوں مگر آپ فقہ حنفی وغیرہ والے کیا فرماتے ہیں اپنا موقف عام کرو اور دلیل دو.....تو یہ انداز قابل برداشت ہو سکتا ہے... مگر یہاں مرزا جہلمی تو توہین گستاخی بابیت نعوز باللہ احادیث کو ٹھکرانے کے فتوے لگا کر فتنہ و فساد برپا کر رہا ہے اور خود بھی کسی کا مقلد نہیں ہو رہا جبکہ فقہاء نے قرآن و احادیث و اقوال صحابہ کو چھان بین کر کے فتوے دے دیے ہیں تو ہم پر ان فتووں کی تقلید لازم ہے اور ان فتووں کے دلائل قران و حدیث و اقوال صحابہ سے بیان کرنا لازم ہے، نئے جدید مسائل میں مستند وسیع علم و ظرف والا عالم مفتی کوئی موقف مدلل اپنائے فتوی دے یہ اسکا حق ہے اگرچہ نئے مسائل میں مدلل باادب اختلاف کرے یہ اسکا حق ہے، قابل برداشت ہے.... انتشار و گستاخیاں و بے باکیاں پھیلانا تو فساد ہے سمجھانا لازم ورنہ لگام لگانا لازم

.

:فقہ حنفی کے قدیم وجدید کتب کے چند حوالے درج ذیل ہیں

ولا يجوز المسح على الجوربين عند أبي حنيفة إلا أن يكونا مجلدين أو منعلين وقالا يجوز إذا كانا ثخينين لا يشفان...وعنه أنه رجع إلى قولهما وعليه الفتوى

امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے نزدیک جرابوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اگر وہ مجلد یا منعل ہوں تو جائز ہو گا اور ان کے شاگردوں امام ابو یوسف اور امام محمد نے فرمایا کہ سوتی اونی وغیرہ کی جرابیں اگر موٹی ہوں کہ پانی روکیں تو ان پر مسح جائز ہے، امام اعظم ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے شاگردوں کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا....اور فتوی اسی پر ہے کہ سوتی اونی وغیرہ کے موٹے جرابوں پر مسح جائز ہے

(الهداية في شرح بداية المبتدي 1/32)

.

وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٌ يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ إذَا كَانَا: ثَخِينَيْنِ لَا يَشِفَّانِ).... قَالَ فِي الذَّخِيرَةِ رَجَعَ أَبُو حَنِيفَةَ إلَى قَوْلِهِمَا فِي آخِرِ عُمُرِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَبْعِ أَيَّامٍ، وَقِيلَ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى.

امام ابو یوسف اور امام محمد نے فرمایا کہ سوتی اونی وغیرہ کی جرابیں اگر موٹی ہوں کہ پانی روکیں تو ان پر مسح جائز ہے، امام اعظم ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آخر عمر میں وفات سے تین

دن یا سات قبل اپنے شاگردوں کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا.... اور فتوی اسی پر ہے کہ سوتی اونی وغیرہ کے موٹے جرابوں پر مسح جائز ہے

(الجوهرة النيرة على مختصر القدوري1/28)

.

وَإِن كَانَا ثخينيين قَالَ أَبُو حنيفَة لَا يجوز الْمسْح عَلَيْهِمَا وَقَالَ أَبُو يُوسُف وَمُحَمّد يجوز وَرُوِيَ عَن أبي حنيفَة أَنه رَجَعَ إِلَى قَوْلهمَا فِي آخر عمره

امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگرچہ موٹی جرابیں ہوں ان پر مسح جائز نہیں ہے، ان کے شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر جرابیں موٹی ہوں تو مسح ان پر جائز ہے اور امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اخری عمر میں اپنے شاگردوں کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا

(تحفة الفقهاء1/86)

.

قولهما وروي رجوع الإمام إليه قبل موته بثلاثة أيام وقيل بسبعة وعليه الفتوى لما ثبت من أنه عليه الصلاة والسلام مسح على الجوربين قيد بالثخين لأن الرقيق من شعر وصوف لا يجوز المسح عليه

ان کے شاگردوں نے فتوی دیا کہ موٹی جرابوں پر مسح کر سکتے ہیں، امام اعظم ابو حنیفہ نے اپنی وفات سے تین دن قبل یا سات دن قبل اپنے شاگردوں کی قول کی طرف رجوع کر لیا تھا، اور اسی پر فتوی ہے اور موٹے ہونے کی قید لگائی ہے کیونکہ سوتی یا اون یا کپڑے وغیرہ کی پتلی جراب پر مسح جائز نہیں

(النھر الفائق شرح کنز الدقائق 1/124)

.

وَعَنْهُ أَنَّهُ رَجَعَ إلَى قَوْلِهِمَا وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى

امام اعظم ابو حنیفہ نے اپنے شاگردوں کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا اور اسی پر فتوی ہے

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق 1/192)

.

ورُوي أن أباحنيفة-رحمه الله-رجع إلى قولهما في آخر عمره وعليه الفتوى

آخری عمر میں امام اعظم ابو حنیفہ نے اپنے شاگردوں کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا اور اسی پر فتوی ہے

(خزانة المفتين-قسم العبادات ص282)

.

وَعَنْہُ اَنَّہٗ رَجَعَ اِلَی قَوْلِھِمَاوَعَلَیْہِ الْفَتْوَی،

امام اعظم ابو حنیفہ نے اپنے شاگردوں کے قول کی طرف رجوع کرلیا تھا اور اسی پر فتوی ہے

(العنایۃ شرح الھدایۃ - بھامش فتح القدیر ط الحلبي 157/1)

.

جرابیں منعل ہوں یا چمڑے کی ہوں تو سب کے نزدیک مسح کرسکتے ہیں...اگر چمڑے کی نہ ہوں اور موٹی نہ ہوں تو سب کے نزدیک مسح جائز نہیں اور اگر موٹی ہوں تو اکثر صحابہ کرام مثلا سیدنا علی سیدنا ابو مسعود سیدنا انس سیدنا براء سیدنا عمر سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنھم وغیرہ جمھور و اکثر صحابہ کرام و تابعین عظام اور امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کے مطابق مسح جائز ہے اور اسی طرف امام ابو حنیفہ نے رجوع کرلیا تھا اور اسی فتوی پر ہی فتوی ہے

(البنایۃ شرح الھدایۃ 611،608/1 ملتقطا).

وَإِنْ كَانَا ثَخِينَيْنِ لَا يَجُوزُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَعِنْدَ أَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ يَجُوزُ.وَرُوِيَ عَنْ أَبِي، حَنِيفَةَ أَنَّهُ رَجَعَ إِلَى قَوْلِهِمَا فِي آخِرِ عُمُرِهِ

امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگرچہ موٹی جرابیں ہوں ان پر مسح جائز نہیں ہے، ان کے شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر جرابیں موٹی ہوں تو مسح ان پر جائز ہے اور امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اخری عمر میں اپنے شاگردوں کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا

(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع 1/10)

.

!!......جرابے موٹے ہونے کی وضاحت #

مرزا کہتا ہے کہ موزے اتنے موٹے ہوں کہ اتنا چلا جائے یہ کہانیاں کرا ی ہیں فقہ حنفی کے بابوں نے، بابیت ہے یہ.... نعوذ باللہ

.

جواب:

پہلی بات #

خود مرزا جہلمی تم نے کہا کہ موزے موٹے ہونے چاہیے تو ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ یہ موٹے ہونے کی شرط کسی حدیث پاک سے دیکھا دو، ورنہ تم بھی تو بابیت بدعت فساد کہانی کرنے والے پھیلانے والے کہلاؤ گے کہ اپنی طرف سے موزے موٹے ہونے کی شرط لگا رہے ہو.....؟؟

.

دوسری بات#

خود مرزا جہلمی تم نے کہا کہ امام ترمذی نے جرابیں موٹی ہونے کی شرط لگائی ہے تو تمہارے مطابق نعوذباللہ امام ترمذی بابیت پھیلانے والے فساد پھیلانے والے بدعت جھوٹ پھیلانے والے اپنی طرف سے کہانیاں بنا کر پھیلانے والے کہلائیں گے....؟؟

.

تیسری بات#

امام ترمذی لکھتے ہیں

وَهُوَ قَوْلُ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَبِهِ يَقُولُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَابْنُ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ، قَالُوا : يَمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ، وَإِنْ لَمْ تَكُنْ نَعْلَيْنِ إِذَا كَانَا ثَخِينَيْنِ

کئی اہل علم مثلا امام سفیان ثوری امام ابن مبارک امام شافعی امام احمد امام اسحاق وغیرہ نے فرمایا ہے کہ جرابوں پر مسح کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ وہ موٹے ہوں

(ترمذی تحت الحدیث99)

مرزا جہلمی بتاؤ کیا یہ تمام علمائے کرام ائمہ کرام بھی کہانیاں بنانے والے کہانیاں پھیلانے والے کہلائیں گے بابیت کرنے والے پھیلانے والے بدعتی کہلائیں گے....؟؟ یا پھر تمہیں بغض ہے تو صرف علمائے احناف سے....؟؟ علماء اہلسنت و اولیاء اسلاف سے....؟؟

.

چوتھی بات#

:سید التابعین عظیم عالم فقیہ محدث امام سعید بن مسیب اور امام حسن فرماتے ہیں

سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، وَالْحَسَنِ أَنَّهُمَا قَالَا: «يُمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ إِذَا كَانَا صَفِيقَيْنِ»

امام سعید بن مسیب اور امام حسن فرماتے ہیں: جرابوں پر مسح اس وقت کیا جائے گا جب وہ موٹے ہوں

(استاد بخاری المصنف روایت1976)

موٹے ہونے کی قید کسی حدیث پاک میں نہیں تھی مگر عظیم تابعین نے موٹے ہونے کی قید لگائی...بتاؤ آپ جہلمی کے مطابق ان جلیل القدر ہستیوں نے کہانیاں کرائیں اور بابیت کی اور بعد والوں نے انکا قول اپنا کر بابیت کی... گمراہی کی...؟ بدعت کی....؟؟

.

تابعین تبع تابعین فقہاء احناف نے جراب موٹے ہونے اور احناف نے چلنے پانی روکنے کی قید و شرط کیوں لگائی.....؟؟*

جواب:

کسی حدیث میں اور میرے علم کے مطابق کسی صحابی نے جرابوں کے لئے موٹے ہونے کی شرط نہیں لگائی بلکہ تابعین نے موٹے ہونے کی شرط لگائی اور بعد کے فقہاء نے چلنے اور پانی روکنے کی شرط لگائی....اس کی وجہ اپنی طرف سے بدعت نکالنا من مانی کرنا کہانی کرنا نہیں

بلکہ

اسکی وجہ قیاس ہے.... تابعین اور بعد کے فقہاء نے جرابوں کو دیکھا تو موزے جیسے نہیں تھے تو جرابوں کے لئے ایسی شرط لگائی کہ وہ موزوں کے قائم مقام ہو جائیں اور موزوں پر جرابوں کو قیاس کیا جاسکے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: «الْجَوْرَبَانِ وَالنَّعْلَانِ بِمَنْزِلَةِ الْخُفَّيْنِ»

امام ابراہیم فرماتے ہیں کہ جراب اور موزے ایک دوسرے کے قائم مقام ہیں

(استاد بخاری المصنف روایت 1975)

.

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ رَاشِدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ نَافِعًا، عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ، فَقَالَ: «هُمَا بِمَنْزِلَةِ الْخُفَّيْنِ

عباد فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا نافع سے پوچھا کہ جرابوں پر مسح کیا جائے گا تو انہوں نے فرمایا کہ

جرابے موزے کے قائم مقام ہیں

(استاد بخاری المصنف روایت 1992)

.

حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنْ عَمْرٍو، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: كَانَ يَقُولُ: «الْجَوْرَبَانِ وَالنَّعْلَانِ بِمَنْزِلَةِ الْخُفَّيْنِ،

امام حسن فرمایا کرتے تھے کہ جرابے موزے کے قائم مقام ہین

(استاد بخاری المصنف روایت 1993)

.

دیکھا آپ نے کہ اسلاف نے تابعین نے موزے پر جورابوں کو قیاس کیا اور اس کے قائم مقام بنایا...اب اس میں اختلاف ہو گیا کہ کون سی صفات جرابوں میں پائی جائیں تو وہ موزے کے قائم مقام ہو نگی....؟؟

.

علماء نے فرمایا کہ جرابیں اتنی موٹی ہوں کہ پیدل چل سکیں اور وہ پانی کو روکیں تا کہ وہ چمڑے کے موزوں کے قائم مقام ہوں، حکماً ان جیسی کہلائیں.... تو یہ بابیت وبدعت نہیں بلکہ فقہاء کرام کا قیاس واحتیاط ہے

يجوز المسح على الجوربين إذا كانا ثخينين لا يشفان الماء

جرابوں پر مسح جائز بشرطیکہ پانی کو روکیں

(مختصر القدوري ص18 نحوه).(اللباب في شرح الكتاب1/40)

استمساكهما على الرجلين من غير شد والسادس منعهما وصول الماء الى الجسد

جرابوں پر مسح اس شرط پر جائز ہے کہ وہ خود رکیں اور پانی کو روکیں

(مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح ص57

.

ثخينين لا يشفان

جرابوں پر مسح جائز بشرطیکہ پانی کو روکیں

(الهداية في شرح بداية المبتدي1/32)

.

إذا كانا صفيقين (٣) ثخينين لا يشفّان الماء، ويمكن متابعة المشي فيهما، فإن كانا رقيقين يشفّان الماء فلا يجوز المسح عليهما بالاتفاق

جرابوں پر مسح جائز بشرطیکہ وہ موٹی ہوں کہ پانی کو روکیں اور ان میں مسلسل چلنا ممکن ہو، اگر اتنی پتلی ہوں کہ پانی نہ روکیں تو مسح سب کے نزدیک جائز نہیں

(فقه العبادات على المذهب الحنفي ص46)

.

وهما صفيقان لا يشفان

جرابوں پر مسح جائز بشرطیکہ وہ موٹی ہوں کہ پانی کو روکیں

(شرح مختصر الطحاوي للجصاص1/457)

.

يُمْكِنُهُ الْمَشْيُ فِيهِ إذَا كَانَ ثَخِينًا، وَهُوَ أَنْ يَسْتَمْسِكَ عَلَى السَّاقِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُرْبَطَ بِشَيْءٍ فَأَشْبَهَ الْخُفَّ

جرابیں موٹی ہوں، بغیر باندھے رک سکتی ہوں تو یہ چمڑے کے موزوں کے مشابہ ہونگے (لیھذا (موزوں پے قیاس کر کے ایسی شرائط والے جرابوں پے بھی مسح جائز ہو گا

(النهاية في شرح الهداية-السغناقي1/214)

.

وَهَذَا بِخِلَافِ الرَّقِيقِ، فَإِنَّ الدَّلِيلَ يُفِيدُ إخْرَاجَهُ مِنْ الْإِطْلَاقِ لِكَوْنِهِ لَيْسَ فِي مَعْنَى الْخُفِّ

پتلی جرابیں موزوں کے قائم مقام نہیں مشابہ نہیں اس لیے ان پر مسح جائز نہیں

(البحرالرائق شرح کنزالدقائق 1/192)

.

!!.....پتلی جراب پر مسح بالاتفاق جائز نہیں #

اوپر حوالہ جات گذرے کہ جرابوں کے موٹے ہونے کی شرط تمام علماء وفقہاء تابعین نے لگائی ہے لہذا پتلی جراب پر مسح جائز نہیں ہو گا کیونکہ وہ موزے کے معنی و حکم میں نہیں، موزے کے قائم مقام نہیں........!!

وأجمع الجميع أن الجوربين إذا لم يكونا كثيفين لم يجز المسح عليهما

تابعین تبع تابعین ائمہ مجتہدین فقہاء علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب جرابیں پتلی ہوں تو ان پر مسح جائز نہیں ہے

(الاقناع فی مسائل الاجماع 1/90)

.

قيد بالثخين لأن الرقيق من شعر وصوف لا يجوز المسح عليه بلا خلاف

جرابیں اگر پتلی ہوں تو بغیر کسی اختلاف کے سب کے نزدیک اس پر مسح جائز نہیں ہے

(النھر الفائق شرح کنز الدقائق 1/124)

.

فإن كانا رقيقين يشفّان الماء فلا يجوز المسح عليهما بالاتفاق

جرابیں اگر پتلی ہوں پانی کو نہ روکتی ہوں تو اس پر مسح جائز نہیں ہے اس بات پر سب متفق ہیں

.(فقه العبادات على المذهب الحنفي ص46)

فَإِنْ كَانَا رَقِيقَيْنِ يَشِفَّانِ الْمَاءَ، لَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا بِالْإِجْمَاعِ

اگر جرابیں پتلی ہوں کہ پانی کو نہ روکیں تو اس پر اجماع ہے کہ مسح جائز نہیں ہے

(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع 1/10)

.

مروجہ جرابیں موٹی ہیں یا پتلی ہیں.........؟؟#

مروجہ جرابوں کو دیکھا جائے تو وہ اتنی پتلی ہوتی ہیں کہ پانی کو منع نہیں کرتی بلکہ تھوڑا سا پانی ٹپکایا جائے تو جسم تک پہنچ جائے گا... اور مسلسل چلنا بھی اس میں پایا نہیں جاتا اور یہ بغیر کسی کے

بندھے ٹخنوں کو نہیں چھپاتیں بلکہ ٹخنوں کے اوپر ربڑی دھاگے وغیرہ کی ایک تہہ بنائی جاتی ہے

جو اسے چپکا کر رکھتی ہے

لیھذا

!!.....یہ موزے کے قائم مقام نہیں...احتیاط بلکہ لازم یہی ہے کہ اس پر مسح جائز نہیں

.

لا يجوز المسح على اللفائف والجورب المتخذة من اللبد والصوف

سوتی اونی وغیرہ کی جرابوں پر مسح جائز نہیں

(البنایۃ شرح الھدایۃ 1/608)

.

:مجدد دین وملت سیدی امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

،سوتی یا اونی موزے(جرابیں)جیسے ہمارے بلاد میں رائج ان پر مسح کسی کے نزدیک درست نہیں

منیہ اور غنیہ میں ہے(امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جرابوں پر مسح جائز نہیں مگر یہ کہ چمڑے

کی ہوں)یعنی اس تمام جگہ کو گھیر لیں جو قدم کو ٹخنوں تک ڈھانپتی ہے(یا منعل ہوں)یعنی

جرابوں کا جو حصہ زمین سے ملتا ہے صرف وہ چمڑے کا ہو،جیسے پاؤں کی جوتی ہوتی ہے(اور

صاحبین نے فرمایا اگر(جرابیں)ایسی دبیز(موٹی)ہوں کہ نہ کھلتی ہوں تو مسح جائز ہے کیونکہ اگر

جراب اس طرح کی ہو کہ پانی قدم تک تجاوز نہ کرے تو وہ جذب کرنے کے حق میں چمڑے اور چمڑا چڑھائے ہوئے موزے کی طرح ہے مگر کچھ دیر ٹھہرنے یا رگڑنے سے پانی جذب کرے تو کوئی حرج نہیں بخلاف پتلی جراب کے، کہ وہ پانی کو جذب کرکے فوراپاؤں تک پہنچاتی ہے۔(ت)(غنیۃ المستملی، فصل فی المسح علی الخفین مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۲۰)

(وعلیہ)ای علی قول ابی یوسف و محمد (الفتوی)

یعنی امام ابویوسف اور امام محمد رحمہا اللہ کے قول پر (فتوی ہے)

(فتاوی رضویہ جلد4 صفحہ 346...348ملتقطا بحذف)

.

تابعین عظام اور فقہ حنفی فقہ شافعی وغیرہ فقہاء علماء نے قیاس کیا جو کہ برحق ہے کہ برحق قیاس کرنا اسلام نے لازم تک قرار دیا ہے علماء و محققین پر.....چند دلائل پڑھیے*

:القرآن

لَوۡ رَدُّوۡهُ اِلَى الرَّسُوۡلِ وَ اِلٰٓى اُولِى الۡاَمۡرِ مِنۡهُمۡ لَعَلِمَهُ الَّذِيۡنَ يَسۡتَنۡۢبِطُوۡنَهٗ

اگر معاملات و مسائل کو لوٹا دیتے رسول کی طرف اور اولی الامر کی طرف تو اہل استنباط(اہلِ تحقیق،باشعور،باریک دان، سمجھدار علماء صوفیاء)ضرور جان لیتے

(سورہ نساء آیت 83)

آیت مبارکہ میں واضح حکم دیا جارہا ہے کہ اہل استنباط کی طرف معاملات کو لوٹایا جائے اور انکی مدلل مستنبط رائے قیاس واجتہاد واستدلال وسوچ وحکم کی تقلید وپیروی کی جائے.....!!

.

يَسْتَخْرِجُونَهُ وَهُمُ الْعُلَمَاءُ..الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُنَافِقِينَ، لَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى ذَوِي الرَّأْيِ وَالْعِلْمِ،...وَفِي الْآيَةِ دَلِيلٌ عَلَى جَوَازِ الْقِيَاسِ، فَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ مَا يُدْرَكُ بِالتِّلَاوَةِ وَالرِّوَايَةِ وَهُوَ النَّصُّ، وَمِنْهُ مَا يُدْرَكُ بِالِاسْتِنْبَاطِ وَهُوَ الْقِيَاسُ عَلَى الْمَعَانِي الْمُودَعَةِ فِي النُّصُوصِ

اہل استنباط سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جو احکام و نکات نکالتے ہوں اور وہ علماء ہیں... آیت میں منافقین اور مومنین سب کو حکم ہے کہ وہ معاملات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لوٹا دیں اور اہل علم کی طرف لوٹا دیں اور رائے وقیاس کرنے والوں کی طرف لوٹا دیں... اس آیت میں دلیل ہے کہ قیاس کرنا بالکل جائز ہے کہ علم وہ ہوتا ہے کہ جو نص یعنی قرآن اور حدیث و سنت سے ملتا ہے یا پھر ان سے نکالا جاتا ہے یہی تو قیاس ہے

(تفسیر بغوی2/255)

.

دلت هذه الآية على أنَّ القياس حُجَّة... أن في الأحكَام ما لا يُعْرَف بالنَّصِّ، بل بالاستِنْبَاطِ... أن العَامِيِّ يجِب عليه تَقْلِيد العُلَمَاء

مذکورہ آیت مبارکہ دلالت کرتی ہے کہ قیاس ایک دلیل وحجت ہے، اس آیت سے یہ بھی اشارہ ملتاہے کہ بعض احکام نص سے معلوم ہوتے ہیں اور بعض احکام قیاس واستنباط سے معلوم ہوتے ہیں....بے شک عام آدمی پر واجب ہے کہ وہ علماء کرام کی تقلید کرے

(اللباب فی علوم الکتاب6/526)

.

یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ جب نص نہ ہو تو اجتہاد اور قیاس کرنا واجب ہے اور اس پر عمل کرنا بھی لازم ہے..اس آیت سے یہ بھی اشارہ ملتاہے کہ بعض احکام نص سے معلوم ہوتے ہیں اور بعض احکام قیاس واستنباط سے معلوم ہوتے ہیں

(تفسیر ثعلبی10/493)

.

الحدیث..ترجمہ:

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے حمص کے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو جب یمن (کا گورنر) بنا کر بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ”جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے گا تو تم کیسے فیصلہ کرو گے؟“ معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: "اگر اللہ کی کتاب میں تم نہ پاسکو؟" تو معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر سنت رسول اور کتاب اللہ ، دونوں میں نہ پاسکو تو کیا کرو گے ؟" انہوں نے عرض کیا: پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کا سینہ تھپتھپایا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جو اللہ کے رسول کو راضی اور خوش کرتی ہے

(ابوداؤد حدیث3592).

ابوداود شریف کی مذکورہ حدیث کو شیخ البانی نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن بعض اہل علم نے اس حدیث کو صحیح و دلیل قرار دیا ہے یا پھر حسن معتبر دلیل قرار دیا ہے جیسے کہ امام ابن کثیر نے اور جیسے کہ امام شوکانی نے صحیح یا حسن معتبر دلیل قرار دیا ہے... بعض ائمہ نے تو اس حدیث کی تائید و تخریج و شرح پر کتب و رسائل تک لکھے ہیں... صحابہ کرام سے بہت سارے آثار مروی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے قرآن اور حدیث بھر اقوال صحابہ پھر ان پر کیا گیا اجتہاد و قیاس کرنا اور عمل کرنا کرانا جائز بلکہ لازم و برحق ہے

(شرح ابوداود للعباد تحت الحدیث3592)

.

یہ حدیث مبارک مشعل راہ ہے کہ قران پھر حدیث و سنت پھر قیاس و استدلال.... اس حدیث مبارک سے واضح ہوتا ہے کہ قران حدیث و سنت سے اجتہاد و استدلال کرنا بر حق وماہر علماء کا منصب بلکہ ذمہ داری ہے.... استدلال و قیاس کرنے میں سب متفق ہوں یہ ضروری نہیں لیھذا غیر منصوص ظنیات و فروعیات میں کبھی اختلاف ہونا فطری عمل ہے

الحدیث... ترجمہ:

غزوہ احزاب سے واپسی پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم (یعنی صحابہ کرام) سے فرمایا کہ:

تم میں سے ہر ایک بنی قریظہ پہنچ کر ہی عصر کی نماز پڑھے "(صحابہ کرام نے جلد پہنچنے کی بھرپور کوشش کی مگر) راستے میں عصر کا وقت ختم ہونے کو آیا تو کچھ صحابہ کرام نے فرمایا کہ ہم عصر نماز بنی قریظہ پہنچ کر ہی پڑھیں گے اور کچھ صحابہ کرام نے فرمایا کہ نبی پاک کا یہ ارادہ نا تھا (کہ نماز قضا ہو اس لیے) ہم عصر پڑھ لیں گے

طبرانی ابن حبان وغیرہ کتب میں روایت ہے جس میں ہے کہ کچھ صحابہ نے راستے میں ہی عصر) نماز پڑھ لی اور کچھ نے فرمایا کہ ہم رسول کریم کی تابعداری اور انکے مقصد میں ہی ہیں لیھذا قضا (کرنے کا گناہ نہین ہو گا اس لیے انہوں نے بنی قریظہ پہنچ کر ہی عصر نماز پڑھی

پس یہ معاملہ رسول کریم کے پاس پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک پر بھی ملامت نا فرمائی

(بخاری حدیث946)

.

دیکھا آپ نے صحابہ کرام علیھم الرضوان کا قیاس و استدلال اور اس میں اختلاف... صحابہ کرام نے اس بر حق اختلاف پر ایک دوسرے کو کافر منافق فاسق گمراہ گستاخ نہیں کہا اور نبی پاک نے بھی کسی کی ملامت نا فرمائی... ایسا اختلاف قابل برداشت ہے بلکہ روایتوں میں ایسے فروعی برحق پر دلیل باادب اختلاف کو رحمت فرمایا گیا ہے

.

اختلاف ایک فطرتی چیز ہے.... حل کرنے کی بھرپور کوشش لازم ہے اور مقدور بھر علم و توجہ اور اہلِ علم سے بحث و دلائل کے بعد اسلامی حدود و آداب میں رہتے ہوئے پردلیل اختلاف رحمت ہے

مگر

آپسی تنازع جھگڑا ضد انانیت تکبر لالچ ایجنٹی منافقت والا اختلاف رحمت نہیں، ہرگز نہیں... اختلاف بالکل ختم نہیں ہو پاتا مگر کم سے کم ضرور کیا جا سکتا ہے، اس لیے اختلاف میں ضد

انانیت، توہین و مذمت نہیں ہونی چاہیے بلکہ صبر اور وسعتِ ظرفی ہونی چاہیے... اور یہ عزم و، ارادہ بھی ہونا چاہیے کہ اختلاف کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی، ختم نہیں ہو پایا تو اختلاف کو ..کم سے کم ضرور کیا جائے گا.. اختلاف کو جھگڑے سے بچایا جائے گا

.

...اختلاف کی بنیاد حسد و ضد ہرگز نہیں ہونی چاہیے

اختلاف اپنی انا کی خاطر نہ ہو

اختلاف لسانیت قومیت کی خاطر نہ ہو

اختلاف ذاتی مفاد لالچ کی خاطر نہ ہو

اختلاف شہرت واہ واہ کی خاطر نہ ہو

اختلاف فرقہ پارٹی کی خاطر کی نہ ہو

اختلاف کسی کی ایجنٹی کی خاطر نہ ہو

اختلاف منافقت، دھوکے بازی کی خاطر نہ ہو

،اختلاف ہو تو دلیل و بھلائی کی بنیاد پر ہو، بہتر سے بہترین کی طرف ہو، علم و حکمت سے مزین ہو

.

ہر شخص کو تمام علم ہو، ہر طرف توجہ ہو، ہر میدان میں ماہر ہو یہ عادتاً ممکن نہیں، شاید اسی لیے مختلف میدانوں کے ماہر حضرات کی شوری ہونا بہت ضروری ہے، اسی لیے اپنے آپ کو عقل کل نہیں سمجھنا چاہیے....بس میں ہی ہوں نہیں سوچنا چاہیے...ترقی در ترقی کرنے کی سوچ ہو، ایک دوسرے کو علم، شعور، ترقی دینے کی سوچ ہو....!!

.

کسی کا اختلاف حد درجے کا ہو، ادب و آداب کے ساتھ ہو، دلائل و شواہد پر مبنی ہو تو اس سے دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے...ایسے اختلاف والے کی تنقیص و مذمت نہیں کرنی چاہیے، ایسے اختلاف پے خطاء والے کو بھی اجر ملتا ہے

:الحدیث

فاجتهد، ثم اصاب فله اجران، وإذا حكم فاجتهد، ثم اخطا فله اجر

مجتہد نے اجتہاد کیا اور درستگی کو پایا تو اسے دو اجر اور جب مجتہد نے اجتہاد کیا خطاء پے ہوا اسے ایک اجر ملے گا

(بخاری حدیث7352)

توجیہ تنبیہ جواب تاویل ترجیح کی کوشش کرنی چاہیے جب یہ ممکن نا ہو تو خطاء اجتہادی پر محمول کرنا چاہیے.....ہاں تکبر عصبیت مفاد ضد انانیت ایجنٹی منافقت وغیرہ کے دلائل و شواہد ملیں تو ایسے اختلاف والے کی تردید و مذمت بھی برحق و لازم ہے

.

اسی طرح ہر ایک کو اختلاف کی بھی اجازت نہیں...اختلاف کے لیے اہل استنباط میں سے ہونا ضروری ہے...کافی علم ہونا ضروری ہے...وسعت ظرفی اور تطبیق و توفیق توجیہ تاویل ترجیح وغیرہ کی عادت ضروری ہے، جب ہر ایرے غیرے کم علم والے کو اختلاف کی اجازت نا ہو گی تو اختلافی فتنہ فسادات خود بخود ختم ہوتے جاءیں گے

.

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ: «مَنْ كَانَ عَالِمًا بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَبِقَوْلِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا اسْتَحْسَنَ فُقَهَاءُ الْمُسْلِمِينَ وَسِعَهُ أَنْ يَجْتَهِدَ رَأْيَهُ... قال الشافعي لَا يَقِيسُ إِلَّا مَنْ جَمَعَ آلَاتِ. الْقِيَاسِ وَهِيَ الْعِلْمُ بِالْأَحْكَامِ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَرْضِهِ وَأَدَبِهِ وَنَاسِخِهِ وَمَنْسُوخِهِ وَعَامِّهِ وَخَاصِّهِ وَإِرْشَادِهِ وَنَدْبِهِ

وَلَا يَكُونُ لِأَحَدٍ أَنْ يَقِيسَ حَتَّى يَكُونَ عَالِمًا بِمَا مَضَى قَبْلَهُ مِنَ السُّنَنِ، وَأَقَاوِيلِ السَّلَفِ وَإِجْمَاعِ.... النَّاسِ وَاخْتِلَافِهِمْ وَلِسَانِ الْعَرَبِ وَيَكُونُ صَحِيحَ الْعَقْلِ حَتَّى يُفَرِّقَ بَيْنَ الْمُشْتَبِهِ، وَلَا يُعَجِّلَ بِالْقَوْلِ وَلَا

يَمْتَنِعَ مِنَ الِاسْتِمَاعِ مِمَّنْ خَالَفَهُ لِأَنَّ لَهُ فِي ذَلِكَ تَنْبِيهًا عَلَى غَفْلَةٍ رُبَّمَا كَانَتْ مِنْهُ.... وَعَلَيْهِ بُلُوغُ غَايَةِ جُهْدِهِ، وَالْإِنْصَافُ مِنْ نَفْسِهِ حَتَّى يَعْرِفَ مِنْ أَيْنَ قَالَ مَا يَقُولُ

امام محمد بن حسن فرماتے ہیں کہ جو کتاب اللہ کا عالم ہو سنت رسول اللہ کا عالم ہو اور صحابہ کرام کے اقوال کا عالم ہو اور فقہاء کے اجتہاد و استنباط و قیاس کا عالم ہو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ قیاس و اجتہاد کرے... امام شافعی فرماتے ہیں کہ قیاس و اجتہاد وہی کر سکتا ہے کہ جس نے قیاس کے لیے مطلوبہ علوم و فنون میں مہارت حاصل کی ہو، مثلا قرآن کریم (اور سنت رسول) کے احکامات کا علم ہو قرآن کریم (و سنت رسول) کے فرض واجبات آداب ناسخ منسوخ عام خاص اور اس کے ارشادات و مندوبات وغیرہ کا علم ہو... قیاس و اجتہاد صرف اس عالم کے لئے جائز ہے کہ جو عالم ہو سنتوں کا، اسلاف (صحابہ کرام تابعین عظام و دیگر ائمہ) کے اقوال کا عالم ہو، اسلاف کے اجماع و اختلاف کا عالم ہو، لغت عرب کے فنون کا عالم ہو، عمدہ عقل والا ہو تاکہ اشتباہ سے بچ سکے، اور جلد باز نہ ہو، اور مخالف کی بات سننے کا دل جگرہ رکھتا ہو کہ ممکن ہے یہ غفلت میں ہو اور مخالف کی تنقید سے غفلت ہٹ جائے اور اس پر واجب ہے کہ دلائل پر بھرپور غور کرے انصاف کے ساتھ بلاتعصب اور اسے پتہ ہونا چاہیے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے کس بنیاد پر کہہ رہا ہے

(جامع بیان العلم وفضلہ 2/856)

.##################

مرزا جہلمی کی دوسری بات...المفھوم

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمامہ مبارک اور کپڑے پر مسح کیا ہے تو جب کپڑے پر مسح ہو سکتا ہے تو پتلی جرابوں پر مسح کیوں نہیں ہو سکتا... مرزا جہلمی کے مطابق حنفی بابوں نے یہ مسئلہ اپنے قیاس و من پسندی سے اختیار کیا ہو بلکہ مرزا جہلمی کے انداز سے لگتا ہے جیسے انکے مطابق حنفی بابوں نے حدیث کی مخالفت کرتے ہوئے یہ مسئلہ نکالا ہے نعوذ باللہ

.

!!......جواب.و. تحقیق#

پہلی بات:

...اس مسئلہ پر صحابہ کرام میں اختلاف رہا تابعین میں اختلاف رہا بعد کے فقہاء میں اختلاف رہا بعض صحابہ و تابعین نے عمامے پر مسح کرنے کو جائز کہا بعض نے ناجائز کہا....کچھ حوالہ جات حاضر خدمت ہیں

:امام ترمزی لکھتے ہیں

سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَ : السُّنَّةُ يَا ابْنَ أَخِي. قَالَ : وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ، فَقَالَ : أَمِسَّ الشَّعَرَ الْمَاءَ

سیدنا جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے سوال کیا کہ کیا عمامے (پگڑی) پر مسح کرنا جائز ہے تو فرماتے ہیں کہ پانی بالوں کو لگے تو جائز ہے

(ترمزی روایت 102)

او جہلمی بتا کیا علماء احناف پر اعتراض کی طرح صحابی سیدنا جابر رضی اللہ تعالی عنہ پر بھی اعتراض کرو گے کہ انہوں نے حدیث کا خلاف کیا، بابیت پھیلائی، من مانی کی.....؟؟ یقینا صحابہ و تابعین و علماء ،احناف نے بابیت نہیں پھیلائی من مانی نہیں کی، حدیث پر عمل کیا.....ہاں ہاں البتہ تم میں تمہاری دال میں کچھ کالا ضرور ہے، تمھارے سینے میں بغض ضرور ہے، یہی تمہارے باطل اور فسادی ہونے کی نشانی ہے کاش تمہیں ادب و ہدایت ملے ورنہ کوئی تمھیں سزا و لگام لگائے کہ .گستاخ ضدی فسادی کا یہی آخری علاج ہے

وَقَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ : لَا يَمْسَحُ عَلَى الْعِمَامَةِ إِلَّا أَنْ يَمْسَحَ بِرَأْسِهِ مَعَ ،الْعِمَامَةِ. وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی صحابہ کرام اور کئی تابعین اور کئی اہل علم ،کا یہ قول ہے کہ عمامہ پر مسح کرنا جائز نہیں ہے سوائے اس صورت کے کہ سر کا بھی مسح کیا جائے یہی قول ہے سیدنا سفیان ثوری کا سیدنا مالک بن انس کا سیدنا ابن مبارک کا سیدنا امام شافعی کا ہے

(ترمذی تحت الحدیث100)

ارے جہلمی بتا کیا علماء احناف پر اعتراض کی طرح کئ صحابہ کرام تابعین عظام وفقہاء پر بھی اعتراض کروگے کہ انہوں نے حدیث کا خلاف کیا...؟ بابیت پھیلائی...؟ من مانی کی.....؟؟ یقینا صحابہ وتابعین وعلماء احناف نے بابیت نہیں پھیلائی من مانی نہیں کی، حدیث پر عمل کیا.....ہاں ہاں البتہ تم میں، تمہاری دال میں کچھ کالا ضرور ہے، تمھارے سینے میں بغض ضرور ہے، یہی تمہارے باطل اور فسادی ہونے کی نشانی ہے کاش تمہیں ادب وہدایت ملے ورنہ کوئی تمھیں سزا و لگام لگائے کہ گستاخ ضدی فسادی کا یہی آخری علاج ہے

.

دوسری بات#

جہلمی تم قیاس کررہے ہو کہ جب عمامے پر مسح جائز ہے تو پتلی جراب پے بھی مسح جائز ہے.... لیکن قیاس کرنے سے پہلے قیاس کے قواعد وضوابط بھی کاش کہ پڑھے ہوتے، عمامہ پر مسح کرنے نہ کرنے میں اختلاف ہے اور ایسے اختلافی مسئلہ پر بطور دلیل قیاس نہیں کیا جاسکتا

لأن الدليل إذا تطرق إليه الاحتمال سقط به الاستدلال

دلیل میں احتمال(اختلاف، کئ معنی)ہو جائے تو اس سے استدلال وقیاس نہیں کرسکتے

(أصول الفقه الذي لايسع الفقيه جهله ص188)

ثمَّ اِلاحْتِمَال إِن كَانَ فِي دَلِيل الحكم سقط اِلاسْتِدْلَال

اگر کسی حکم کی دلیل میں احتمال(اختلاف،کئ معنی)ہوں تو اس سے استدلال و قیاس نہیں کرسکتے

(التحبیر شرح التحریر5/2388)

.#############

مرزا جہلمی کی تیسری بات...المفھوم#

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ میں تو پاؤں پر مسح کرنے کا قائل ہوں کیونکہ مصنف ابن ابی شیبہ میں تابعی سیدنا عکرمہ سے ثابت ہے کہ وہ پاؤں پر مسح کرنے کے قائل تھے، جہلمی قیاس کرتے ہوے کہتا ہے کہ جب پاؤں پے مسح ہو سکتا ہے تو پتلی جرابوں پے مسح کیوں نہیں ہو سکتا.....؟؟

.

جواب:

پہلی بات#

تم خود مان چکے کہ مسح کے لیے موٹی جرابیں شرط ہیں پھر اب کہہ رہے ہو کہ بغیر جراب کے مسح بھی جائز ہے تو اسکا مطلب بنا کہ پتلی جراب پے بھی تمھارے مطابق مسح جائز ہے...جب پتلی

جراب پر مسح جائز ہے تو تم جراب موٹی ہونے کی شرط کیوں لگا رہے ہو یہ تو تضاد بیانی جہالت و کم علمی و دوہرا معیار و منافقت ہوا ناں.....؟؟

.

دوسری بات#

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا موزوں پر مسح کرنا اور صحابہ کرام کا موزوں پر مسح کرنا دلیل ہے کہ خالی قدموں کا مسح جائز نہیں مسح کے لیے موزے یا جو موزے کے حکم میں ہوں وہ موٹی جرابیں شرط ہیں جبکہ تم کہہ رہے ہو کہ خالی پاؤں کا بھی مسح جائز ہے

.

تیسری بات#

:الحدیث

تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ سَافَرْنَاهُ، فَأَدْرَكَنَا، وَقَدْ حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ، فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلَى أَرْجُلِنَا، فَنَادَى : " وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ

ایک سفر میں صحابہ کرام وضو کرتے وقت پاؤں پر مسح کرنے لگے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسے پاؤں ہلاکت و جہنم میں ہیں (مسلم حدیث 241 بخاری حدیث 60 نحوہ).

:چوتھی بات

تمھارے مطابق بھی قدموں کا مسح متنازعہ ضرور ہے لیکن تمھاری جہالت تعصب فسادیت ہے کہ متنازعہ پر قیاس کر رہے ہو حالانکہ اوپر ہم قاعدہ بیان کر آئے کہ متنازعہ سے دلیل پکڑنا درست نہیں.......!!

.

!!.....پانچویں بات #

بعض صحابہ کرام نے قدموں پر مسح کو جائز فرمایا تھا مگر پھر رجوع کر کے سب صحابہ کرام اہلبیت عظام نے متفقہ فتوی دیا کہ پاؤں موزے ومثلہ سے خالی ہوں تو دھونا ضروری ہے مسح جائز نہیں.... مگر تم جہملی صحابہ کرام اہلبیت عظام کے خلاف جا رہے ہو حدیث کے خلاف جا رہے ہو اور طعنے پابند سنت علماء کرام پر مار رہے ہو.... شرم کرو شرم

:امام ابن حجر لکھتے ہیں

وَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِي صِفَةِ وُضُوئِهِ أَنَّهُ غَسَلَ رِجْلَيْهِ وَهُوَ الْمُبَيِّنُ لِأَمْرِ اللَّهِ وَقَدْ قَالَ فِي
حَدِيثِ عَمْرو بن عبسه الَّذِي رَوَاهُ بن خُزَيْمَةَ وَغَيْرُهُ مُطَوَّلًا فِي
فَضْلِ الْوُضُوءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ وَلَمْ يَثْبُتْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ
الصَّحَابَةِ خِلَافُ ذَلِكَ إِلَّا عَن علىوبن عَبَّاسٍ وَأَنَسٍ وَقَدْ ثَبَتَ عَنْهُمُ

الرُّجُوعُ عَنْ ذَلِكَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى أَجْمَعَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى غَسْلِ الْقَدَمَيْنِ رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُور

تواتر سے ثابت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم وضو میں پاؤں دھویا کرتے تھے، تو اس فعل و احادیث سے ایت کی تشریح ہو گئ کہ پاؤں پر مسح نہیں کرنا، اس بات پر اکثر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور جو سیدنا علی سیدنا انس سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے جو فرمایا تھا کہ پاؤں پے مسح جائز ہے تو انہوں نے اس فتوے سے رجوع کر کے فرمایا کہ پاؤں پے (جب موزے یا موٹی جرابیں نہ ہوں تو) مسح جائز نہیں

(فتح الباری شرح بخاری1/266)

.

تحریر: العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر ✍

whats App,twitter nmbr

00923468392475

03468392475

03062524574

.

تحریر نمبر14

مرزا جہلمی شدید مذاق اڑاتے ہوئے کہتا ہے کہ اپنے اپ کو سگ یعنی کتا کہتے ہو اور جہاں کتا ہوتا ہے وہاں رحمت کے فرشتے نہیں اتے۔۔اس اعتراض کا بھی علمی جواب اس تحریر 14 میں پڑھیے

سگ مدینہ، سگ مرشد، سگ علماء وغیرہ کہنے پے اہلسنت بریلوی اور خاص کر دعوت اسلامی پر شدید طنزیہ اعتراض کا علمی منہ توڑ جواب مرزا جہلمی کو

سوال:

علامہ صاحب مرزا جہلمی بار بار گھٹیا پن کے ساتھ شدید مذاق اڑاتے ہوئے تضحیک و تحقیر کرتے ہوائے شدید طنزیہ انداز میں کہتا ہے کہ اہلسنت خاص کر بریلوی اپنے اپ کو کتا کہتے ہیں اور

حدیث پاک میں ہے کہ جہاں کتا ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے....علامہ صاحب اسکا منہ توڑ علمی جواب لکھیے

.

!!......جواب.و. تحقیق#

:پہلا جواب

:الحدیث

مَنْ أَمْسَكَ كَلْبًا، فَإِنَّهُ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطٌ، إِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ أَوْ مَاشِيَةٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کتا رکھا تو اس کے عمل سے ایک قیراط ثواب کم کیا جائے گا سوائے اس کے کہ کھیتی کی حفاظت اور بھیڑ بکریوں جانوروں کی حفاظت کے لیے کتا رکھے (تو اجازت ہے، ثواب کم نہ ہو گا..رحمت کے فرشتوں کا آنا ممنوع نہ ہو گا بلکہ ثواب برابر ملے گا اور رحمت کے فرشتے بھی آئیں گے)

(بخاری حدیث 2322)

مرزا جہلمی صاحب بتائیے کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخصوص چوکیدار کتے رکھنے کی اجازت دے کر اس چیز کی اجازت دی کہ رحمت کے فرشتوں کو اپنے گھروں سے بھگاؤ.....؟؟

.

مرزا جہلمی سن ہم اہلسنت بریلوی چوکیدار وفادر اپہرے دار غلام وخادم کتے ہیں تیرے طرح بھونکنے والے باولے فسادی لوسی کاٹ کھانے کی کوشش کرنے والے وحشی درندے کتے نہیں کہ جن کی وجہ سے رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور ایسے تیرے جیسے کتوں کو مارنے کا حکم ہے

.

.

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ، وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَالْغَنَمِ،

بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کتوں کو مارنے کا حکم دیا لیکن شکاری کتوں اور بھیڑ بکریوں کے رکھوالی چوکیداری کے کتوں کو نہ مارنے کی اجازت دی..(سنن نسائی حدیث 67).

أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ،" ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام کتوں کو مارنے کا حکم دیا پھر شکاری کتوں اور بھیڑ بکریوں کے رکھوالی چوکیداری کے کتوں کو نہ مارنے کی اجازت دی

(مسلم حدیث 280 ملخصا)

مرزا دیکھ تیرے جیسے درندے کتوں کو مارنے کا حکم ہے، اب جوتوں سے ماریں کہ شاید ہدایت ملے اور تو چوکیدار وفادار کتا بن جائے یا پھر حاکم اسلام تیرے جیسے درندے وحشی فسادی باؤلے کتے کو قید یا قتل کی سزا دے دے کہ لوگ راحت و نجات پائیں، گمراہ گستاخ ہونے سے بچ جائیں....اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تیرے شر و شرارت کو حکمران لگام نہ لگائیں تو عوام اب تیرے جیسے ضدی فسادی لو لگام لگا سکتی ہے.....!!

.

ہاں البتہ چوکیدار وفادار کتوں کی مذمت نہیں بلکہ اجازت ہے اور جب اجازت ہے تو کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کی اجازت دی کہ تم کتے رکھو ایسے کتے رکھو تاکہ تمہارے گھروں میں رحمت کے فرشتے نہ ائیں....؟؟ ہرگز نہیں اس قسم کے چوکیدار کتے رکھنے سے رحمت کے فرشتے آنے سے ایسے کتے رکاوٹ نہیں.....!!

.

مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ مَاشِيَةٍ أَوْ ضَارِيَةٍ، نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ عَمَلِهِ قِيرَاطَانِ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کتا پالا تو اس کے عمل سے دو قیراط کم کر دیے جائیں گے سوائے جانوروں کی چوکیداری والے کتے کے اور سوائے شکاری کتے کے (ان کی

اجازت ہے، ثواب کم نہ ہو گا، رحمت کے فرشتوں کا آنا ممنوع نہ ہو گا بلکہ ثواب برابر ملے گا اور (رحمت کے فرشتے بھی آئیں گے

(بخاری حدیث5480)

.

مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ ضَارِيَةٍ، أَوْ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کتا پالے تو اس کے عمل سے دو قیراط کم کر دیے جاتے ہیں، سوائے جانوروں کی چوکیداری والے کتے کے اور سوائے شکاری کتے کے (ان کی اجازت ہے، ثواب کم نہ ہو گا، رحمت کے فرشتوں کا آنا ممنوع نہ ہو گا بلکہ ثواب برابر ملے گا اور (رحمت کے فرشتے بھی آئیں گے

(مسلم حدیث1574).

وأن الملائكة إنما لا تدخل البيت الذى فيه الكلب المنهى عن اتخاذه

جن کتوں کو رکھنے کی حدیث میں ممانعت ائی ہے فقط ان کتوں کی وجہ سے رحمت کے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے (جن کتوں کی اجازت ہے ان کی وجہ سے رحمت کے فرشتے داخل نہ ہوں (ایسا نہیں ہے

(إكمال المعلم بفوائد مسلم6/630)

.

قالوا: المراد كلب يحرم اقتناؤه بخلاف كلب الصيد والحراسة ومحافظة الزرع والماشية.....فإن وجودهما لا يمنع دخول الملائكة

علماء کرام نے (حدیث کے استثناء کو دلیل بناتے ہوئے) فرمایا ہے کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں وہ کتے ہوں کہ جن کا رکھنا جائز نہیں ہے بخلاف ان کتوں کے کہ جن کا رکھنا جائز ہے جیسے شکاری کتے چوکیداری کے کتے حفاظت کے کتے، بے شک ایسے کتوں کی وجہ سے رحمت کے فرشتوں کا داخل ہونا ممنوع نہیں ہے

(لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح 7/454 بحذف).

قَالَ الْخَطَّابِيُّ إِنَّمَا لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ مِمَّا يَحْرُمُ اقْتِنَاؤُهُ مِنْ الْكِلَابِ فَأَمَّا مَا لَيْسَ بِحَرَامٍ مِنْ كَلْبِ الصَّيْدِ وَالزَّرْعِ وَالْمَاشِيَةِ فَلَا يَمْتَنِعُ دُخُولُ الْمَلَائِكَةِ بِسَبَبِهِ وَأَشَارَ الْقَاضِي عِيَاضٌ إلَى نَحْوِ مَا قَالَهُ الْخَطَّابِيُّ

امام خطابی فرماتے ہیں کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس میں وہ کتے ہوں یا وہ کتا ہو کہ جس کا رکھنا جائز نہیں ہے اور وہ کتے کہ جن کو رکھنا حرام نہیں ہے جیسے کہ شکاری کتے کھیت کے کتے جانوروں کی حفاظت کے کتے تو ان کتوں کی وجہ سے رحمت کے فرشتوں کا داخل ہونا گھر میں ممنوع نہیں ہے اور امام قاضی عیاض نے بھی اسی قسم کی بات فرمائی ہے

(طرح التثريب في شرح التقريب 6/35)

.

(فِيهِ كَلْبٌ) : أَيْ إِلَّا كَلْبَ الصَّيْدِ وَالْمَاشِيَةِ وَالزَّرْعِ

رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتے ہوں، سوائے اس کے کہ شکاری کتے ہوں یا جانوروں کی حفاظت یا کھیت کی حفاظت کے کتے ہوں (توان کتوں کے رکھنے کی وجہ سے (رحمت کے فرشتے نہ آئیں ایسا نہیں ہے

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح 7/2848).

إنما لا تدخل الملائكة بيتاً فيه كلب أو صورة مما يحرم اقتناؤه من الكلاب... وأما ما ليس بحرام من كلب الصيد والزرع والماشية....، فلا يمتنع دخول الملائكة بسببه

رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس میں وہ کتے ہوں یا وہ کتا ہو کہ جس کا رکھنا جائز نہیں ہے اور وہ کتے کہ جن کو رکھنا حرام نہیں ہے جیسے کہ شکاری کتے کھیت کے کتے جانوروں کی حفاظت کے کتے توان کتوں کی وجہ سے رحمت کے فرشتوں کا داخل ہونا گھر میں ممنوع نہیں ہے

(شرح المشکاۃ للطیبی 9/2944 ملتقطا)

.

حملُ الْكَلْبِ عَلَى غَيْرِ كَلْبِ الصَّيْدِ وَالزَّرْعِ وَنَحْوِهِمَا

جن کتوں کی وجہ سے رحمت کے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے اس سے مراد وہ کتے ہیں کہ جو شکار کے لیے نہ ہوں کھیت کی حفاظت کے لیے نہ ہوں اور اس قسم کے دیگر ضروریات کے لیے نہ ہوں(اگر ضروریات کے لیے کتے رکھے جائیں تو رحمت کے فرشتے داخل نہ ہوں یہ ضروری نہیں ہے)

(حاشية السندي على سنن ابن ماجه 2/386)

.

قال الخطابي....وَأَمَّا الْكَلْبُ فَهُوَ أَنْ يُقْتَنَى لِغَيْرِ الصَّيْدِ وَالزَّرْعِ وَالْمَاشِيَةِ وحراسة الدّور....فَالْوَجْهُ مَا قَالَهُ الْخَطَّابِيُّ

امام خطابی فرماتے ہیں رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس گھر میں وہ کتے ہوں کہ جن کو رکھنا جائز نہیں ہے... البتہ وہ کتے کہ جو شکار کے لیے یا کھیت کی حفاظت کے لیے یا جانوروں کی حفاظت کے لیے یا گھروں کی حفاظت کے لیے ہوں تو ان کی وجہ سے رحمت کے فرشتے گھر میں داخل نہ ہوں ایسا نہیں ہے... امام سیوطی نے فرماتے ہیں کہ یہی بات (دلائل کی رو سے) درست ہے

(حاشیۃ السیوطی علی النسائی 1/41)

.

لَكِنَّ الْجَمْعَ الَّذِي دَلَّ عَلَيْهِ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ أَوْلَى

امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی بیان کردہ حدیث میں تھا کہ ان کتوں کو رکھنا جائز ہے کہ جو شکار یا کھیت و جانوروں کی حفاظت کے لیے ہوں تو اس حدیث کی وجہ سے کہا جائے گا کہ ایسے کتوں کی وجہ سے رحمت کے فرشتوں کا داخلہ ممنوع نہیں ہو جاتا، یہی توجیہ و تطبیق و جمع اور یہی معنی و مفہوم اولی و بہتر ہے(فتح الباری شرح بخاری 10/392 مشرحا).

وحاصله أن الكلاب التي أذن فِي اقتنائها لا تدخل فِي حكم منع دخول الملائكة، ويؤيد ذلك أن منْ اقتناها لا يدخل فِي نقص القيراط، أو القيراطين، حيث استثناه الشارع منْ ذلك، فكذا هنا فيما يظهر. والله تعالى أعلم

گفتگو اور بحث کا حاصل یہ ہے کہ وہ کتے کہ جن کو رکھنے کی اجازت دے دی گئی ہے تو رحمت کے فرشتوں کے داخل ہونے سے وہ کتے مانع نہیں ہیں، اس بات کی تائید اس حدیث پاک سے ہوتی ہے کہ جس میں ہے کہ جس نے کتا رکھا تو اس کے عمل سے ایک قراط یا دو قراط کم کر دیا جائے گا سوائے شکاری کتے کے، سوائے کھیت و جانوروں کے کتے کے... جس طرح ثواب کی کمی میں ممنوع کتے مانع ہیں اسی طرح رحمت کے فرشتوں کے داخل ہونے میں ممنوع کتے مانع ہوں گے دیگر کتے جن کی اجازت ہے وہ رحمت کے فرشتوں کے داخل ہونے میں مانع نہیں ہوں گے، یہی دلائل سے ظاہر و قوی ہے واللہ تعالیٰ اعلم

(ذخیرۃ العقبی 33/115)

.

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

!!.....دوسرا_جواب#

سگِ مدینہ، سگ مرشد... سگ علماء... کہنے سے مراد حقیقی طور پر جانور کتا ہونا مراد نہیں ہوتا بلکہ اس سے مراد عاجز حقیر فقیر خادم نوکر چوکیدار وغیرہ ہوا کرتا ہے جیسے سیدنا علی اور سیدنا حمزہ نے خود شیر کہا تو درندہ وحشی جانور مراد ہونا مراد نہیں بلکہ بہادر ہونا مراد ہے

.

:اردو کی معتبر لغات فرہنگ آصفیہ اور فیروز اللغات میں سگ اور کتے کے یہ معنی لکھے ہیں

...کلب.. سگ.. کوکر... ایک مشہور جانور.. ایک قسم کی گھاس... غلام

.بندہ... دربان.... حقیر... وغیرہ..(فرہنگ آصفیہ 464/3 فیروز اللغات ص989 نحوہ)

سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے غزوہ خیبر کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ کی موجودگی میں بڑے فخر سے مرحب کو للکارتے ہوئے فرمایا:

أَنَا الَّذِي سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ

میں علی وہ ہوں کہ جس کی ماں نے اس کا نام شیر رکھا ہے

(مسلم روایت 1807)

.

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

أناحمزة بن عبد المطلب أسد الله وأسد رسوله...(سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ نے للکارتے ہوئے فرمایا)"میں حمزہ، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا شیر ہوں، اسکے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا شیر ہوں(طبقات کبری2/12)

.

وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ أَسَدٍ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعامیں یہ بھی فرماتے تھے تاکہ امت بھی اس طرح کی دعا) کرے، یہ دعا بھی فرماتے تھے کہ) یااللہ میں تیری پناہ مانگتاہوں شیر (کے شر حملے ونقصان) سے

(ابوداؤد حدیث2603)

اب اگر گندے دماغ والا جہلمی جیسامردود ناپاک گستاخ تکبر شر شرارت کی ذہنیت والا جاہل جہملی جیسابندہ حقارت و گستاخی وہاہا کر کے بولے کہ سیدنا علی اور سیدنا حمزہ کے شر وفساد سے نبی پاک نے پناہ مانگی ہے تو اسکا علاج کیاہوناچاہیے.......؟؟

سمجھاناہمارافرض تھااللہ ایسوں کو سمجھ عطاء فرمائے ورنہ نہ سمجھنے والے ڈھیٹ گستاخ گندے ضدی فسادی کاعلاج دھلائی لگتاہے پھر بھی نہ سمجھیں تو ایسے فسادی گستاخ ناسور کو حسب طاقت وحسبِ شرع خاتمہ وہر طرح کابائیکاٹ کرنالازم ہوجاتاہے

.

تحریر:العاجزالحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر ✍

whats App,twitter nmbr

00923468392475

03468392475

03062524574

تحریر نمبر15

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ تم حدیث کو چھوڑ کر اپنے بابوں کی بات مانتے ہوئے سجدہ اس طرح کرتے ہو۔۔۔؟؟اس کا بھی علمی جواب پڑھیے اس تحریر 15 میں

سوال:

حضرت گروپ میں کچھ اہلحدیث اعتراض کر رہے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ، کہ پہلے ہاتھ رکھو پھر گھٹنے رکھو سجدے میں جاتے وقت...ایسی بات مرزا جہلمی نے بھی کہی ہے غیر مقلد اہلحدیث وغیرہ کا کہنا ہے کہ تم بریلوی حنفی لوگ اس حدیث کے صاف صاف خلاف جاتے ہو، اپنے بابوں کی مانتے ہو.....(نعوذ باللہ)

.

!!......جواب و تحقیق#

خلاصہ:

احادیث و سنت اور صحابہ کرام اہلبیت عظام کے عمل سے ثابت ہوتا ہے اور اکثر علماء کا یہی فتوی ہے کہ سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنے رکھیں پھر ہاتھ پھر چہرہ اور جب اٹھیں تو پہلے چہرہ اٹھائیں پھر ہاتھ پھر گھٹنے، ہاں اگر کمزوری بیماری وغیرہ کوئی وجہ صحیح ہو تو پہلے ہاتھ رکھ سکتے ہیں... غیر مقلدوں نام نہاد اہلحدیثوں وغیرہ نے ایسی گندی سوچ عام کر دی ہے کہ بندہ دو چار ایات و احادیث پڑھ کر خود مجتہد سمجھ بیٹھتا ہے اور اپنے سے مسائل بتاتا ہے اور اسلاف و فقہاء پر بھونکنا شروع ہو جاتا ہے کہ جی وہ تمھارے بابے حدیث کے خلاف کرتے تھے، حدیث و سنت کے خلاف فتوی دیتے تھے... نعوذ باللہ، غیر مقلدوں نام نہاد اہلحدیثوں اور مرزا جہلمی اور اسکے ماننے والے وغیرہ

،پر فرض ہے کہ مطالعہ وسیع کریں، علماء سے باادب ہو کر پوچھیں، مختلف دلائل تلاش کریں باشعور علماء سے تطبیق توفیق ترجیح توجیہ وغیرہ سیکھیں، فروعیات میں اختلاف ہو تو کسی کی مذمت نہ کریں بلکہ اسکی دلیل ڈھونڈیں، فتنہ فساد شر شرارت فتوے بازیاں نہ کریں، حسد نہ کریں، غلط فھمیاں گمراہیاں نہ پھیلائیں، شرعی حکم لگانے پر جراءت نہ کریں، پہلے ہی امت انتشار و نفرت کا شکار ہے مزید انتشار و نفرتیں نہ پھیلائیں....ہاں جن سے اصولی اختلاف ہے، جو منافق و مکار لالچی فسادی ہیں انکی اصلاح کے ساتھ ساتھ مذمت و بائیکاٹ برحق ہے....!!اگر آپ کو غلطی سے تھوڑا سا علم مل گیا ہے تو علماء کی توہین جھگڑے فسادات برپا مت کر بلکہ علم بڑھاؤ، مطالعہ وسوچ وسیع کرو، توجیہ تطبیق تلاش کرو، ادب کرو، ادب سکھاؤ پھیلاؤ.....!!.

:الحدیث

مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِيُبَاهِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ، وَيُجَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ، وَيَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللَّهُ جَهَنَّمَ

جو علم حاصل کرے تاکہ علماء پر تکبر کرے (انکی توہین کرے، انکو کمتر سمجھے انکو کمتر بتائے انکا ادب نہ کرے، فروعی اختلاف باادب ہو کر نہ کرے) یا جہلاء کم علموں عوام کو (دوسرے برحق علماء کے علم تحقیقات و فتووں میں) شک میں ڈالے (علماء کے اقوال و تحقیقات کی توجیہ دلائل تطبیق وغیرہ بیان نہ کرے بلکہ انکو مشکوک ظاہر کرے) یا پھر شہرت و مال کی لالچ ہو تو اللہ ایسے علم والے کو جہنم میں ڈالے گا

(ابن ماجہ حدیث260 ترمذی حدیث2654 نحوہ)

.

وائل بن حجر...رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ

صحابی سیدناوائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نماز پڑھتے ہوئے جب آپ سجدے میں جاتے توسب سے پہلے اپنے گھٹنے رکھتے ہاتھوں سے پہلے اور جب وہ سجدے سے اٹھتے تو اپنے ہاتھ پہلے اٹھاتے اور گھٹنے بعد میں اٹھاتے

ابن ماجہ حدیث882)

(ابوداود حدیث838)

.(نسائی حدیث1089)(ترمذی حدیث268)

.وائل بن حجر...فَلَمَّا سَجَدَ وَقَعَتَا رُكْبَتَاهُ إِلَى الْأَرْضِ قَبْلَ أَنْ تَقَعَ كَفَّاهُ

سیدناوائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ فرماتے تو اپ کے گھٹنے ہاتھوں سے پہلے زمین پر لگتے(ابوداود حدیث736) .

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: " صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ "عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ سَجَدَ وَكَانَ أَوَّلَ مَا وَصَلَ إِلَى الْأَرْضِ رُكْبَتَاهُ

صحابی سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے... پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ فرماتے تو سب سے پہلے جو چیز زمین کو چھوتی وہ آپ کے گھٹنے مبارک ہوتے تھے

(السنن الكبرى-البيهقي-ط العلمية 2/143)

.

عاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، «أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَجَدَ وَقَعَتَا رُكْبَتَاهُ عَلَى الْأَرْضِ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ كَفَاهُ،

سیدنا عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تھے تو ہاتھوں سے پہلے ان کے گھٹنے مبارک زمین پر لگتے تھے

(السنن الكبرى-البيهقي-548/3).(المعجم الأوسط للطبراني 6/97)

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... وَانْحَطَّ بِالتَّكْبِيرِ حَتَّى سَبَقَتْ رُكْبَتَاهُ يَدَيْهِ

صحابی سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اپ جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور پھر سب سے پہلے گھٹنے زمین پر لگتے پھر ہاتھ مبارک

(المستدرک علی الصحیحین 1/349)

(السنن الکبری-البیھقي-ط العلمیة 2/143)

.

أن النبي - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كان إذا سجد بدأ بركبتيه قبل يديه

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تھے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھتے تھے زمین پر

(إتحاف المھرة لابن حجر 15/470)

.

عن سعد قَالَ: «كُنَّا نَضَعُ الْيَدَيْنِ قَبْلَ الرُّكْبَتَيْنِ، فَأُمِرْنَا بِالرُّكْبَتَيْنِ قَبْلَ الْيَدَيْنِ

سیدنا سعد فرماتے ہیں کہ ہم پہلے ہاتھ رکھتے تھے پھر گھٹنے رکھتے تھے تو ہمیں حکم دیا گیا کہ پہلے گھٹنے رکھیں پھر ہاتھ رکھیں

(صحیح ابن خزیمة 1/399)

(إتحاف المھرة لابن حجر 5/95)

(شرح السنة للبغوي 3/135 نحوہ)

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

.

أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِرُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو زمین پے سب سے پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ رکھے

(مسند أبي يعلى حديث6540)

(معرفة السنن والآثار بیھقی19 / 3 نحوہ)

(استاد بخاری مصنف ابن أبي شيبة79 / 3 نحوہ)

.

انفرادی طور پر مذکورہ روایات و حدیث کو ضعیف مان بھی لیا جائے تو بھی تعدد طرق یا دیگر وجوہِ تحسین کی وجہ سے حسن و معتبر کہلائے گی کیونکہ سنی شیعہ نجدی سب کا متفقہ اصول ہے کہ تعدد طرق سے ضعیف روایت حسن و معتبر بن جاتی ہے

وقد يكثر الطرق الضعيفة فيقوى المتن

تعدد طرق سے ضعف ختم ہو جاتا ہے اور (حدیث و روایت کا) متن قوی (معتبر مقبول صحیح و حسن) ہو جاتا ہے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

(شیعہ کتاب نفحات الازھار 55/13)

اَن تعدد الطرق، ولو ضعفت، ترقي الحدیث إلی الحسن

بے شک تعدد طرق اگرچہ ضعیف ہوں ان سے ضعیف روایت و حدیث حسن و معتبر بن جاتی ہے (اللؤلؤ المرصوع ص42)

لِاَنَّ کَثْرَۃَ الطُّرُقِ تُقَوِّي

کثرت طرق (تعدد طرق) سے روایت و حدیث کو تقویت ملتی ہے (اور ضعف ختم ہو جاتا ہے)

(تدریب الراوي في شرح تقریب النواوي, 179/1)

،وإنما يحكم له بالصحة عند تعدد الطرق) أي أو طريق واحد مساو له أو أرجح

ضعیف حدیث کی ایک اور مساوی ضعیف سند مل جائے یا ایک ارجح سند مل جائے یا ایک سے زائد ضیف سندیں مل جائیں تو اس تعدِد طرق سے ضعیف حدیث صحیح (و حسن معتبر قابل دلیل) کہلاتی ہے (شرح نخبۃ الفکر للقاری 297/1

.##################

«أَنَّ عُمَرَ، كَانَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ» ،

بے شک سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ سجدے میں جاتے وقت سب سے پہلے اپنے گھٹنے رکھتے اس کے بعد ہاتھ

(استاد بخاری مصنف ابن أبي شيبة روایت 2703)

.

ابْنِ عُمَرَ، «أَنَّهُ كَانَ يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ إِذَا سَجَدَ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا رَفَعَ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ»

سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ جب سجدے میں جاتے تو سب سے پہلے گھٹنے رکھتے پھر ہاتھ اور جب اٹھتے تو سب سے پہلے ہاتھ اٹھاتے پھر گھٹنے

(استاد بخاری مصنف ابن أبي شيبة روایت 2705)

.

،خَالِدٍ، قَالَ: «رَأَيْتُ أَبَا قِلَابَةَ، إِذَا سَجَدَ بدأَ فَوَضَعَ رُكْبَتَيْهِ

سیدنا خالد فرماتے ہیں کہ میں نے ابو قلابہ کو دیکھا کہ جب وہ سجدہ فرماتے تو سب سے پہلے گھٹنے رکھتے (استاد بخاری مصنف ابن أبي شيبة روایت 2708).

عَنْ مَهْدِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ: «رَأَيْتُ ابْنَ سِيرِينَ، يَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ

سیدنا مہدی بن میمون فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن سیرین کو دیکھا کہ وہ اپنے گھٹنے رکھتے زمین پر ہاتھوں سے پہلے

(استاد بخاری مصنف ابن أبي شيبة روایت 2709)

.

كَانَ أَصْحَابُ عَبْدِ اللَّهِ، إِذَا انْحَطُّوا لِلسُّجُودِ وَقَعَتْ رُكَبُهُمْ قَبْلَ» : أَيْدِيهِمْ

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ کے اصحاب جب سجدے کے لیے جاتے تو ان کے گھٹنے پہلے لگتے پھر ان کے ہاتھ لگتے زمین پر

(استاد بخاری مصنف ابن أبي شيبة روایت 2711

.##############

ہاتھ پہلے رکھنے کی بھی حدیث ہے مگر عام حالات میں گھٹنے پہلے رکھنے کی حدیث کو علماء و محققین نے زیادہ قوی و معتبر قرار دیا اور اسی پر عمل کیا اور اسی پر عموما عمل کی تلقین فرمائی.

وحديثُ وائل بن حُجْر أثبتُ... يضع المُصلّي ركبتَيه قبلَ يدَيه

سیدناوائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت کردہ حدیث کہ جس میں ہے کہ سب سے پہلے گھٹنے رکھے جائیں پھر ہاتھ رکھے جائیں یہ حدیث (اس معاملے میں) سب سے زیادہ ثابت اور قوی ہے

(المفاتيح في شرح المصابيح 2/154)

.

الخطابي..حَدِيثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَثْبَتُ مِنْ هَذَا) : قَالَ الطِّيبِيُّ: ذَهَبَ أَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ إِلَى أَنَّ الْأَحَبَّ لِلسَّاجِدِ أَنْ يَضَعَ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَدَيْهِ، لِمَا رَوَاهُ وَائِلُ بْنُ حُجْرٍ

امام خطابی فرماتے ہیں کہ سیدناوائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت کردہ حدیث (کہ جس میں ہے کہ سب سے پہلے گھٹنے رکھے جائیں پھر ہاتھ رکھے جائیں یہ حدیث اس مسئلے میں) سب سے زیادہ ثابت اور قوی ہے، امام طیبی فرماتے ہیں کہ سیدناوائل بن حجر کی بیان کردہ حدیث کی وجہ سے اکثر اہل علم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے گھٹنے رکھے جائیں گے سجدہ کرتے وقت پھر ہاتھ

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح 2/725).

وحديثُ وائلِ بن حُجر أثبتُ من هذا"، ولذا لم يَرَ أكثرُ العلماء العملَ بهذا الحديث

سیدناوائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت کردہ حدیث (کہ جس میں ہے کہ سب سے پہلے گھٹنے رکھے جائیں پھر ہاتھ رکھے جائیں یہ حدیث اس معاملے میں) سب سے زیادہ ثابت اور قوی

ہے اس لیے اُس روایت پر عمل کرنے کو علماء درست قرار نہیں دیتے کہ جس روایت میں ہے کہ سب سے پہلے ہاتھ رکھو پھر گھٹنے رکھو

(شرح المصابیح لابن الملک2/20)

.

فكان ينبغي أن يكون ما روي عن وائل أثبت

(دلائل و تحقیق کی بنیاد پر یہی کہنا) مناسب ہے کہ جو سیدنا وائل بن حجر سے حدیث پاک روایت ہے (کہ پہلے گھٹنے رکھو پھر ہاتھ) وہ (اس مسئلے میں) سب سے زیادہ ثابت اور قوی ہے

(شرح سنن أبي داود للعيني4/25)

.

عن وائل قال الخطابي: وهو أثبت من حديث تقديم اليدين

امام خطابی فرماتے ہیں کہ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث (کہ جس میں ہے کہ پہلے گھٹنے رکھو پھر ہاتھ وہ حدیث اس مسئلے میں) زیادہ ثابت و قوی ہے اُس حدیث سے کہ جس میں ہے کہ ہاتھ پہلے رکھے جائیں

(فیض القدیر1/373)

.

وضع الركبتين قبل اليدين فعليه جمهور الأئمة وأبو حنيفة والشافعي وأحمد بن حنبل -رحمهم اللَّه أجمعين- عملًا بحديث وائل بن حجر، قالوا: وهو أثبت

ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو رکھنا اس پر جمہور علماء کا ائمہ کا امام ابو حنیفہ کا امام شافعی کا امام احمد بن حنبل کا وغیرہ کا فتوی ہے یہ سب آئمہ علماء محققین فرماتے ہیں ہیں کہ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث اس مسئلے میں زیادہ قوی و اثبت ہے

(لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح3/33)

.

وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ يَرَوْنَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ، وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ

اہل علم (صحابہ کرام اہلبیت عظام تابعین ائمہ اسلاف محققین کی) اکثریت کا عمل اسی پر ہے کہ سجدہ کرتے وقت سب سے پہلے گھٹنے رکھے جائیں اس کے بعد ہاتھ رکھے جائیں اور جب سجدے سے اٹھیں تو سب سے پہلے ہاتھ اٹھائیں پھر گھٹنے اٹھائیں

(ترمذی1/306)

.################

حنفی علماء نے محض قیاس ورائے و من مانی و بابوں کی اندھی پیروی کی وجہ سے فتوی کبھی نہیں دیا بلکہ ہمیشہ قرآن و حدیث و سنت و فعل صحابہ و اہلبیت کو دلیل بنا کر مسائل لکھ گئے اور لکھا کرتے ہیں ہاں قرآن و حدیث و سنت پر قیاس کرنا بھی برحق ہے قرآن و حدیث و فعل صحابہ و اہلبیت سے ثابت ہے...اس مسئلے میں محض قیاس نہیں بلکہ اکثر احادیث و سنت کو دلیل بنایا ہے علماء احناف نے....لیجیے چند حوالے پڑھیے شاید کہ اے حاسد کم علم متکبر جری تمھیں ہدایت و محبت نصیب ہو......!!*

.

وَوَضَعَ رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ يَدَيْهِ) لِمَا رُوِيَ عَنْ وَائِلٍ أَنَّهُ قَالَ «رَأَيْت رَسُولَ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - إذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ» رَوَاهُ أَبُو دَاوُد

سجدے کے لیے جائے گا تو سب سے پہلے اپنے گھٹنے رکھے گا پھر اپنے ہاتھ رکھے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ جو سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب اپ سجدہ فرماتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھ سے پہلے رکھتے اور جب اٹھتے تو ہاتھ پہلے اٹھاتے گھٹنوں سے جس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے

(تبیین الحقائق1/116)

.

وَاضِعًا رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَدَيْهِ إلَّا أَنْ يَعْسُرَ عَلَيْهِ لِأَجْلِ خُفٍّ أَوْ غَيْرِهِ فَيَبْدَأُ بِالْيَدَيْنِ

سجدہ اس طرح کرے گا کہ پہلے گھٹنے رکھے گا پھر ہاتھ رکھے گا مگر یہ کہ اگر مشکل ہو خف کی وجہ سے یا کسی اور کی وجہ سے تو پھر ہاتھ پہلے رکھ سکتا ہے

(ردالمحتار1/498)

.

وَيَضَعُ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَيَضَعُ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ) هَكَذَا نُقِلَ فِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سجدے میں جاتے ہوئے گھٹنے رکھے گا ہاتھوں سے پہلے پھر کانوں کے برابر ہاتھ رکھے گا کیونکہ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت وطریقہ مروی ہے

.(الاختیار لتعلیل المختار1/52)

وَوَضَعَ رُكْبَتَيْهِ، ثُمَّ يَدَيْهِ، ثُمَّ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ بِعَكْسِ النُّهُوضِ) كَمَا كَانَ يَفْعَلُهُ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - كَمَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُد

سجدے میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنے رکھے گا پھر ہاتھ رکھے گا پھر چہرہ رکھے گا دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اور اٹھتے وقت اس کا الٹ کرے گا جیسے کہ رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک اسی طرح تھا جیسے کہ ابوداؤد میں ایسی روایت موجود ہے حدیث موجود ہے(البحر الرائق1/33 .

و" يسن "وضع ركبتيه" ابتداء على الأرض "ثم يديه ثم وجهه" عند" نزوله "للسجود" ويسجد بينهما "و" يسن "عكسه للنهوض" للقيام بأن يرفع وجهه ثم يديه ثم ركبتيه إذا لم يكن به عذر وأما إذا كان ضعيفا أو لابس خف فيفعل ما استطاع ويستحب الهبوط باليمين والنهوض باليسار لأن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا سجد وضع ركبتيه قبل يديه وإذا نهض رفع يديه قبل ركبتيه

اور سنت ہے کہ سب سے پہلے گھٹنے رکھے گا زمین پر پھر ہاتھ رکھے گا پھر چہرہ رکھے گا اور اٹھتے وقت اس کا الٹ کرے گا... یہ سنت ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ فرماتے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو رکھتے اور جب سجدے سے اٹھتے تو پہلے ہاتھ اٹھاتے پھر گھٹنے نیز یہ طریقہ سنت ہے اس شخص کے لیے کہ جس کو مشکل پیش نہ ہو اگر اس کے لیے کوئی عذر ہو کوئی مشکل ہو مثلاوہ کمزور ہو بوڑھا ہو یا خف پہنے ہوئے ہو تو وہ اسی طرح سجدہ کرے جس طرح کہ اس کو استطاعت ہے (لیھذا وہ پہلے ہاتھ رکھ سکتا ہے)

.مراقی الفلاح شرح نور الایضاح ص100)

(ثم كبر ووضع ركبتيه) أولاً (ثم يديه) هذا لم يكن متخففًا فإن كان وضع اليدين أولاً لأنه القدر الممكن أي: من غير عسر (ثم وجهه بين كفيه) مقدمًا بين كفيه ثم جبهته (بعكس النهوض) أي: القيام لأنه الثابت من فعله عليه الصلاة والسلام

پھر تکبیر کہے گا اور اپنے گھٹنے پہلے رکھے گا زمین پر پھر اپنے ہاتھ رکھے گا اور سجدے سے اٹھتے وقت اس کا الٹ کرے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فعل اور سنت سے یہ ثابت ہے... یہ طریقہ اس کے لیے ہے جسے کوئی مشکل درپیش نہ ہو ورنہ خف پہنے ہوئے ہو (یا بوڑھا ہو یا کمزور ہو یا کوئی بھی مشکل پیش ہو تو) آسانی والا طریقہ اپنائے گا مثلا پہلے ہاتھ رکھے گا پھر گھٹنے

(النھر الفائق 1/215)

.

تحریر: العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر

whats App,twitter nmbr

00923468392475

03468392475

03062524574

تحریر نمبر16

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ سیدنا معاویہ نے کہا کہ سیدنا علی کو گالیاں دو۔۔۔اس کا علمی تحقیقی جواب اس تحریر16 میں

.

سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کو ہرگز گالیاں لعنتیں نہ دیتے تھے نہ دلواتے تھے.. حق چار یار کی نسبت سے چار دلائل ملاحظہ فرمائیں اور مرزا جہلمی شیعہ روافض نیم روافض کے دلائل کا منہ توڑ علمی جواب.

سوال:

حضرت اس پے ذرا جلدی تحقیق لکھ بھیجیں کہ کیا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالیاں دلواتے تھے... جہلمی اور اسکے چیلے کہتے ہیں کہ مسلم حدیث 6229 میں صاف صاف لکھا ہے کہ معاویہ نے کہا کہ علی کو گالی دو لعنت کرو اور کہتے ہیں کہ طبری میں صاف لکھا ہے کہ معاویہ قنوت میں سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ اور سیدنا حسن حسین وغیرہ پر لعنت بھیجتے تھے

.

!!......جواب.و. تحقیق#

پہلے ہم مختصرا

چار دلائل حق چار یار کی نسبت سے پیش کر رہے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ اور سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ ایک دوسرے پر گالم گلوچ لعنت ہرگز ہرگز نہ کرتے تھے نہ کراتے تھے

.

!!.....پہلی دلیل#

عن أبي مسلم الخولاني أنه قال لمعاوية: أنت تنازع عليا في الخلافة أو أنت مثله؟ ، قال: لا، وإني لأعلم أنه أفضل مني وأحق بالأمر ولكن ألستم تعلمون أن عثمان قتل مظلوما وأنا ابن عمه ووليه أطلب بدمه؟

ابو مسلم الخولانی فرماتے ہیں میں نے سیدنا معاویہ سے کہا کہ آپ خلافت کے معاملے میں سیدنا علی سے جھگڑا کر رہے ہیں کیا آپ سیدنا علی کی مثل ہیں...؟؟ سیدنا معاویہ نے فرمایا ہرگز نہیں اور بے شک میں جانتا ہوں کہ بے شک وہ (سیدنا علی) مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن کیا تم یہ نہیں جانتے کہ سیدنا عثمان ظلماً شہید کئے گئے اور میں اس کے چچا کا بیٹا ہوں اور اسکا ولی ہوں... کیا میں اس کے خون کا قصاص طلب نہیں کر سکتا....؟؟

(روضۃ المحدثین 7/242)

سیدنا معاویہ و سیدنا علی کا اختلاف تھا مگر آپس میں نفرت و دشمنی نہ رکھتے تھے... سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سیدنا علی کو افضل قرار دے رہے ہیں تو پھر بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کو لعنتیں یا گالیاں دیتے ہوں یا دلواتے ہوں....؟؟.

!!......دوسری دلیل #

قَالَ مُعَاوِيَةُ لِضَرَارٍ الصَّدَائِيِّ : يَا ضَرَّارُ، صِفْ لِي عَلِيًّا....فبكى مُعَاوِيَة وَقَالَ: رحم الله أَبَا الْحَسَن، كَانَ والله كذلك، فكيف حزنك عَلَيْهِ يَا ضرار؟ قَالَ: حزن من ذبح ولدها وَهُوَ فِي حجرها. وكان مُعَاوِيَة يكتب ،فيما ينزل بِهِ ليسأل لَهُ علي بْن أَبِي طالب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ ذَلِكَ فلما بلغه قتله قَالَ: ذهب الفقه والعلم بموت ابْن أَبِي طالب

سیدنا معاویہ نے سیدنا ضرار سے کہا کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی شان بیان کرو میں سننا چاہتا ہوں... سیدنا ضرار نے طویل شان بیان کی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ روتے ہوئے

فرمانے لگے اللہ کی قسم سیدنا علی ایسے ہی تھے... اے ضرار تمہیں سیدنا علی کی وفات پر جو غم ہے وہ بیان کرو... سیدنا ضرار نے فرمایا کہ مجھے غم ایسا ہے جیسے کسی کی اولاد اس کی جھولی میں ہی شہید کر دی جائے.... سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسائل میں سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف لکھ کر پوچھا کرتے تھے جب سیدنا معاویہ کو سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی وفات کی خبر ملی تو فرمایا کہ آج فقہ اور علم چلا گیا

(الاستيعاب في معرفة الأصحاب,3/1108)

سیدنا معاویہ و سیدنا علی کا اختلاف تھا مگر آپس میں نفرت و دشمنی نہ رکھتے تھے.... سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی تعریف دل سے سن رہے ہیں اور انکی وفات پے رو رہے ہیں تو بھلا ایسے شخص کی متعلق وہ کیسے کہیں گے کہ اس کو گالیاں دو.....؟؟ یہ سراسر جھوٹ ہے کہ سیدنا معاویہ نے سیدنا علی کے متعلق گالیاں دلوانے کی بات کہی ہے یا خود گالی دی لعنت کی ہے یہ سب جھوٹ ہے

.

!!......تیسری دلیل#

وعن جعفرِ بن محمد، عن أبيه أنَّ الحسنَ والحسينَ كانا يَقْبَلانِ جوائزَ

.ہنع اللّٰہِ صی ر ۃیواعم

سیدنا حسن حسین سیدنا معاویہ کے تحائف قبول کرتے تھے

(استاد بخاری المصنف-ابن أبي شيبة-296/4)

صرف تحفے لینے اور دینے کا معاملہ نہ تھا بلکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تعریف بھی کیا کرتے تھے

فَلَمَّا اسْتَقَرَّتِ الْخِلَافَةُ لِمُعَاوِيَةَ كَانَ الْحُسَيْنُ يَتَرَدَّدُ إِلَيْهِ مَعَ أَخِيهِ الْحَسَنِ، فَكَانَ مُعَاوِيَةُ يُكْرِمُهُمَا إِكْرَامًا زَائِدًا، وَيَقُولُ لَهُمَا: مَرْحَبًا وَأَهْلًا

جب سیدنا معاویہ کی خلافت (سیدنا حسن و حسین وغیر ھما کی صلح کے بعد) قائم ہو گئ تو سیدنا حسن اور حسین سیدنا معاویہ کے پاس آیا کرتے تھے اور سیدنا معاویہ ان کا بے حد احترام عزت و اکرام کرتے تھے اور ان سے کہتے تھے کہ مرحبا اپنے گھر میں ہی آئے ہو...رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین

(البداية والنهاية ت التركي476/11)

دل پہ ہاتھ رکھ کر کہیے کہ جب اتنی عزت سیدنا معاویہ حسنین کریمین کی کرتے ہوں تو بھلا وہ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ اور سیدنا حسن حسین رضی اللہ تعالی عنہما کو کیسے لعنتیں یا گالیاں دیتے یا دلواتے ہوں گے......؟؟ ہرگز ہرگز نہیں دیتے ہونگے.....!!

.

!!.......چوتھی دلیل#

يبعد على معاوية أن يصرح بلعنه وسبه، لما كان معاوية موصوفًا به من الفضل والدين، والحلم، وكرم الأخلاق...،فحاش معاوية منه، ومن كان على مثل حاله من الصحبة، والدين، والفضل، والحلم، والعلم

سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ علم والے تھے حلم اور برداشت والے تھے فضل والے تھے دیندار تھے اچھے اخلاق والے کریمانہ اخلاق والے تھے تو ایسا شخص کیسے لعنت و گالی دے سکتا ہے بھلا.....؟؟ ہرگز نہیں دے سکتا(المفہم لما أشکل 278/279,6ملتقطا)

.

!!.......مرزا جہلمی اینڈ کمپنی اور شیعہ روافض و نیم روافض کی پہلی دلیل #

یہ سب دلیل کے طور پر کہتے ہیں کہ دیکھو صحیح مسلم میں ہے کہ معاویہ نے کہا کہ علی کو گالی دو

.مسلم حدیث622

!!.......جواب.و. تحقیق#

پہلی بات:

روافض نیم روافض مرزا جہلمی اسکے چاہنے والے جب یہ دلیل پیش کرتے ہیں تو انکے چہرے پے دبی سی مسکراہٹ ضرور ہوتی ہے جیسے انہیں کوئی کمال کی دلیل ہاتھ لگ گئ،ضرور انکے دل میں

بغض بھرا ہو گا.... جن کے دل میں اللہ والوں کی محبت ہوتی ہے، جن کے دل میں اخلاق واعتدال پسندی حق پسندی ہوتی ہے وہ ایسی دلیل سن کر سناٹے میں چلا جاتا ہے اور مرجھائے چہرے سے سوچتاہے کہ ایسا کیسے ہو سکتاہے یا پھر وہ مطمئین ہو کر کہتاہے کہ ایسی دلیل مجھے ملی ہے مگر ضرور یہ دلیل گڑبڑ والی ہو گی کیونکہ قرآن احادیث صحابہ اہلبیت علماء صوفیاء سب سے یہی ثابت ہے کہ اللہ والے گالم گلوچ نہیں کرتے، ہاں اجتہادی اختلاف ہو سکتاہے مگر اللہ کے پیارے ایک دوسرے کو لعنت کریں.... دل نہیں مانتا.... ایسا شخص پھر دل و دماغ سے غور و فکر کرتا ہے تدبر کرتا ہے، ہر زاویے سے روایت کی چھان بین کرتا ہے کہ اسے یقین ہوتا ہے کہ ضرور روایت میں کچھ جھول ہو گا ورنہ اللہ کے پیارے بندے صحابہ کرام اہلبیت عظام گالیاں لعنتیں دیتے ہوں، یہ نہیں ہو سکتا........ اگر کسی ولی سے گناہ ہو بھی جاتا ہے تو اللہ اسے توبہ استغفار کی توفیق عطاء فرماتا ہے

.

!!......دوسری بات#

پہلی بات کو پڑھا سمجھا تو آپ ضرور غور کریں گے، تو آءیے مل کر غور کرتے ہیں کہ صحیح مسلم کی روایت 6229 میں اصل الفاظ کیاہے... تو یہ لیجیے اصل الفاظ:

،سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ ، قَالَ : اسْتُعْمِلَ عَلَى الْمَدِينَةِ رَجُلٌ مِنْ آلِ مَرْوَانَ قَالَ : فَدَعَا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَأَمَرَهُ أَنْ يَشْتِمَ عَلِيًّا

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

سیدنا سہل بن سعد سے ال مروان کے ایک شخص نے کہا کہ تم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو گالی دو

(مسلم روایت 6229)

غور کیجئے لفظ ال مروان ہے یعنی مروان کی اولاد میں سے ایک نے کہا کہ تم سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کو گالی دو.... جبکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ تو مروان کی اولاد میں سے ہیں ہی نہیں !! سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ تو ال ابوسفیان میں سے ہیں

.

مرزا جہلمی اینڈ کمپنی اور روافض و نیم روافض کی دوسری دلیل جس پے بہت اچھل کود کرتے ہیں

روافض نیم روفض شیعہ و یہ مرزا جہلمی اور اس کے چاہنے والے اور کئ وہ لوگ جو خود کو معتدل پڑھا لکھا سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہ سیدنا علی سے بغض رکھتے تھے گالیاں دلواتے تھے دلیل صحیح مسلم کی روایت ہے کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدنا سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ تم سیدنا علی کو گالی کیوں نہیں دے رہے ہو....؟؟ اور یہ لوگ اپنی جاہلی علمیت جھاڑتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کا صاف مطلب ہے کہ اسے سعد تم علی کو گالی دو... نعوذ باللہ

.

!!......جواب.و. تحقیق #

اپنی جاہلانہ علمیت جھاڑنے سے پہلے بدگمانیاں کرنے سے پہلے کچھ تحقیق و تفکر و تدبر سے کام لے لیاہوتا... دراصل بات یہ ہے کہ سیدنا سعد رضی اللہ تعالی عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی ،شہادت کے بعد فتنوں سے جنگوں سے الگ ہوگئے تھے، جنگوں میں نہ تو سیدنا علی کے ساتھ تھے جنگوں میں نہ تو سیدنا معاویہ کے ساتھ تھے.... سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی جنگ خوارج کے ساتھ بھی ہوئی اور سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ اور سیدہ عائشہ سے بھی ہوئی... تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیدنا سعد رضی اللہ تعالی عنہ جیسے عظیم الشان صحابی اخر کس کی طرف تھے... خوارج کی طرف تھے... سیدنا علی کی طرف تھے... سیدنا معاویہ کی طرف تھے یا کس کی طرف تھے...؟ اگر کسی کی طرف نہ تھے تو سیدنا علی کے متعلق ان کا کیا نظریہ تھا.... سیدنا معاویہ کے متعلق ان کا کیا نظریہ تھا اور خوارج کے متعلق ان کا کیا نظریہ تھا....؟؟ اخر کچھ تو وضاحت ہونی چاہیے کہ یہ عظیم الشان صحابی کہ جسے جنت کی بشارت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں ہی عطا فرما دی تھی... یعنی سیدنا سعد رضی اللہ تعالی عنہ ان دس عظیم الشان صحابہ کرام میں سے تھے کہ جن کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے... آخر ایسی شخصیت کس طرف کھڑا ہے....؟؟

.

یہی وہ وجہ تھی کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ جیسے ہوشیار ذہین شخصیت نے سوال پوچھا کہ اے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تم سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کو گالی کیوں نہیں دے رہے اخر کیا وجہ ہے....؟؟ تمہارا کیا نظریہ ہے...؟؟ کیونکہ بظاہر تو تم سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ نہیں

ہو اور نہ ہی میرے ساتھ ہو تو کیا کہیں تم خوارج میں سے تو نہیں ہو گئے نعوذ باللہ یا کہیں تم بغضِ علی تو نہیں رکھتے نعوذ باللہ یا مجھ سے بغض تو نہیں رکھتے....؟؟ اخر آپ کس طرف ہو...؟؟

.

سیدنا سعد رضی اللہ تعالی عنہ نے جواب میں سیدنا علی کی تین عظیم الشان فضیلتیں بیان کر کے یہ واضح کر دیا کہ میں سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ سے شدید محبت رکھنے والا ہوں، میں خوارج میں سے نہیں ہوں.....بس اتنی سی بات تھی، نہ تو سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے گالی دینے کا حکم دیا اور نہ ہی گالی خود دی اور نہ ہی اس جواب کے بعد ان کی کوئی ملامت کی یا اس پر کوئی جبر کیا

.

ولما قتل عثمان اعتزل سعد الفتن

جب سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو شہید کر دیا گیا تو سیدنا سعد رضی اللہ تعالی عنہ تمام جنگوں سے فتنوں سے دور رہے (توضیح شرح بخاری 2/637).

اعتزل سعد الفتنة، فلا حضر الجمل ولا صفين ولا التحکیم

سیدنا سعد رضی اللہ تعالی عنہ تمام جنگوں سے فتنوں سے دور رہے اور وہ جنگ جمل اور جنگ صفین میں حاضر نہ ہوئے اور نہ ہی تحکیم والے معاملے (خوارج والے معاملے) میں حاضر ہوئے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

(تاریخ الإسلام - ط التوفیقیة 3/248)

.

قوله : (إن معاوية قال لسعد بن أبي وقاص : ما منعك أن تسب أبا ، تراب ؟) ، فقول معاوية هذا ليس فيه تصريح بأنه أمر سعدا بسبه وإنما سأله عن السبب المانع له من السب ، كأنه يقول : هل امتنعت تورعا ، أو خوفا ، أو غير ذلك ، فإن كان تورعا وإجلالا له عن السب فأنت مصيب محسن ، وإن كان غير ذلك فله جواب آخر

سیدنا معاویہ نے جو سیدنا سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ آپ کو کیا چیز منع کرتی ہے کہ آپ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کو گالی دو تو سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ قول گالی دینے کا حکم نہیں ہے بلکہ سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ ان سے پوچھ رہے ہیں کہ اپ گالی نہیں دے رہے اس کی وجہ کیا ہے کیا اپ خوف سے گالی نہیں دے رہے(یعنی اندر سے خوارج میں سے ہو گئے ہو کیا....؟؟یا-منافق ہو گئے ہو کیا....؟؟)یا آپ اسلام کے حکم کی پیروی میں گالی نہیں دے رہے ہو یا کوئی اور سبب ہے تو بتاؤ....؟؟تا کہ آپ کو اس مطابق سمجھایا جائے جواب دیا جائے(جب سیدنا سعد رضی اللہ تعالی عنہ نے سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی تین عظیم الشان فضیلتیں بیان کر ،دیں تو جواب واضح ہو گیا کہ وہ سیدنا علی سے شدید محبت کرتے ہیں،وہ خوارج میں سے نہیں منافقین میں سے نہیں اور نہ ہی سیدنا علی سے اصولی اختلاف کرنے والوں میں سے ہیں....جب

بات واضح ہو گئ شکوک شبہات ختم ہو گئے تو سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی انہیں کچھ نہ (کہا، کوئی ملامت وغیرہ نہ کی، کوئی جبر وغیرہ نہ کیا، کوئی مذمت نہ کی

(شرح مسلم نووی 15/175)

.

!!.......مرزا جہلمی اینڈ کمپنی اور شیعہ روافض و نیم روافض کی تیسری دلیل #

روافض نیم روفض شیعہ و یہ مرزا جہلمی اور اس کے چاہنے والے اور کئ وہ لوگ جو خود کو معتدل پڑھا لکھا سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تاریخ طبری میں تو دوٹوک لکھا ہے کہ معاویہ سیدنا علی سیدنا حسن حسین رضی اللہ تعالی عنہم پر لعنت بھیجتے تھے

.

!!......جواب.و. تحقیق #

:پہلی بات

بڑی ہوشیاری کی ہے بڑی چالاکی کی ہے ادھی بات لکھی ہے اپ نے....پہلے ہم پوری بات بیان کرتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں کہ تم اس روایت کو صحیح روایت کیسے مانتے ہو.....؟؟ تاریخ طبری کی :مکمل عبارت کچھ یوں ہے کہ

علي، [وَكَانَ إذا صلى الغداة يقنت فيقول: اللَّهُمَّ العن مُعَاوِيَة وعمرا وأبا الأعور السلمي وحبيبا وعبد الرَّحْمَن بن خَالِدٍ والضحاك بن قيس والوليد] .فبلغ ذَلِكَ مُعَاوِيَة، فكان إذا قنت لعن عَلِيًّا وابن عباس والأشتر وحسنا وحسينا

تاریخ طبری میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ جب صبح کی نماز پڑھتے تھے تو یوں دعا کرتے تھے قنوت میں کہ اے اللہ معاویہ پر لعنت کر عمرو پر لعنت کر، ابو الاعور اور حبیب اور عبد الرحمن اور ضحاک اور ولید پر لعنت کر

جب

یہ بات سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ تک پہنچی تو سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ بھی فجر کی نماز پڑھنے کے بعد قنوت میں یہ دعا کرتے تھے کہ یا اللہ علی پر لعنت کر ابن عباس پر لعنت کر اشتر پر لعنت کر حسن پر لعنت کر حسین پر لعنت کر

(تاریک طبری 5/71)

.

اے لوگو اعتراض کرنے والو اگر تمہارے مطابق یہ گالیوں والی روایت درست ہے تو تاریخ طبری میں تو یہ لکھا ہے کہ نعوذ باللہ سب سے پہلے گالیاں سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے شروع کی اور

اس کے جواب میں معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے گالیاں دیناشروع کی نعوذ باللہ..... کیاایسی روایت تمھاراضمیر قبول کرتاہے.....؟؟

.

!!........دوسری بات #

اس روایت کاراوی ابومخنف ہے اور اس نے اس روایت کی پوری سند ہی بیان نہ کی اور بغیر سند کے گالم گلوچ لعنت جیسی بات صحابہ کرام جیسے معزز حضرات کی طرف نسبت کرنا کیسے قبول کیاجاسکتا ہے.....؟؟.

الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ، وَلَوْلَا الْإِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ

سند دین کاحصہ ہے اگر سند نہ ہوتی توجو شخص جو منہ میں اتا کہہ ڈالتا....(صحیح مسلم ص12)

.

لوط بن یحیى أَبُو مخنف كَذّاب

ابومخنف لوط بن یحیٰی کذاب بہت بڑاجھوٹاراوی ہے

(تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ98/1).

قال یحیی بن معین: لیس بثقۃ. و قال أبو حاتم: متروک الحدیث

ابو مخنف معتبر راوی نہیں ہے اور امام ابو حاتم نے فرمایا ہے کہ یہ متروک راوی ہے

(سير أعلام النبلاء - ط الحديث 10/7)

.

لوط بن يحيى، أبو مخنف: متروك

ابو مخنف متروک راوی ہے

(ديوان الضعفاء ص333)

.

مراتب الضعف الشديد (التي لا يعبر بحديث أصحابها).

-متروك، ذاهب الحديث

یعنی

متروک الحدیث یا ذاہب الحدیث کہا جائے تو یہ شدید ضعیف ہونے کی جرح ہے کہ ایسی شدید ضعیف روایت (فضائل و احکام میں) معتبر نہیں

.(خلاصة التأصيل لعلم الجرح والتعديل ص36)

لْمرتبَة الثَّانِيَة فِي هَذِه قَالَ ابْن أَي حَاتِم اذا قَالُوا مَتْرُوك الحَدِيث اَوْ ذَاهِب الحَدِيث اَوْ كَذَّاب فَهُوَ سَاقِط لَا يكْتب حَدِيثه..الْمرتبَة الثَّانِيَة فلَان مُتَّهم بِالْكَذِبِ اَوْ الْوَضع وَفُلَان سَاقِط وَفُلَان هَالك وَفُلَان ذَاهِب اَوْ ذَاهِب الحَدِيث اَوْ مَتْرُوك اَوْ مَتْرُوك الحَدِيث...وكل من قيل فِيهِ ذَلِك من هَذِه الْمَرَاتِب الثَّلَاث لَا يحْتَج بِهِ وَلَا يستشهد بِهِ وَلَا يعْتَبر بِهِ

مَترُوک الحَدِیث یا ذَاھِب الحَدِیث یا کَذّاب یا فَھُوَ سَاقِط لَا یُکتب حَدِیثه یا مُتّھم بِالْکَذِبِ ایا متھم بالْوَضع وغیرہ کی جرح ہو تو ایسی روایت سے (فضائل و احکام) ثابت نہیں کیے جاسکتے اور نہ ہی ایسی روایت بطور شاہد پیش کی جاسکتی ہے اور نہ ایسی روایت معتبر ہے

(الرفع والتکمیل ص152,153)

.

!!........پیارے مسلمان بھائیو یاد رکھو#

:الحدیث

فَاُفْتَوا بِغَیرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَ اَضَلُّوا

جاہل و کم علم (اپنی من مانی، اپنی خواہشات کے مطابق یا کم علمی کی بنیاد پر یا غلط قیاس کی بنیاد پر) فتویٰ دیں گے تو وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے (لہذا ایسوں سے

بچو، ایسے کم علم و گمراہوں سے قرآن و حدیث مت سنو.. ایسوں کی بات کا کوئی اعتبار نہیں لیھذا انکی نہ سنو نہ مانو بلکہ معتبر سچے علماء سے تحقیق و تصدیق کراؤ.... ایسوں کے خلاف شرع و غلط قیاس و گمان سے بچو، ایسوں کی نام نہاد تحقیق سے بچو... ایسوں کے خلاف شرع و غلط قیاس و حکم کی تقلید (و پیروی سے بچو

(بخاری حدیث100)

.

:الحدیث

أَلَا إِنَّ شَرَّ الشَّرِّ، شِرَارُ الْعُلَمَاءِ، وَإِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ، خِيَارُ الْعُلَمَاءِ

:ترجمہ

خبر دار............!!بے شک بد سے بد تر چیز برے علماء ہیں اور اچھی سے اچھی چیز اچھے علماء ہیں

(دارمی حدیث382)

غور کیا جائے تو اس حکم میں علم و معلومات پھیلانے والے تمام لوگ و ذرائع اس حکم میں شامل ہیں لیھذا

علماء، معلمین، مرشد، اساتذہ، میڈیا، سوشل میڈیا، صحافی، تجزیہ کار، وکیل، جج، جرنیل، مبلغ، واعظ وغیرہ معلومات پھیلانے والے لوگ

اچھی سے اچھی چیز ہیں بشرطیکہ کہ اچھے ہوں سچے ہوں باعمل ہوں

اور

یہی لوگ بد سے بدتر ہیں اگر برے ہوں

.

:القرآن، ترجمہ

سچوں (کو پہچان کر ان) کا ساتھ دو (سورہ توبہ آیت 119)

دین و دنیا کو بدنام تو جعلی منافق مکار کر رہے ہیں.... عوام و خواص سب کو سمجھنا چاہیے کہ جعلی_مکار_منافق تو علماء پیر اینکر لیڈر سیاست دان جج وکیل استاد ڈاکٹر فوجی وغیرہ افراد و اشیاء# سب میں ہوسکتے ہیں، ہوتے ہیں

تو

جعلی کی وجہ سے #اصلی سے نفرت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اصلی کی تلاش کرنی چاہیے اور اسکا ساتھ دینا چاہیے اور ایک دوسرے کی اصلاح کرنی چاہیے، اصلاح و جواب قبول کرنے کا دل جگرہ ہونا

چاہیے، ردو مذمت مجبوری ہے تاکہ عوام ایسوں سے دور رہے ورنہ اصل مقصد تو یہ ہے کہ اللہ ہمیں اور ہماری تحریر تقریر ردوجواب سب کچھ کو ہدایت کا باعث بنائے

.

تحریر:العاجزالحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر ✍

old whatsap nmbr

03468392475

00923468392475

New whatsapp nmbr

03062524574

00923062524574

.

.

تحریر نمبر17

زیادہ فالوور ہونا زیادہ سبسکرائبر ہونا حق ہونے کی دلیل ہے پڑھیے کیا..? قران وحدیث سے کچھ حوالہ جات اور عقلی دلائل۔۔کیونکہ جہلمی اور اس کے چیلے کہتے ہیں کہ اتنے اتنے ہمارے فالوور ہیں

زیادہ....کثرت....مکاری.....؟؟#

مولوی نما چاہت فتح علی خاں، اصلی مکار شیعہ ذاکر اصلی اصلی، مولوی نما فنکار، مرزا قادیانی کا روحانی شاگرد اور کتنے وصف گنواؤں اس کتے کمینے کے... علمی رد تو علماء مسلسل فرمارہے مگر اس

کے ساتھ ساتھ ایسارد بھی لازمی ہے... سبسکرائبر اور ویوز میں تو کامیڈین اور ڈرامے فلمی گانے سب سے آگے ہیں تو کیا یہ حق ہونے کی نشانی ہے جو یہ کتا کہہ رہا کہ لوط علیہ السلام کو بھی رشک ہو گا مرزا جہنمی پر... نعوذ باللہ

،جب ہنسنے اور لعنت بھیجنے کا دل کرے تو اسکی ایسی وڈیوز اپلوڈ یا شیئر کر کے خوب بھڑاس نکالیں روح کو راحت، دل کو سکون ملے گا

.

:القرآن

قُلۡ لَّا یَسۡتَوِی الۡخَبِیۡثُ وَ الطَّیِّبُ وَ لَوۡ اَعۡجَبَکَ کَثۡرَۃُ الۡخَبِیۡثِ

فرمادیجئے کہ خبیث اور پاکیزہ برابر نہیں ہوسکتے اگرچہ تجھے خبیث کی کثرت تعجب میں ڈالے

.(سورہ مائدہ آیت100)

:القرآن

وَ لَا یَحِیۡقُ الۡمَکۡرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَہۡلِہٖ ؕ

:مفھومی ترجمہ

مکر و فریب چالبازی والا آخر کار پکڑا ہی جاتا ہے، آخر کار دینی دنیاوی نقصان و بے عزتی ہی پاتا ہے

(سورہ فاطر آیت 43)

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

.

الحدیث:

ملعون من ضار مؤمنا أو مكر به

لعنتی ہے وہ جو مسلمان کو نقصان پہنچائے یا اس کے ساتھ مکر.و. فریب کرے

(ترمذی حدیث 1941)

.

سچ بول کر اسلامی و غربت و گمنامی کی زندگی گذارنا

جھوٹ مکاری ایجنٹی کے ذریعے حاصل امیری شہرت طاقت سے

!!...زیادہ بہترین ہے پر سکون ہے

.

.سچائی اچھائی بھی ہو اور مکر فریب ایجنٹی دھوکہ وغیرہ برائی خباثت بھی نہ ہو تو سونے پے سہاگہ

*

تحریر نمبر18

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ توحید بیان ہوگی تو توہین کرنا لازمی ہوگی، نبی کریم اور بابے اولیاء تو کوئی شے ہی نہیں، نبی کریم اولیاء تو اپنا پیشاب بھی نہیں روک سکتے۔۔۔اس کی اس گستاخی کا علمی مدلل رد پڑھیے اس تحریر18 میں

پیشاب روکنا تو بہت معمولی بات ہے،اس سے کہیں بڑھ کر اختیارات حاصل تھے ہمارے پیارے نبی محمد مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو...مرزا جہلمی نے جو بکواس کی کہ پیشاب نہ روک سکتے تھے بظاہر کفر ہے، آفیشل فتوی مفتیان کرام دیں گے

تمھید:

:مرزا جہلمی کہتا ہے کہ المفھوم

توحید بیان ہو گی تو توہین خود بخود ہو گی، پیغمبر ولی عام آدمی سب کوئی شئ ہی نہیں، یہ تو اپنا پیشاب روک نہیں سکتے

.

!!.......جواب.و. تحقیق

:خلاصہ

توحید بیان کرنے کے لیے توہین بیان کرنا ضروری ہے یہ مرزا جہلمی کا جھوٹ و غلط نظریہ ہے، کفر تک ہو سکتا ہے

کیونکہ

شیطان بھی بظاہر توحید کا قائل تھا... اللہ کو ایک مانتا تھا مگر تکبر توہین و گستاخی کر کے مردود کافر جہنمی ٹھہرا.... عزت والوں کی توہین کر کے توحید بیان کرنا تو اصل توحید ہی نہیں بلکہ گویا شیطانی توحید ہے... اصل توحید تو کچھ اس طرح بیان ہوتی ہے کہ فلاں بت وغیرہ جسے اللہ نے غیر معزز کیا ہے تم اسے معزز سمجھتے ہو لیکن اسکی کوئی حیثیت نہیں اصل ذات تو اللہ واحد لاشریک کی ہے..... ایک طریقہ اصلی توحید بیان کرنے کا یہ ہے کہ

فلاں مخلوق کو اللہ نے اتنا معزز و عزت و شرف والا بنایا ہے تو اس اللہ کی اپنی کتنی عظیم شان و عظمت ہو گی... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا مختار بنایا کہ نبی پاک جو چاہتے وہ اللہ کی عطاء و مدد ،سے ہو جاتا مگر نبی پاک نے عاجزی کو اختیار فرمایا، نبی پاک چاہتے تو کھانے پینے کے محتاج نہ ہوتے نبی پاک چاہتے تو اللہ کی مدد و عطاء سے کچھ بھی کرسکتے، پیشاب روکنا یا پیشاب آنے سے بالکل ہی پاک ہونا تو معمولی بات ہے...جب اللہ کی عطاء سے نبی پاک کی اتنی عظیم شان ہے تو اللہ وحدہ !!......لاشریک کی کتنی عظیم شان ہو گی

.

!!.........تفصیل.و.تحقیق

:القرآن

لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ

(اللہ نے فرمایا) بیشک میں نے خاص انسان (سیدنا آدم علیہ السلام) کو بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو اصل میں ایک سیاہ بودار گارا تھی

(سورہ الحجر آیت26)

.

:القرآن

قَالَ لَمۡ اَکُنۡ لِّاَسۡجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقۡتَهٗ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ

قَالَ فَاخۡرُجۡ مِنۡہَا فَاِنَّکَ رَجِیۡمٌ

وَّ اِنَّ عَلَیۡکَ اللَّعۡنَةَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ

قَالَ رَبِّ فَاَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ

شیطان بولا مجھے زیب نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تو نے بجتی مٹی سے بنایا جو سیاہ بودار گارے ،سے تھی

اللہ نے فرمایا تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے،اور تجھ پر قیامت تک لعنت ہے...شیطان نے کہا اے میرے رب مجھے مہلت دے(موت نہ دے)یوم حشر تک

.(سورہ الحجر آیت32تا36)

غور کیجیے

اللہ تعالی نے خود فرمایا کہ اس نے سیدنا آدم علیہ السلام کو

صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ سے پیدا فرمایا ہے جو کہ حق سچ ہے

لیکن

یہی حق سچ لفظ شیطان نے کہے تو توہین کہلائے....ثابت ہوا کہ کوئی حق سچ بات ہو مگر نامناسب انداز و غیر محل میں بیان کیا جاءے تو وہ گستاخی و کفر تک ہو جاتا ہے...پھر شیطان نے کہا"اے

میرے رب....!!صاف ظاہر ہے کہ وہ خود کو خدا نہ سمجھ رہا تھا اور خدا کے ساتھ کسی کو شریک بھی نہ کر رہا تھا وہ اے میرے رب کہہ کر ایک طرح سے توحید باری تعالیٰ کا اعلان کر رہا تھا لیکن یہ توحید ایک معزز کی توہین کر کے بیان کر رہا تھا....یہی تو ہم خلاصے میں کہہ آئے کہ

گویا شیطانی توحید کا طریقہ ہے کہ اللہ کی توحید اس طرح بیان کی جاءے کہ اللہ کے پیاروں کی جس سے توہین ہو....ایسی توحید بیانی گویا شیطان کا طریقہ ہے

.

مفسرین نے بھی شیطان کے اس انداز کو گستاخی و کفر قرار دیا حالانکہ بات تو سچ تھی مگر موقعہ و انداز کی وجہ سے گستاخی بن گئ

.

مفسرین نے شیطان کے جملے کہ سیدنا ادم کو مٹی سے پیدا کیا، اس جملے کو کفر و گستاخی قرار دیا

فهو أولُ من أسس بنيانَ التكبر واخترع القولَ بالحسن والقبح العقلين....والاستكبارَ مع تحقير آدمُ عليه السلام

شیطان ہی سب سے پہلا ہے جس نے تکبر کی بنیاد رکھی اور عقل کے حساب سے اچھا اور برا کہنے کی بدعت نکالی... تکبر کیا اور سیدنا آدم علیہ السلام کی توہین و گستاخی کی

(تفسیر ابی السعود 3/216 ملتقطا)

.

تَشْتَمِلُ عَلَيْهِ مِنِ احْتِقَارِ آدَمَ

شیطان کا کلام سیدنا آدم کی توہین کمتری و گستاخی پر مشتمل تھا

(تفسیر ابن عاشور15/150).

أراد إبليس أنه أفضل من آدم لأن آدم طيني الأصل وإبليس ناري الأصل. والنار أفضل من الطين فيكون إبليس في قياسه أفضل من آدم، ولم يدر الخبيث أن الفضل فيما

فضله الله تعالى

ابلیس لعین نے ان الفاظوں سے یہ مراد لیا کہ وہ سیدنا ادم سے افضل ہے اس طرح قیاس کیا کہ مٹی سے نار افضل ہے، شیطان خبیث کا یہ قیاس باطل ہے کیونکہ افضل وہ ہے جسے اللہ افضلیت و فضیلت دے(تفسیر الخازن3/56).

اول بات تو یہ ہے کہ انبیاء کرام چاہتے تو پیشاب کھانے پینے سے پاک ہوتے اللہ کی عطاء سے... لیھذا پیشاب روکنا چاہتے تو روک سکتے تھے اللہ کی عطاء سے، لیھذا امرزا کا کہنا کہ پیشاب نہ روک سکتے تھے جھوٹ و گستاخی کہلائے گا

اور

اگر بالفرض حقیقت میں بھی اگر ایسا ہوتا کہ اللہ نے انبیاء کرام کو پیشاب روکنے کا اختیار نہ دیا ہوتا تو بھی توحید کی آڑ میں ایسی بات کہنا گستاخی کہلائے گی کہ انداز و محل و موقعہ نامناسب ہے

.

.* !!....اب توحید باری تعالیٰ،شان باری تعالیٰ کا ایک اور انداز ملاحظہ کیجیے *

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَی

(شریک نقص عیب وغیرہ سے)پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو رات کے ایک حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک معراج کرائی(سورہ بنی اسرائیل آیت 1).

دیکھیے کس انداز میں اللہ تعالی کی توحید بیان ہو رہی ہے اللہ کی شان بیان ہو رہی ہے کہ اللہ کریم وہ ذات ہے کہ جس نے ایسا خاص بندہ بنایا ہے جس کی یہ شان ہے کہ رات کے قلیل حصے میں معراج کرائی اللہ نے....جب وہ خاص بندہ اتنا عظیم ہے تو سوچو رب تعالیٰ کتنا عظیم وحدہ لاشریک ہے.

سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ

وَ سَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ

تمھارا رب ہر عیب(شریک نقص ہر عیب)سے پاک ہے کہ جو اس کے متعلق جو بولتے ہیں اور سلام ہو انبیاءورسولوں پر

(سورہ الصافات آیت180..181)

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

اللہ اللہ... اللہ کی شان و توحید بیان ہو رہی ہے اور ساتھ میں یہ فرمایا جارہا ہے کہ سلام ہو انبیاء و مرسلین پر.... یہی تو ہم کہہ رہے کہ توحید و شان اس طرح بیان کرو کہ جب اللہ کے پیارے اتنے شان والے والے ہیں تو اللہ وحدہ لاشریک کی کتنی عظمت و شان ہے...!!ہاں ناحق مبالغہ ارائی اور غلو بھی ٹھیک نہیں اور جسکی مذمت اللہ نے فرمائی جیسے بت وغیرہ اسکی توہین و مذمت کرکے بھی توحید بیان کرنا برحق ہے

.

القرآن:

قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ سَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ؕ آٰللّٰہُ خَیۡرٌ اَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ

فرمادیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور سلام ہو اللہ کے ان بندوں پر کہ جن کو اللہ تعالی نے چن لیا ہے اور اللہ تعالی خیر ہے پاک ہے اس سے جو شریک ٹھہراتے ہیں (سورہ نمل آیت 59)

شرک کی مذمت ہو رہی ہے لیکن اللہ کے پیاروں پر سلام بھی بھیجا جارہا ہے...اے عقل کے اندھو شرک کی مذمت کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ کے پیاروں کی مذمت و توہین کی جائے

.

قُلِ الحمد لِلَّهِ وسلام على عِبَادِهِ الذين اصطفى} إثرَ ما قصَّ الله تعالى على رسوله صلى الله عليه وسلم قصصَ الأنبياءِ المذكورينَ عليهم الصَّلاة والسَّلام وأخبارَهم الناطقةَ بكمالِ قُدرته تعالى وعظمِ شأنِه

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

وبما خصَّهم به من الآياتِ القاهرةِ والمعجزاتِ الباهرةِ الدالَّةِ على جلالةِ أقدارِهم وصحَّةِ أخبارِهم وبيَّن على ألسنتهم حقِّيةَ الإسلامِ والتَّوحيدِ وبطلانَ الكفرِ والإشراكِ

اللہ تعالی نے انبیائے کرام کے قصے بیان کئے اور ان کی وہ عظیم صفات بیان کیں کہ جو اللہ نے خاص انہیں عطاء کیں پھر اللہ نے ان عظیم انبیاء کرام کی زبانوں سے اسلام و توحید کی حقیقت بیان کرائی اور کفر و شرک کا باطل ہونا ثابت کرایا

(تفسیر ابی السعود 6/292).

!!...... ظاہری انسانی صفات بطور مذمت و انکار بیان کرنا تو کفار منکرین کا طریقہ ہے

القرآن:

قَالُوۡا مَالِ ہٰذَا الرَّسُوۡلِ یَاۡکُلُ الطَّعَامَ وَ یَمۡشِیۡ فِی الۡاَسۡوَاقِ

(منکرین نبوت، گستاخان رسول) کہتے ہیں یہ کیسا رسول ہے جو کھاتا پیتا ہے اور بازاروں میں چلتا ہے

(سورہ فرقان آیت 7)

اوصافِ انسانی بیان کر کے انکار و توہین کرنا منکرین و گستاخوں کا طریقہ ہے

.

تعظیم رسول ہر حال میں جزء ایمانی ہے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..500..517...536...543

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا

اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو

(سورہ فتح آیت 9)

.

وعزَّروه"، يقول: وَقَّروه وعظموه

عزروہ کا معنی ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ (ہر حال میں) رسول کی تعظیم وتوقیر کرو

(تفسیر طبری 13/168).

:القرآن

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا

بے شک وہ لوگ جو اللہ کو اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں (رسول کی گستاخی کرکے انکار کرکے کسی بھی طریقے سے) تو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اللہ نے ان (گستاخوں منکروں) کے لیے ذلت کا عزاب تیار کر رکھا ہے

(سورہ الاحزاب آیت 57)

.

وفي الآية دلالة عصمة رسول اللَّه، وألا يكون منه ما يستحق الأذى بحال

اس آیت میں واضح دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں اور ان کی کسی بھی حال میں اذیت وگستاخی نہیں کر سکتے(تفسیر الماتریدی8/413

امام اہلسنت نے دوٹوک فرمادیا کہ کسی بھی حال میں، انداز میں، کسی بھی وقت وموقعہ میں اللہ کے پیاروں کی توہین نہیں کی جاسکتی....توحید باری بیان ہو، اللہ کی عظمت بیان ہو تو اس طرح نہیں کہ اللہ کے پیاروں کی توہین کی جائے....ہر گز نہیں.

لما أمر تعالى بتعظيم رسوله صلى الله عليه وسلم، والصلاة والسلام عليه، نهى عن أذيته، وتوعد عليها فقال: {إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ} وهذا يشمل كل أذية، قولية أو فعلية، من سب وشتم، أو تنقص له، أو لدينه، أو ما يعود إليه بالأذى. {لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا} أي: أبعدهم وطردهم..{وَالآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا} جزاء له على أذاه، أن يؤذى بالعذاب الأليم، فأذية الرسول، ليست كأذية غيره، لأنه -صلى الله عليه وسلم- لا يؤمن العبد بالله، حتى يؤمن برسوله صلى الله عليه وسلم. وله من التعظيم، الذي هو من لوازم الإيمان، ما يقتضي ذلك

جب اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم دیا اور انکو اذیت دینے انکی گستاخی کرنے سے روکا تو یہ بھی ڈرسنایا کہ دنیا و آخرت میں لعنت و عذاب ہو گا...رسول کی ہر قسم کی گستاخی سے اللہ نے روکا ہے چاہے وہ گستاخی قول سے ہو، فعل و عمل سے ہو، سب و شتم سے ہو، یا انکی ذات میں یا انکے دین میں تنقیص کی جائے یا کوئی بھی گستاخی ہو اسکی جزا دنیا و آخرت میں لعنت و سزا ہے....رسول کریم کو اذیت دینا گستاخی کرنا دوسروں کی اذیت و گستاخی کی طرح نہیں کیوں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے کہ اللہ پر کوئی بندہ اس وقت ایمان لائے گا جب وہ رسول پر ایمان لائے گا اور رسول کی تعظیم کرے گا یہ ایمان کے لوازمات میں سے ہے ایمان کا تقاضا ہے

(تفسیر السعدی ص671).

عبر بإيذاء الله ورسوله عن فعل ما لا يرضى الله ورسوله

اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دینا اسکی وضاحت یوں ہے کہ ایسا قول و فعل بیان کیا جائے جس سے اللہ راضی نہ ہو اور رسول راضی نہ ہو

(تفسیر نسفی 3/44)

بھلا بتایئے کہ اللہ کریم اس بات سے راضی ہو گا کہ تم یہ کہو کہ رسول تو پیشاب بھی نہیں روک سکتے......؟؟.

نزلت في الذين طعنوا على النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعنے مارے گئے تو یہ آیت نازل ہوئی (کہ اللہ اور اس کے رسول کو (اذیت نہ دو گستاخی نہ کرو (تفسیر طبری 20/323)

.پیشاب نہ روک سکنا یہ بھی تو ایک قسم کا طعنہ ہی تو ہے

من أذى رسول الله صلى الله عليه وسلم بطعن فى شخصه او دينه او نسبه او صفة من صفاته او بوجه من وجوه الشين فيه صراحة او كناية او تعريضا او اشارة كفر ولعنه الله

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرے ان کو اذیت پہنچائے کوئی طعنہ دے کہ ان کی ذات میں طعنہ دے یا ان کے دین میں طعنہ دے یا ان کے نسب میں طعنہ دے یا ان کی صفات میں سے کسی صفت میں طعنہ دے یا کسی بھی طریقے کی توہین کرے صراحتاً کرے یا کنایۃ کرے، تعریضا کرے یا اشارتا کرے کسی بھی طرح کرے سب کفر ہے اور اللہ کی اس پر لعنت ہے

(تفسیر مظہری 7/381)

.

رسول کریم افضل البشر ہیں لیکن ہم جیسے نہیں... لیھذا جہلمی اگر اپنا پیشاب نہیں روک سکتا تو رسول کریم کو اپنے مت سمجھے کیونکہ رسول کریم ہم جیسے نہیں.

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459.. 500..517...536...543

وَأَيُّكُمْ مِثْلِي ؟ إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا تم میں سے کون میری مثل ہو سکتا ہے، مجھے تو اللہ کھلاتا ہے اور مجھے تو اللہ ہی پلاتا ہے

.(مسلم حدیث1103)(بخاری حدیث1965)

إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تمہاری طرح نہیں ہوں

(مسلم حدیث1102).(بخاری حدیث1962)

لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ ؛ إِنِّي أَظَلُّ أُطْعَمُ وَأُسْقَى

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہاری ہیئت کی طرح نہیں ہوں کہ مجھے تو (غیب سے) کھلایا جاتا ہے پلایا جاتا ہے

(بخاری حدیث1922)

(مسلم حدیث1105)

.

لَسْتُ كَاَحَدٍ مِنْكُمْ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایامیں تم میں سے کسی ایک شخص کی طرح بھی نہیں ہوں

(مسلم حدیث735)(بخاری حدیث1961)

.(ابوداود حدیث950)(نسائی حدیث1659)

پیشاب روکنا تو معمولی بات ہے، رسول کریم چاہیں تو کیا سے کیا ہو جائے اللہ کی عطاء سے

إِسْرَافِيلُ، فَقَالَ:...وَأَمَرَنِي أَنْ يُعْرَضْنَ عَلَيْكَ إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ أُسَيِّرَ مَعَكَ جِبَالَ تِهَامَةَ زُمُرُّدًا، ويَاقُوتًا، وَذَهَبًا، وَفِضَّةً

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسرافیل میرے پاس آئے اور مجھے کہا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اے محبوب میں آپ کے پاس یہ پیش کرو کہ اے محبوب اگر آپ چاہیں تو میں تہامہ کے پہاڑ زمرد یاقوت سونا چاندی بنا کر آپ کے ساتھ بھیج دوں

(کتاب المعجم الأوسط للطبراني7/88)

(کتاب الزهد الكبير للبيهقي ص186 نحوه)

(کتاب إحياء علوم الدين امام غزالی4/233 نحوه)

.

لو شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِي جِبَالُ الذَّهَبِ...رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..500..517...536...543

رسول کریم نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو یہ پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ چلیں...اس حدیث کو ابو یعلی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن معتبر ہے

(مجمع الزوائد حدیث14210)

(کتاب جمع الجوامع حدیث12653).(کتاب مشکاۃ حدیث5835نحوہ)

وَحَاصِلُهُ أَنَّ اللَّهَ خَيَّرَكَ فَاخْتَرْ مَا شِئْتَ

ان احادیث سے حاصل ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ اے محبوب آپ جو چاہیں اختیار فرمائیں(اللہ کی عطاء)

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح9/3724)

.

فهذا الغاية القصوى والدرجة العليا في التمكين والتمكن منهم والتحكّم فيهم حتى يصير العفريت الذي أُعطي من القوّة ما يحمل الجبل فَيَقلِبُه أعلاه أسفلَه , آل حاله معه في الذل.....إِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ} [التحريم: من الآية 4] فأيّ ظهير أعظم من هذا وأيّ ناصر أقوى من هذا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت واختیار کا اندازہ اس طرح لگایئے کہ جنات کو جو طاقتیں حاصل ہیں عفریت جن کو جو یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ پہاڑ کو الٹ پلٹ کر دے... یہ سب طاقت واختیار وعظیم صفات والے بھی رسول کریم کے سامنے ادب سے پیش اتے ہیں (تو یقینا ان جنات کی طاقت سے زیادہ طاقت وعظمت رسول کریم کو اللہ نے دی ہے) اللہ تعالی فرماتا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ بھی رسول کریم کا مدد گار ہے جبرئیل مدد گار ہے نیک مومنین مدد گار ہیں ملائکہ مدد گار ہیں... تو اس سے بڑھ کر اور کیا طاقت ومدد ہو سکتی ہے....؟؟

(خصائص سید المرسلین ص456,462ملتقطا)

اللہ کی طاقت سے اللہ کی عطا سے جنات کیا سے کیا کر سکتے ہیں ملائکہ کیا سے کیا کر سکتے ہیں لیکن رسول کریم کے سامنے ان کی طاقت کم ہی ہے.... رسول کریم کی عطائی طاقت واختیار کا اندازہ ہی ناممکن ہے اور جہلمی بکواس کرتا ہے کہ پیشاب نہیں روک سکتے......!!

.

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَمَنَّى تَسْخِيرَهُمْ لَمَا امْتَنَعُوا عَلَيْه

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہیں تو یہ دریا یہ پہاڑ یہ ہوائیں الغرض یہ کل کائنات آپ کے اختیار میں ہو جائے

(دلائل النبوۃ لابی نعیم ص600)

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

.

انبیاء کرام کے ظاہر یعنی کھانا پینا چلنا سونا وغیرہ عادات وافعال کچھ ہیں مگر باطنی حقیقی طور پر کچھ اور ہی ہیں*

فَأَخْبَرَ أَنَّ سِرَّهُ وَبَاطِنَهُ وَرُوحَهُ بِخِلَافِ جِسْمِهِ وَظَاهِرِهِ وَأَنَّ الْآفَاتِ الَّتِي تَحِلُّ ظَاهِرَهُ مِنْ ضَعْفٍ وَجُوعٍ وَسَهَرٍ وَنَوْمٍ، لَا يَحِلُّ مِنْهَا شَيْءٌ بَاطِنَهُ

آیات اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن وسر اور انکی روح اسکے جسم اطہر وظاہر کے خلاف ہے...بظاہر جسم کو کمزوری ہوتی ہے بھوک ہوتی ہے سونا ہوتا ہے جاگنا ہوتا ہے لیکن یہ باتیں صرف جسم کی حد تک بظاہر ہیں حقیقت وباطن میں ان کا رسول کریم سے کوئی تعلق نہیں ہے

(الشفابتعریف حقوق المصطفی2/409)

.

وأمّا بواطنهم فمنزّهة غالبا عن ذلك معصومة منه، متعلقة بالملإ الأعلى والملائكة

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بظاہر جسم کو جو عارضہ لاحق ہوئے وہ ظاہری طور پر ہیں حقیقت میں تو رسول کریم کی صفات عادات ان سب سے پاک ہیں، ملائکہ اور الملاالاعلی سے ملتے ہیں

(سبل الهدی والرشاد في سیرة خیر العباد 12/4)

.

وأما أرواحهم وبواطنهم فمعصومة منه متعلقة بالملأ الأعلى لأخذها العلم عنهم، وتلقيها الوحي منهم، وقد يقيهم الله سبحانه عن الآفات البشرية أيضًا ويعصمهم منها معجزة لهم وإظهارًا لشرفهم وامتيازهم من سائر البشر إذا اقتضت الحكمة ذلك

انبیاء کرام علیہ السلام کے ارواح اور ان کے باطن معصوم وپاک ومنزہ ہوتے ہیں جسمانی عوارض سے، الملاالاعلی سے ملے ہوتے ہیں... اللہ کبھی کبھار جب اسکی حکمت ہوتی ہے وہ انبیاء کرام کو بعض جسمانی عوارض سے بھی منزہ اور پاک کرتا ہے تاکہ معجزہ ظاہر ہو اور انبیاء کرام کی شرف و عظمت ظاہر ہو اور ثابت ہو کہ وہ عام بشروں کی طرح نہیں

(لمعات التنقیح في شرح مشکاۃ المصابیح 443/9)

.

اسلاف نے قرآن واحادیث سے دلیل اخذ کر کے کیا ہی پیارا عقیدہ ارشاد فرمایا کہ انبیاء کرام کی حقیقت ان کے باطن تو جسمانی عوارض سے پاک ہیں سونے جاگنے کھانے پینے چلنے پھرنے وغیرہ سے پاک ہیں.... یہ تو ظاہری کام انبیاء کرام کے اختیاری ہیں.... انبیاء کرام چاہیں تو ان عوارض کو روک دیں.... لیکن جاہل گستاخ چھوکرا جہلمی کہتا ہے کہ پیشاب تک نہیں روک سکتے اور اسی طرح

نجدیوں وہابیوں نام نہاد اہلحدیثوں اور دیوبندیوں کے بڑے بڑے لکھ گئے کہ نعوذ باللہ انبیاء کرام چمار سے بھی زیادہ ذلیل و کمتر ہیں اللہ کے سامنے

جبکہ

:اللہ فرماتا ہے

:القرآن.. ترجمہ

اللہ کے لیے عزت ہے اور اسکے رسول کے لیے عزت ہے اور مومنین کے لیے عزت ہے..(سورہ منافقون آیت 8)

:القرآن.. ترجمہ

اللہ نے جن چیزوں کو حرمت.و.عزت دی ہے انکی جو تعظیم کرے گا تو یہ اسکے لیے نیکی و بھلائی ہے اللہ کے نزدیک

(سورہ حج ایت 30)

.

انبیاء کرام اور اللہ کے پیاروں کی شان قرآن و احادیث سے بیان کی جائے تو بہت بڑی کتاب بن جائے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

.

انبیاء کرام کو عوارض بشریہ یعنی کھانا پینا سونا جاگنا شادی کرنا سردی گرمی لگنا وغیرہ کے طعنے دینا*

کفر ہے

عَيَّرَهُ بِشَيْءٍ مِمَّا جَرَى مِنَ الْبَلَاءِ وَالْمِحْنَةِ عَلَيْهِ، أَوْ غَمَصَهُ «١» بِبَعْضِ الْعَوَارِضِ الْبَشَرِيَّةِ الْجَائِزَةِ وَالْمَعْهُودَةِ لَدَيْهِ، وَهَذَا كُلُّهُ إِجْمَاعٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَأَئِمَّةِ الْفَتْوَى مِنْ لَدُنِ الصَّحَابَةِ رِضْوَانُ اللَّهِ عليهم إلى هلم جرا

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عار دی (طعنہ مارا) ان چیزوں کے ذریعہ سے کہ جو اللہ تعالی نے ان پر امتحانات ڈالے مصائب ڈالے تو یہ کفر ہے

یا

پھر عوارض بشریہ (یعنی کھانا پینا سونا جاگنا شادی کرنا سردی گرمی لگنا وغیرہ) کے ذریعے توہین و گستاخی کی تو بھی کفر ہے.... اس پر آج تک کے معتبر علماء کا اجماع ہے مفتیان کرام کا اجماع ہے صحابہ کرام کا اجماع ہے

(الشفا بتعریف حقوق المصطفی 2/474)

.

عوارض بشریہ میں سے یہ بھی ہے کہ بندے کو پیاس لگتی ہے پانی پیتا ہے پھر پیشاب آتا ہے...ان عوارض کا انبیاء کرام کو طعنہ دینا توہین کرنا بے ادبی کرنا کفر ثابت ہوا

.

أو عيّره بشيء مما جرى من البلاء والمحنة عليه، أو غمصه ببعض العوارض البشرية الجائزة والمعهودة لديه كان كافرا بالإجماع

یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عار دی (طعنہ مارا) ان چیزوں کے ذریعہ سے کہ جو اللہ تعالی نے ان پر امتحانات ڈالے مصائب ڈالے تو یہ کفر ہے یا پھر عوارض بشریہ (یعنی کھانا پینا سونا جاگنا شادی کرنا سردی گرمی لگنا وغیرہ) کے ذریعے توہین و گستاخی کی تو بھی کفر ہے اس پر اجماع ہے

(الإعلام بقواطع الإسلام ص117)

.

،يَسُبُّهُ أَوْ يَسْتَخِفُّ أَوْ يَسْتَهْزِئُ بِهِ أَوْ بِشَيْءٍ مِنْ أَفْعَالِهِ كَلَحْسِ الْأَصَابِعِ أَوْ يُلْحِقُ بِهِ نَقْصًا فِي نَفْسِهِ أَوْ نَسَبِهِ أَوْ دِينِهِ أَوْ فِعْلِهِ، أَوْ يُعَرِّضُ ذَلِكَ أَوْ يُشَبِّهُهُ بِشَيْءٍ عَلَى طَرِيقِ الْإِزْرَاءِ أَوْ التَّصْغِيرِ لِشَأْنِهِ أَوْ الْغَضِّ مِنْهُ، أَوْ تَمَنَّى لَهُ مَضَرَّةً أَوْ نَسَبَ إلَيْهِ مَا لَا يَلِيقُ بِمَنْصِبِهِ عَلَى طَرِيقِ الذَّمِّ أَوْ عَبِثَ فِي جِهَتِهِ الْعَزِيزَةِ بِسُخْفٍ مِنْ الْكَلَامِ وَهَجْرٍ وَمُنْكَرٍ مِنْ الْقَوْلِ وَزُورٍ أَوْ غَيْرِهِ بِشَيْءٍ مِمَّا جَرَى مِنْ الْبَلَاءِ وَالْمِحْنَةِ عَلَيْهِ، أَوْ غَمَصَهُ بِبَعْضِ الْعَوَارِضِ الْبَشَرِيَّةِ الْجَائِزَةِ وَالْمَعْهُودَةِ لَدَيْهِ فَيُكَفَّرُ بِوَاحِدٍ

مِمَّا ذُكِرَ إجْمَاعًا

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گالم گلوچ کرے یا اس کی توہین و گستاخی کرے یا انکی ذات کا مذاق اڑائے یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کام کا مذاق اڑائے جیسے کہ انگلیاں چاٹنا یہ سب کفر ہے... اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا نسب میں کوئی عیب نکالنا اس کے دین میں یا نبی پاک کے کسی بھی کام میں عیب و نقص نکالنا بولنا سمجھنا کفر ہے... یا ابہام و تشبیہ و اشارے کی آڑ میں گستاخی کرے یا کمتری و تذلیل کرے تو یہ سب بھی کفر ہے... نبی پاک کا نقصان و کمی چاہے یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی ایسی چیز یا قول یا فعل منسوب کرے کہ جو رسالت کے منصب کے لائق نہ ہو تو اس طرح توہین و گستاخی کرنا بھی کفر ہے... تو توہین و کمتری کرے اس طرح کہ نبی پاک کا کلام کم عقل والا ہے یا ھجر و منکَر ہے تو بھی کفر ہے، یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عار دی (طعنہ مارا توہین کی کمتری بیان کی) ان چیزوں کے ذریعہ سے کہ جو اللہ تعالی نے ان پر امتحانات ڈالے مصائب ڈالے تو یہ کفر ہے یا پھر عوارض بشریہ (یعنی کھانا پینا سونا جاگنا شادی کرنا سردی گرمی لگنا وغیرہ) کے ذریعے توہین و گستاخی کی تو بھی کفر ہے... یہ سب کفر ہیں اس پر اجماع ہے

(الزواجر عن اقتراف الکبائر ابن حجر 1/48)

.

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

حقره (ببعض العوارض البشريّة الجائزة) جريانها (عليه المعهودة لديه) كالجوع والإغماء ونحوهما (وهذا) الذي ذكرناه (كلّه إجماع من العلماء) من المفسرين والمحدثين (وأئمّة الفتوى) من المجتهدين (من لدن الصّحابة رضي الله تعالى عنهم أجمعين إلى هلمّ جرّا

صحابہ کرام کا اجماع ہے اور صحابہ کرام سے لے کر آج تک جتنے بھی معتبر علماء محدثین مفسرین اور مفتیان کرام گزرے ہیں ان سب کا اجماع ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر عار دی (طعنہ مارا توہین کی کمتری بیان کی) ان چیزوں کے ذریعہ سے کہ جو عوارض بشریہ ہیں (یعنی کھانا پینا سونا جاگنا شادی کرنا سردی گرمی لگنا وغیرہ کے ذریعے توہین و گستاخی کی) تو سب کا اجماع ہے کہ یہ کفر ہے

.(شرح ملا علی قاری علی الشفاء 2/391)

:القرآن

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ

اے محبوب فرمادیجئے کہ میں اپنے لئے نفع اور نقصان کا مالک نہیں مگر یہ کہ جتنا مالک مجھے اللہ نے بنانا چاہا

(سورہ الاعراف آیت 188)

إِلَّا ما شاءَ اللَّهُ من ذلك فيعلمنى به وحيا جليا او خفيا ويعطنى قدرة. على جلب النفع او دفع الضرر

جتنا اللہ نے مجھے مالک بنانا چاہا اتنا مجھے مالک بنایا نفع نقصان کا...تو اللہ تعالی مجھے وحی جلی یا وحی خفی کے ذریعے نفع نقصان کا علم عطا فرما دیتا ہے اور مجھے قدرت دے دیتا ہے کہ میں نفع اٹھاؤ نفع دوں اور نقصان کو دور کروں (اللہ کی عطاء سے)

(تفسیر مظہری3/443).

إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَمْلِكَهُ

نفع نقصان کا اللہ تعالی نے جتنا مجھے مالک بنانا چاہا اتنا میں مالک ہوں

(تفسیر بغوی3/310).

إلا ما شاء الله أن أملكه من ذلك، بأن يقوّيني عليه ويعينني

میں نفع نقصان کا اتنا ہی مالک ہوں جتنا کہ اللہ تعالی نے مجھے مالک بنانا چاہا، اس طرح کہ اللہ تعالی مجھے قوت عطا فرماتا ہے اور میری مدد فرماتا ہے

(تفسیر طبری13/302).

إلاَّ مَا شَآءَ اللَّهُ} أن يملكني إياه فأملكه بمشيئته

نفع نقصان کا میں مالک نہیں مگر یہ کہ جتنا اللہ نے مجھے مالک بنانا چاہا تو میں اللہ کی مشیت اور رضا مندی سے نفع نقصان کا مالک ہوں

(تفسیر الماوردی2/285).

مرزا جہلمی کارد کئ علماء اہلسنت حسب وقت و حسب طاقت فرمارہے ہیں لیکن قبلہ مفتی راشد صاحب نے خوب رد کیاہے اور کررہے ہیں، قبلہ مفتی راشد صاحب کایوٹیوب چینل کالنک تحریر کے شروع میں دے دیاہے، لنک پے جائیں سبکرائب کریں اور وڈیوز وقتاًفوقتاً دیکھیں اور پھیلائیں.

تحریر:العاجزالحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر ✍

whats App,twitter nmbr

03062524574…….03468392475.

تحریر نمبر19

مرزا جہلمی ایت کی غلط تفسیر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز کا اختیار نہیں جس کا رد ہم نے قران اور احادیث سے اس تحریر 19 میں لکھا ہے

کیا نبی پاک ﷺ کو کچھ اختیار نہیں...؟؟ کچھ کام نہ آئیں گے....؟؟ وہابیوں نجدیوں کٹر ❊

دیوبندیوں اہلحدیثوں اور مرزا جہلمی کو جواب

سوال:

علامہ صاحب میں ہائی اسکول ٹیچر ہوں، مجھ سے کلاس میں سوال ہوا کہ مرزا جہلمی نے سورہ ،اعراف آیت 188 پڑھ کر ثابت کیا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چیز کا اختیار نہیں بعض طلباء نے یہ بھی پوچھا کہ نبی پاک نے اپنی لخت جگر سیدہ فاطمہ سے فرمایا کہ میں تمھارے کام نہیں آؤں گا تو بھلا کسی اور کے کیسے کام آئیں گے...؟؟ تفصیلی جواب لکھ کر دیں تا کہ طلباء کو تسلی بخش جواب دے سکوں

.

❊!!.....جواب.و. تحقیق# ❊

خلاصہ:

شفاعت وخصائص واختیارات اللہ سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنے عطاء ہوئے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کام آئے اور کام آتے ہیں اور کام آتے رہیں گے، وہ جو حدیث پاک ہے کہ میں کام نہ آؤں گا یہ حدیث شفاعت اختیارات کی احادیث کی وجہ سے منسوخ ہے یا پھر اسکا یہ معنی ہے کہ اگر ایمان پے نہ رہو گے تو کام نہ آؤنگا، جیسے کہ نیچے تفصیل آرہی ہے... اور جو مرزا جہلمی نے کہا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نفع نقصان کے مالک نہیں وہ مختار نہیں، اسکا جواب اسی آیت میں ہے کیونکہ اسی آیت میں ہے کہ میں نفع نقصان کا مختار نہیں الا ما شاء اللہ یعنی مختار نہیں مگر اتنا مختار ہوں جتنا اللہ نے چاہا، اللہ نے کتنا مختار بنایا اور کب بنایا اور کتنا مالک بنانا چاہا....؟؟ اسکا حقیقی علم تو اللہ کو ہے اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر اتنا ضرور کہا جائے گا کہ اللہ کی عطاء سے نبی پاک مختار ضرور ہیں البتہ دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختارِ کل بنایا دیا گیا... بعض مواقع پے بظاہر مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے تو نفع نقصان کے مختار نبی پاک نفع کیوں نہیں دیتے...؟؟ نقصان سے کیوں نہیں بچاتے...؟؟ تو اس کے متعلق یہ کہا جائے گا کہ وہ اللہ کی حکمت ہے، امتحان ہے، جیسے اللہ تو بلاشک وشبہ جانتا ہے کہ فلاں موقعہ پے مسلمانوں کو نقصان ہو گا مگر پھر بھی اللہ بظاہر نقصان سے بعض اوقات نہیں بچاتا کیونکہ اسی میں حکمت ہے، امتحان ہے، بعض اوقات اسی ظاہری نقصان میں بھلائی چھپی ہوتی ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نفع پہنچاتا ہے نقصان سے بچاتا ہے اور اللہ

کی عطاء سے انبیاء کرام اولیاء عظام مدد کرتے ہیں نفع دیتے ہیں نقصان سے بچاتے ہیں...اللہ تعالیٰ انبیاء کرام اولیاء عظام مدد کرتے نفع پہنچاتے نقصان سے بچاتے ہیں کبھی ڈائریکٹ تو کبھی کس وسیلے سے، تو کبھی کس طریقے سے تو کبھی کس ذریعے سے...بلا تمثیل محض سمجھانے کے لیے عرض ہے کہ بادشاہ ایک وزیر بھیجتا ہے کسی علاقے میں اور اسے کہتا ہے کہ آپ مختارِ کل ہیں اپنی چاہت رائے اجتہاد سے بھی حکم جاری کر سکتے ہیں، کسی کو عام حکم سے مستثنیٰ کر سکتے ہیں، لیکن جب میرا حکم آئے تو میرا حکم نافذ کر دینا.

!!.......تفصیل.و. تحقیق#

مرزا جہلمی نے جو کہا ہے کہ رسول کریم مختار و مالک نہیں ایسا قول اکثر وہابی و غیر مقلد کہتے ہیں، ایسا قول نام نہاد اہلحدیث و نجدی کہتے ہیں، کٹر دیوبندی کہتے ہیں

.

وہابی نجدی غیر مقلد نام نہاد اہلحدیث اور دیوبندیوں کے معتبر علامہ اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان میں ہے کہ:

جسکا نام محمد صل یا علی رض ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں..(تقویۃ الایمان ص59)

اسی کتاب میں مزید لکھا ہے کہ:

رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا.....اسی صفحے پر مزید لکھا ہے کہ:جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ ورسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے،رسول کو کیا خبر..(تقویۃ الایمان ص84)

جبکہ

جب بھی غیب کا سوال ہوتا یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سوال فرماتے تو صحابہ کرام حضور کی بارگاہ "میں جواب اس طرح عرض کرتے کہ "اللہ ورسولہ اعلم

:ترجمہ

اللہ کو اور اسکے رسول کو علم ہے....."اللہ اور رسول جانے" کہنا ایک دو دفعہ کا واقعہ نہیں بلکہ یہ تو صحابہ کرام کی عادت مبارکہ تھی، نبی کریم کے سامنے یہ کہا کرتے تھے مگر کبھی نبی کریم نے ان پر شرک وبدعت کا فتوی نہیں دیا، بخاری مسلم میں کم وبیش ساٹھ سے زائد مقامات پر اللہ ورسولہ اعلم جملہ آیا ہے... جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ جملہ صحابہ کرام اہلبیت عظام اہل اسلام کا عقیدہ تھا نظریہ تھا کہ اللہ کو علم ہے اور اللہ کی عطاء سے نبی کریم کو بھی علم ہے

(مثلا دیکھیے مسلم حدیث159 بخاری حدیث3199)

اور

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قُولُوا: مَا شَاءَ اللّٰہُ، ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ

یوں کہو کہ جو اللہ چاہے پھر جو محمد چاہے

ابن ماجہ حدیث 2118 محقق محمد فواد عبد الباقی اور نجدیوں وہابیوں اہل حدیثوں کے محدث)
محقق شیخ البانی نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے (صحیح، السلسلۃ الصحیحۃ حدیث 137) اگر محمد
مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہ ہوتا تو رسول کریم یہ تعلیم کیوں دیتے کہ یوں کہو
: کہ : جو اللہ چاہے پھر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم چاہے ... ایک اور حدیث پاک ملاحظہ کیجیے

: الحدیث

رب أشعث مدفوع بالأبواب لو أقسم على الله لأبره

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

کچھ ایسے بکھرے بالوں والے گرد و غبار لگے ہوئے بھی ہوتے ہیں جنہیں دروازوں سے دھتکارا
جاتا ہے مگر اللہ کی قسم اٹھا کر اگر وہ کچھ کہہ دیں تو اللہ انکی وہ بات ضرور پوری فرماتا ہے ... (مسلم
حدیث 6682) جب اللہ کے پیارے بندوں اولیاء مجذوب کے چاہنے سے بہت کچھ ہوتا ہے تو
صحابہ کرام اہلبیت عظام سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چاہنے سے بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے

.

*کتاب تقویۃ الایمان کے متعلق پڑھیے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

دارالافتاء دیوبند سے سوال ہوا کہ تقویۃ الایمان میں مخالفین عبارتوں کو گستاخانہ کہتے ہیں، علماء

:دیوبند اس کتاب کے متعلق کیا فرماتے ہیں

:جواب میں لکھا گیا کہ

کتاب "تقویۃ الایمان" معتبر و مفید تصنیف ہے، معاشرے میں رائج قبر پرستی اور شرک و بدعات

کی رد میں مدلل مبرہن کتاب ہے

(دارالافتاء دیوبند فتوی نمبر

Fatwa ID: 366-353/M=4/1438(

.

تقویہ الایمان کتاب کے متعلق اشرف علی تھانوی رشید احمد گنگوہی اور علماء اہلحدیث وغیرہ کا

نظریہ پڑھیے لکھتے ہیں کہ

تقویۃ الایمان کو نظر اجمال سے دیکھا ہے، بااعتبار اصول اور اصل مقصود کے بہت خوب

ہے (مولوی صدر الدین اہلحدیث غیر مقلد وہابی) تقویۃ الایمان پر شبہات کا رد کیا اور اس کتاب کو

بغور مطالعے کے بعد عمدہ قرار دیا اور مصنف کو شہادت کبری اولیاء کاملین میں شمار کیا (از مولوی

نذیر احمد اہلحدیث غیر مقلد وہابی) کتاب تقویۃ الایمان اسم باسمی کتاب ہے۔ در حقیقت اس سے

ایمان قوی ہوتا ہے اس کو پاس رکھنا اور دیکھنا موجب ہدایت و قوت ایمانی ہے (عزیز الرحمن عفی

عنہ مفتی دارالعلوم دیوبنیہ دستخط بمعہ مہر ۵ جمادی الاولی ۱۳۴۶ ہجری) یہ کتاب بالکل قرآن وحدیث کے مطابق ہے (مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی) کتاب تقویۃ الایمان اچھی کتاب ہے (مولوی کفایت اللہ غفرلہ مدرسہ امینیہ دہلی) تقویۃ الایمان قمع بدعات سئیہ رسومات شنیعہ میں بے نظیر کتاب مجالس ابرار کی طرح رد بدعت میں کار آمد کتاب ہے (مولوی محمد اسحاق مدرسہ مدرسہ حسینیہ دہلی) کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک وبدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اور احادیث سے ہیں اس کا پڑھنا اور رکھنا عین ثواب ہے اور موجب ثواب کا ہے (مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی فتاویٰ رشیدیہ:۲۹۶۳) (اخبار (محمدی دہلی جلد نمبر ۶ شمارہ نمبر ۱۳ بابت ۱۵ مارچ ۱۹۲۹ء

(فتاوی علمائے حدیث جلد 09 صفحہ -251 -261 -264 ملتقطاماخوذا)

.

اختیارات مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر علماء اہلسنت نے کتب ورسائل لکھے ہیں آیات واحادیث سے دلائل دیے ہیں جیسے فتاوی رضویہ الامن والعلی وسعید الحق ودیگر کتب ورسائل کہ ان کتب و رسائل میں اہلسنت علماء نے دلائل لکھے ہیں، پڑھیے پھیلائیے marfat ڈاٹ کام پے ghaib وغیرہ لکھ کر سرچ کریں بہت کتب ورسائل سامنے آجائیں گے انہیں پڑھیں پھیلائیں ikht اور

==============.

ہم یہاں حق چار یار کی نسبت سے چار آیات بمع چند تفاسیر سے لکھ رہے ہیں تاکہ یہ وسوسہ و اعتراض بھی نہ رہے کہ آیات مبارکہ سے تم بریلویوں نے اپنی طرف سے معنی گھڑ لیے ہیں...نعوذ باللہ.

القرآن1:

قُلۡ لَّاۤ اَمۡلِکُ لِنَفۡسِیۡ نَفۡعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ

اے محبوب فرمادیجئے کہ میں اپنے لئے نفع اور نقصان کا مالک نہیں مگر یہ کہ جتنا مالک مجھے اللہ نے بنانا چاہا

(سورہ الاعراف آیت188)

إِلَّا ما شاءَ اللَّهُ من ذلك فيعلمنى به وحيا جليا او خفيا ويعطنى قدرة. على جلب النفع او دفع الضرر

جتنا اللہ نے مجھے مالک بنانا چاہا اتنا مجھے مالک بنایا نفع نقصان کا...تو اللہ تعالی مجھے وحی جلی یا وحی خفی کے ذریعے نفع نقصان کا علم عطا فرما دیتا ہے اور مجھے قدرت دے دیتا ہے کہ میں نفع اٹھاؤ نفع دوں اور نقصان کو دور کروں (اللہ کی عطاء سے)

(تفسیر مظہری3/443).

إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَمْلِكَهُ

نفع نقصان کا اللہ تعالی نے جتنا مجھے مالک بنانا چاہا اتنا میں مالک ہوں

(تفسیر بغوی3/310).

إلا ما شاء الله أن أملكه من ذلك، بأن يقوّيني عليه ويعينني

میں نفع نقصان کا اتنا ہی مالک ہوں جتنا کہ اللہ تعالی نے مجھے مالک بنانا چاہا، اس طرح کہ اللہ تعالی مجھے قوت عطا فرماتا ہے اور میری مدد فرماتا ہے

(تفسیر طبری13/302)

.

إلاَّ مَا شَآءَ اللَّهُ} أن يملكني إياه فأملكه بمشيئته

نفع نقصان کا میں مالک نہیں مگر یہ کہ جتنا اللہ نے مجھے مالک بنانا چاہا تو میں اللہ کی مشیت اور رضا مندی سے نفع نقصان کا مالک ہوں

(تفسیر الماوردی2/285)

============

:القرآن2

مَا کَانَ لِمُؤۡمِنٍ وَّ لَا مُؤۡمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗۤ اَمۡرًا اَنۡ یَّکُوۡنَ لَہُمُ الۡخِیَرَۃُ

جب اللہ فیصلہ فرمادے اور اس کا رسول فیصلہ فرمادے کسی بھی معاملے میں تو کسی مومن مرد اور مومن عورت کو کچھ اختیار نہیں (بلکہ ان پر لازم ہے کہ اللہ کے حکم اور رسول کے حکم ورائے پر لبیک کہیں)

(سورہ الاحزاب آیت36)

.

بل من حقهم أن يجعلوا رأيهم تبعاً لرأيه واختيارهم تلوا لاختياره

مومنین ومومنات پر لازم ہے کہ اپنی رائے کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے تابع کر دیں اور اپنے اختیار کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اختیار کے پیچھے لگا دیں

(تفسیر نسفی3/32).

أي: لا ينبغي ولا يليق، ممن اتصف بالإيمان، إلا الإسراع في مرضاة الله ورسوله، والهرب من سخط الله ورسوله، وامتثال أمرهما واجتناب نهيهما، فلا يليق بمؤمن ولا مؤمنة
{إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا} من الأمور، وحتَّما به وألزما به {أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ

جس میں بھی ایمان جیسی صفت ہے تو اس کے لئے یہ لائق ولازم ہے اسی میں اسکی بھلائی ہے کہ وہ اللہ کی رضامندی اور رسول کریم کی رضامندی والے کام کرے اور اللہ کی ناراضگی اور اسکے رسول کی ناراضگی سے دور بھاگے، اور اللہ ورسول کے احکامات پر عمل کرے اور منع کردہ کاموں سے بچے تو کسی مومن کی شایان شان نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کاموں میں سے کسی کا حتمی حکم فرمادیں تو کسی مومن کو کچھ اختیار نہیں بچتا

(تفسیر السعدی 665/36)

.

بل يجبُ عليهم أنْ يجعلُوا رايهم تبعا لرأيه صلى الله عليه وسلم واختيارهم تلو الاختيار وجمعُ الضَّميرينِ لعمومِ مؤمنٍ ومؤمنةٍ

بلکہ مومنین ومومنات پر لازم ہے کہ اپنی رائے کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے تابع کردیں اور اپنے اختیار کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اختیار کے پیچھے لگادیں، یہ حکم قیامت تک ہر مومن ومومنہ کے لیے ہے (تفسیر ابی السعود 104/7).

فَهَذِهِ الْآيَةُ عَامَّةٌ فِي جَمِيعِ الْأُمُورِ، وَذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا حَكَمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ بِشَيْءٍ ،فَلَيْسَ لِأَحَدٍ مُخَالَفَتُهُ، وَلَا اخْتِيَارَ لأحد هنا، ولا رأي ولا قول

یہ آیت عام ہے تمام کے تمام معاملات میں کہ جب کسی بھی معاملے میں اللہ ورسول حکم فرمادیں تو کسی کو بھی اس کی مخالفت کا اختیار نہیں ہے اور کسی بھی امتی کو اللہ ورسول کے مقابل اپنی رائے و قول کا اختیار نہیں ہے(تفسیر ابن کثیر 6/377

ثابت ہوا رسول کریم تمام معاملات میں سے کسی کے بھی متعلق حکم دے سکتے ہیں بلکہ دیتے تھے جیسے کہ نیچے کچھ جھلک ملاحظہ کیجیے گا

.

والمعنى: أنه لا يحل لكل مؤمن ومؤمنة إذا قضى الله ورسوله قضاء أن يمتنعوا من قضائه، ويختاروا من أمرهم ما شاءوا، بل يجب عليهم ،- أن يجعلوا اختيارهم تبعًا لاختياره - صلى الله عليه وسلم ورأيهم تلوًا لرأيه

آیت کا معنی یہ ہے کہ کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کے لیے حلال نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی فیصلہ فرمادے تو اس کے فیصلے سے وہ رک جائیں عمل نہ کریں اپنا من پسند اختیار کریں ایسا اختیار کسی امتی کو نہیں ہے بلکہ مومنین و مومنات پر لازم ہے کہ اپنی رائے کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے تابع کر دیں اور اپنے اختیار کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اختیار کے پیچھے لگا دیں

(تفسیر حدائق الروح 23/25)

.

ان آیات اور تفاسیر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کے تمام معاملات میں اختیار دے دیا تھا اللہ تعالی نے کہ جو چاہیں حکم فرمائیں اور جو رائے واجتہاد رسول کریم کا ہو وہ ہم پر لازم قرار دے دیا اللہ نے کہ انکی رائے کے مطابق ہم اپنی رائے کریں اور عمل کریں...اختیار ہے تبھی تو اجتہاد ورائے کی رسول کریم کو اجازت تھی اور ہمیں اسکی اطاعت و پیروی کا حکم ہوا.....!!

.==============

:القرآن

فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوۡکَ فِیۡمَا شَجَرَ بَیۡنَہُمۡ ثُمَّ لَا یَجِدُوۡا فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیۡتَ وَ یُسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا

تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ آپ حکم دیں اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی جان سے مان لیں

(سورہ نساء آیت 65)

أَنَّهُ لَا يُؤْمِنُ أَحَدٌ حَتَّى يُحَكِّمَ الرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَمِيعِ الْأُمُورِ، فَمَا حَكَمَ بِهِ فَهُوَ الْحَقُّ الَّذِي يَجِبُ الِانْقِيَادُ لَهُ بَاطِنًا وَظَاهِرًا

کوئی بھی شخص اس وقت مسلمان ہو سکتا ہے جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے تمام کے تمام معاملات میں فیصلہ کرنے والا حکم دینے والا مان لے... بس جو کچھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حکم فرمادیں تو وہی حق ہے ہم پر ظاہری اور باطنی ہر لحاظ سے واجب ہے کہ ہم اس کی اطاعت و پیروی کریں

(تفسیر ابن کثیر 2/306).

فلا} أَيْ: ليس الأمر كما يزعمون أنَّهم آمنوا وهم يخالفون حكمك {وربك لا يؤمنون} حقيقة الإيمان {حتَّى يحكموك فيما شجر} اختلف واختلط {بَيْنَهُمْ ثُمَّ لا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا} ضيقاً وشكَّاً {ممَّا قضيت} أَيْ: أوجبتَ {ويسلموا} الأمر إلى الله وإلى رسوله من غير معارضةٍ بشيءٍ

اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے حکم کو نہ مانیں اور کہیں کہ ہم ایمان لائے تو ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا... حقیقی مسلمان تو وہی ہے حقیقی ایمان تو اسی شخص میں ہے کہ جو اپنے معاملات میں جھگڑوں میں آپ کو فیصلہ کرنے والا حکم دینے والا مان لے اور کچھ تنگی بھی دل میں محسوس نہ کرے اور تمام معاملات اللہ کی طرف اور اللہ کے رسول کی طرف لوٹا دے

(تفسیر الوجیز للواحدی ص272).

فَلا وَرَبِّكَ لاَ يُؤْمِنُونَ كقول القائل: لا والله لا يؤمنون حَتَّى يُحَكِّمُوكَ حتى يقروا ويرضوا بحكمك يا محمد

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شخص اس وقت مومن ہو گا جب وہ اقرار کرے گا آپ کے حکم کے حق ونافذ ہونے کا اور راضی ہو گا آپ کے حکم پر (تفسیر سمرقندی1/315).

وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيماً) أَيْ يَنْقَادُوا لِأَمْرِكَ فِي القضاء. وقال الزجاج: (تَسْلِيماً) مصدر مؤكدو، فَإِذَا قُلْتَ: ضَرَبْتُ ضَرْبًا فَكَأَنَّكَ قُلْتَ لَا أَشُكُّ فِيهِ، وَكَذَلِكَ (وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيماً) أَيْ وَيُسَلِّمُوا لِحُكْمِكَ تَسْلِيمًا لَا يُدْخِلُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ شَكًّا

جب آپ فیصلہ فرما دیں تو اس کی دل وجان سے اطاعت و پیروی کریں اس کو مانیں اور کوئی تنگی و شک بھی دل میں نہ لائیں تب مومن کہلائیں گے

(تفسیر قرطبی5/269)

.

آیت عام ہے کہ رسول کریم وحی کے ذریعے یا اجتہاد ورائے وچاہت سے کوئی حکم لازم کر دیں تو ہم سب پر اس کی اطاعت و پیروی لازم ہے...یہی تو اختیارات مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک روشن دلیل ہے، جو رسول کریم چاہیں وہ ہم پر لازم ہو جاتی ہے اور کچھ لوگ ہیں کہ کہتے ہیں رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا... عجیب........!!

.=================

القرآن4:

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..500..517...536...543

مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ * وَ مَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

.(سورہ الحشر آیت 7)جو کچھ رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس چیز سے روکے تو رک جاؤ

وَهُوَ عَامٌّ فِي كُلِّ مَا أَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَهَى عَنْهُ

یہ آیت عام ہے ہر اس معاملے میں کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں اور جس چیز سے منع کریں تو ہم پر اطاعت و پیروی لازم ہے

(تفسیر بغوی8/74)

.

هَذَا يُوجِبُ أَنَّ كُلَّ مَا أُمِرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرٌ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى. وَالْآيَةُ وَإِنْ كَانَتْ فِي الْغَنَائِمِ فَجَمِيعُ أَوَامِرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَوَاهِيهِ دَخَلَ فِيهَا

آیت کا شان نزول غنیمت کے متعلق ہے لیکن یہاں پر ہر وہ چیز مراد ہے کہ جس کا رسول کریم حکم دے اور جس چیز سے رسول کریم روک دے تو وہ سب کے سب معاملات اس میں شامل ہیں

.کہ ان کی پیروی کا حکم ہے ہمیں(تفسیر قرطبی18/17)

وهو عام في كل ما أمر به النبي صلّى الله عليه وسلّم أو نهي عنه من قول أو عمل من واجب أو مندوب أو مستحب أو نهى

آیت میں ہر وہ حکم شامل ہے کہ جس کا حکم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دیں یا جس سے روکیں

چاہئے وہ نبی پاک کا قول ہو چاہے وہ عمل ہو چاہے وہ واجب ہو چاہے وہ مندوب ہو چاہے وہ مستحب

ہو یا نہی ہو کچھ بھی ہو جو رسول کریم حکم دیں اس کی اطاعت و پیروی ہم پر لازم ہے

(تفسیر خازن4/270)

وَالْحَقُّ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ عَامَّةٌ فِي كُلِّ شَيْءٍ يَأْتِي بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَمْرٍ أَوْ نَهْيٍ أَوْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ، وَإِنْ كَانَ السَّبَبُ خَاصًّا فَالِاعْتِبَارُ بِعُمُومِ اللَّفْظِ لَا بِخُصُوصِ السَّبَبِ

اور حق بات یہی ہے کہ یہ آیات ہر چیز کو شامل ہے کہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں یا

روکیں یا رسول اکرم کا کوئی قول ہو یا رسول کریم کا کوئی فعل ہو ان سب کی اطاعت ہم پر واجب

ہے اگرچہ سبب خاص ہے آیت کا مگر اعتبار عموم کا ہے

(تفسیر فتح القدیر5/236)

.

،رسول کریم مال و دولت غنیمت دیں، رسول کریم کوئی حکم دیں، رسول کریم کسی چیز سے روکیں

رسول کریم کا کوئی فعل ہو، رسول کریم کا کوئی عمل ہو، رسول کریم کا کوئی قول ہو ہم سب کو اس کی

اطاعت کرنی ہے لیکن عجیب ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں نبی پاک کو کچھ اختیار نہیں

.===========

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

اختیارات وچاہت کے مزید کچھ عمومی دلائل وحوالہ جات

.اختیار دیا جاتا تھا تو رسول کریم آسانی اختیار فرماتے امت کے لیے[1] ☼

،عَائِشَةَ ، قَالَتْ : مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ أَحَدُهُمَا أَيْسَرُ مِنَ الْآخَرِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی اختیار دے دیا گیا تو ان میں سے رسول کریم نے آسانی کو اختیار فرمایا

مسند احمد حدیث25288بخاری حدیث6126نحوہ)

(مسلم حدیث2323نحوہ

مختار کل نہ ہوتے تو آسانی کو اختیار کیسے فرماتے....؟؟انکی چاہت سے کچھ نہ ہوتا تو اختیار کیوں دیا جاتا چننے کا....؟؟

.

.رسول کریم کی چاہت و اختیار کے موافق اللہ جل جلالہ حکم نازل فرماتا[2] ☼

فَلَمَّا نَزَلَتْ : تُرْجِئُ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ، قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا أَرَى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459.. 500..517...536...543

تُرْجِیُ مَنۡ تَشَاءُ مِنۡهُنَّ یہ آیت نازل ہوءی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تو آپ کی پسند و چاہت میں جلدی فرماتا ہے

(بخاری تحت الحدیث 5113)

.صحابی کا عقیدہ دیکھیے اور لھابی کا عقیدہ سوچیے......!!تو بدعتی بے ادب کون.....؟؟

اَيْ مَا أَرَى اللَّهَ إِلَّا مُوجِدًا لِمَا تُرِيدُ بِلَا تَأْخِيرٍ مُنْزِلًا لِمَا تُحِبُّ وَتَخْتَارُ

یعنی اللہ تعالی بغیر کسی تاخیر کے وہی حکم نازل فرمادیتا ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہو جو آپ اختیار فرمائیں

(فتح الباری شرح بخاری 8/526)

.

سید عالم جو چاہیں خاص فرمائیں3 *

وله أن يخص ما شاء من العموم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار ہے کہ عموم میں سے جو چاہیں خاص فرمادیں

(مجمع بحار الأنوار 5/90)

.

وَلِلشَّارِعِ أَنْ يَخُصَّ مِنَ الْعُمُومِ مَا شَاءَ.

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو شریعت کے لانے والے اور اللہ کے اذن وعطاء سے بنانے والے ہیں وہ عموم میں سے جسے چاہیں خاص فرمائیں

(شرح النووي على مسلم 6/238)

.

!!....سید عالم چاہیں تو سونے کے پہاڑ ساتھ چلیں4

لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِي جِبَالُ الذَّهَبِ...رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ

رسول کریم نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو یہ پہاڑ سونے کے بن کر میرے ساتھ چلیں...اس حدیث کو ابو یعلی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن معتبر ہے

(مجمع الزوائد حدیث 14210)

.

!!......احکام نبی پاک کے سپرد ہیں5

أَنَّ التَّفْوِيضَ إِلَيْهِ أَيْضًا أَعَمُّ

تمام کی تمام شریعت کے احکامات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سپرد ہیں اعم ہے(کہ چاہے وہ وحی کے ذریعے سے یا اجتہاد کے ذریعے یا چاہت کے ذریعے یا رائے کے ذریعے سے کچھ (بھی حکم فرما سکتے ہیں کسی بھی چیز سے منع کر سکتے ہیں

(مرقاۃ شرح مشکواۃ 5/1740).

أَنَّ الْمَرْجِعَ فِي الْأَحْكَامِ إِنَّمَا هُوَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ قَدْ يَخُصُّ بَعْضَ أُمَّتِهِ بِحُكْمٍ وَيَمْنَعُ غَيْرَهُ مِنْهُ وَلَوْ كَانَ بِغَيْرِ عُذْرٍ

شریعت کے تمام احکامات رسول کریم کی طرف لوٹا دیے گئے ہیں انہیں کے سپرد ہیں، اور بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بغیر کسی عذر و مجبوری کے اپنی بعض امت کو بعض حکم کے ذریعے خاص کر دیں یہ انکو اختیار ہے

(فتح الباری شرح بخاری 10/17)

.

!!.....اللہ و رسول کی زمین پے اللہ و رسول کا نظام6

وَاعْلَمُوا أَنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جان لو بے شک زمین اللہ کے لئے ہے اور اس کے رسول کے لئے ہے

(بخاری حدیث 3167)

اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام یہ نعرہ ادھورا لگتا ہے... اللہ و رسول کی زمین پے اللہ و رسول کا نظام نعرہ ہونا چاہیے.

!!......خزانوں کی کنجیاں آپ کو عطاء کی گئیں 7

وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میں اس وقت بھی اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں جو جنت میں ہے، اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطاء کی گئی ہیں

(بخاری حدیث 1344)

دنیا میں رہ کر جنت کے نظارے.... اللہ اللہ ایسی نظر، یہ بھی تو حاضر ناظر کی دلیل ہے اور خزانوں کی چابیں عطاء کی گئیں مگر عجیب ہیں وہ جو کہتے ہیں انہیں کچھ اختیار نہیں

.

!!....رسول کریم کا حکم حلال یا حرام کر دیتا ہے 8

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ، فَمَا وَجَدْنَا فِيهِ حَلَالًا اسْتَحْلَلْنَاهُ، وَمَا وَجَدْنَا فِيهِ حَرَامًا حَرَّمْنَاهُ، وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا حَرَّمَ اللَّهُ

خبر دار کوئی شخص یہ نہ کہے نہ سوچے کہ جو قرآن میں ہے حلال ہے تو اس کو حلال سمجھیں گے جو قرآن میں حرام ہے تو اس کو حرام سمجھیں گے ایسا ہر گز نہ سوچے کہ بے شک جو میں رسول اللہ حرام قرار دوں وہ اسی طرح ہے جیسے کہ اللہ نے حرام قرار دیا ہے

.(ترمذی حدیث2664)

حقيق بأن يستقل بأحكام سوى ما أنزله الله عليه

جو احکامات اللہ تعالی نے نازل فرمائے ان کے علاوہ بھی ایسے احکام ہیں کہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہیں اور یہی حقیقت کے موافق ہے

(قوت المغتذی2/665)

.

وَقَالَ ابْنُ حَجَرٍ، أَيْ: مَا حَرَّمَ وَأَحَلَّ رَسُولُ اللَّهِ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - كَمَا حَرَّمَ وَأَحَلَّ اللَّهُ،

امام ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ امام ابن حجر نے (اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے، ایسی ایات و احادیث کو دلیل بنا کر) فرمایا ہے کہ جو چیز رسول کریم حلال کر دیں، جو چیز رسول کریم حرام کر دیں، وہ ایسے ہی ہے کہ جیسے اللہ نے حرام کر دی ہو، اللہ نے حلال کر دی ہو

(مرقاۃ شرح مشکواۃ1/247)

.#######

اب آیئے ایک جھلک دیکھتے ہیں کہ رسول کریم کے چاہنے سے کیا کچھ ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ ❊
وسلم نے اپنے اختیار سے کیا کچھ کیا.

.

سید عالم کی چاہت پے قبلہ تبدیل...رسول کریم کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا کہنے والے غور
کریں

القرآن:

فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

تو بے شک میں تمہارا قبلہ وہ بنادوں گا کہ جو آپ چاہتے ہیں تو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کر دیجئے

(سورہ بقرہ آیت144)

.

وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ أَنْ يُوَجَّهَ نَحْوَ الْكَعْبَةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ وہ کعبہ کی طرف رخ کریں تو اللہ تعالی نے مذکورہ
آیت نازل فرمادی

(تفسیر قرطبی2/158)

.#######

سید عالم نے عطائی اختیار سے مدینہ کو حرم پاک قرار دے دیا...مختار کل نہ ہوتے تو کیسے حرم

*قرار دیتے....؟؟

وَحَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جیسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دے دیا اسی طرح میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں

(بخاری حدیث2129)

.#######

.سیدہ ام عطیہ کے لیے ایک موقعہ پر نوحہ کی اجازت دے دی....مختار کل تھے تو اجازت دی

ورخص لأم عطية في أل فلان، وله أن يخص ما شاء من العموم

عام حکم تو یہ ہے کہ نوحہ کرنے کی اجازت نہیں ہے لیکن رسول کریم نے سیدہ ام عطیہ کو اجازت دی کہ فلاں کی میت پے نوحہ کرے، فقط انہیں اجازت دی

.(مجمع بحار الأنوار5/90)

هَذَا مَحْمُول على الترخيص لأم عَطِيَّة فِي آل فلَان خَاصَّة وَلَا تحل النِّيَاحَة لغَيْرهَا وَلَا لَهَا فِي غير آل فلَان وللشارع أَن يخص من الْعُمُوم مَا شَاءَ

یہ رخصت سیدہ ام عطیہ کے لئے خاص تھی ایک خاص قبیلے کے بارے میں کہ نبی پاک شریعت لانے بتانے اور باذن اللہ بنانے والے ہیں جو چاہیں خاص کر دیں، اور اس کے علاوہ نوحہ آیات و احادیث کی روشنی میں کسی کے لیے بھی جائز نہیں ہے(شرح السيوطي على مسلم3/20.

###########

*!!........پہاڑوں پے اختیار

هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , كَانَ عَلَى حِرَاءَ , وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ , وَعُمَرُ , وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ , وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ , وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ , وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ , وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ , وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ , وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ , فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اسْكُنْ حِرَاءُ فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ»

فَسَكَنَ الْجَبَلُ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پے تھے آپ کے ساتھ سیدنا ابو بکر تھے سیدنا عمر تھے سیدنا عثمان سیدنا علی سیدنا عبد الرحمن تھے سیدنا زبیر سیدنا طلحہ تھے سیدنا سعد تھے سیدنا سعید تھے(رضی

اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین)تو پہاڑ جنبش کرنے لگا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ساکن ہو جا، تجھ پر تو نبی ہے صدیق ہے شہید ہے تو پہاڑ ساکن ہو گیا

(الشريعة للآجري حديث1170)

(شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة2647 نحوه)

.##########

مخصوص زکواۃ معاف کردی

قَدْ عَفَوْتُ عَنْ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ، فَهَاتُوا صَدَقَةَ الرِّقَةِ : مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا، دِرْهَمًا

رسول کریم نے فرمایا کہ میں نے گھوڑوں کی اور خادموں کی زکوۃ تم سے معاف کردی تو چاندی کی زکوۃ نکالو ہر 40 درہم میں ایک درہم زکواۃ ہے(کل رقم کو 40 پے تقسیم کیجئے جو جواب آئے گا وہ زکواۃ ہے)

(ترمذی حدیث620)

##########

* نماز میں تاخیر اور مسواک کا اختیار.........؟؟

لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ لَأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ، وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مسلمانوں پر مشقت نہ ہوتی تو میں عشاء کو تاخیر کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیتا اور ہر نماز کے وقت مسواک کا حکم دیتا

(ابوداود حدیث46).

أي باجتهاد منه - صلى الله عليه وسلم - أو بوحي من

اللہ تعالی

یعنی رسول کریم اپنے اجتہاد سے یہ حکم دیتے یا اللہ تعالی کی وحی کے ذریعہ سے حکم دیتے

(تنویر شرح جامع صغیر9/189)

.#########

* کفارہ معاف کر دینے کا اختیار........؟؟

ایک صحابی رمضان المبارک کا روزہ توڑ بیٹھا تو نبی پاک نے فرمایا کہ کفارہ بھی دو(60 مسکینوں کو کھانا کھلانا کفارہ ہے)اور قضاء بھی رکھو... صحابی نے عرض کی یارسول اللہ کفارہ کی طاقت نہیں ہے... اتنے میں صدقہ کا مال آتا ہے اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام صدقہ کا مال صحابی کو دیتے ہیں اور

فرماتے ہیں یہ صدقہ کر دو کفارہ ہو جائے گا.. صحابی عرض کرتے ہیں یارسول اللہ صدقے کا سب سے زیادہ حقدار تو میں ہوں تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ

جا اپنے اہل و عیال کو کھلا (تیرا کفارہ معاف کر دیا یا ادا ہو گیا)

.(بخاری حدیث1936)

رُبَّمَا كَانَ هَذَا رُخْصَةً لَهُ خَاصَّةً وَلَوْ أَنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذَلِكَ الْيَوْمَ لَمْ يَكُنْ لَهُ بُدٌّ مِنَ التَّكْفِيرِ....وَجُمْهُورُ الْعُلَمَاءِ عَلَى قَوْلِ الزُّهْرِيِّ،

یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خاص اس صحابی کے لیے رخصت تھی ورنہ اگر کوئی شخص ایسا کام کرے گا تو اسے کفارہ دینا ہو گا، یہی امام زہری کا قول ہے جو ابو داود میں موجود ہے اور جمہور علماء بھی اسی قول پر ہیں

(مرقاة المفاتیح 1392/4)

.#############

*ایک کی گواہی دو کے قائم مقام کرنے کا اختیار......؟؟

خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ

سیدنا خذیمہ رضی اللہ تعالی عنہ کہ جس کی گواہی کو رسول کریم نے دو مردوں کی گواہی کے برابر قرار دیا

(بخاری حدیث 2807)

.

-خصوصية له -رضي الله عنه

یہ صرف اسی صحابی کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خصوصیت عطا کی گئی ہے

(قسطلانی شرح بخاری 5/46).

########

*چاہتے تو حج ہر سال فرض ہو جاتا.........؟⁉️

قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفِي كُلِّ عَامٍ ؟ فَسَكَتَ، فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفِي كُلِّ عَامٍ ؟ قَالَ : " لَا، وَلَوْ قُلْتُ : نَعَمْ لَوَجَبَتْ

صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ کیا ہر سال حج فرض ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے صحابہ کرام نے پھر عرض کی یارسول اللہ کیا ہر سال حج فرض ہے آپ نے فرمایا نہیں، اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا

(ترمذی حدیث 814)

.

وَهَذَا بِظَاهِرِهِ يَقْتَضِي أَن أَمر افتراض الْحَج كل عَام كَانَ مفوضا إِلَيْهِ حَتَّى لَو قَالَ نعم لحصل وَلَيْسَ بمستبعد إِذْ يجوز أَن يَأْمر الله تَعَالَى بِالْإِطْلَاقِ ويفوض أَمر التَّقْيِيد إِلَى الَّذِي فوض إِلَيْهِ الْبَيَان فَهُوَ ان أَرَادَ أَن يبقيه على الْإِطْلَاق يبقيه عَلَيْهِ وان أَرَادَ أَن يُقَيِّدهُ بِكُل عَام يُقَيِّدهُ بِهِ

اس حدیث کے ظاہر سے یہی ثابت ہو رہا ہے کہ حج کا ہر سال فرض ہونا نہ ہونا رسول کریم کے حوالے کیا گیا کہ اگر آپ فرمائیں تو ہر سال ورنہ جو آپ علیہ الصلاۃ والسلام قید لگائیں اسی مطابق حکم ہو گا...اور ایسا کوئی بعید نہیں ہے(حاشیۃ السندی5/110.

وَفِيهِ أَنَّ التَّفْوِيضَ إِلَيْهِ أَيْضًا أَعَمُّ

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ احکام و معاملات رسول کریم کی طرف سپرد ہیں اعم(کہ وہ وحی کے ذریعے یا اجتہاد رائے وچاہت کے ذریعے جو چاہیں حکم فرماءیں یا منع فرمائیں(

(مرقاۃ شرح مشکواۃ5/1740)

.

واحتج بهذا الحديث من جوز تفويض الحكم إلي رأي النبي صلى الله عليه وسلم، فيقول الله له: احكم بما شئت، فإنك لا تحكم إلا بالصواب،

یہ حدیث پاک ان علماء کرام کی دلیل ہے جو فرماتے ہیں کہ تمام احکامات نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سپرد ہیں... گویا اللہ تعالی نے فرمادیا کہ اے محبوب جو حکم چاہئیں آپ فرمادیں آپ اللہ کی مشیئت وعطاء سے صحیح حکم ہی فرمائیں گے

(شرح الطیبی 6/1937)

.#########

*ابو طالب کو نفع پہنچایا.......؟؟

يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ ؛ فَإِنَّهُ
،كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ ؟ قَالَ : " نَعَمْ، هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ
لَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ

عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ نے ابو طالب کو کوئی نفع پہنچایا....؟؟ وہ آپ کی نگہبانی کیا کرتے تھے اور آپ کے لیے غضبناک ہوا کرتے تھے... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں میں نے اسے نفع پہنچایا ہے وہ جہنم میں ٹخنوں تک ہے اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوتا (جہاں سب سے زیادہ عذاب ہوتا ہے)

(بخاری حدیث 6208)

.

فَإِن قلت: أَعمال الْكَفَرَة هباء منثوراً لَا فَائِدَة فِيهَا. قلت: هَذَا النَّفْع من بركَة رَسُول الله، صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وخصائصه

علامہ عینی فرماتے ہیں کہ اگر آپ اعتراض کریں کہ کافروں کے تمام اعمال تو بے سود غیر مفید ہیں تو پھر ابو طالب کو کیسے فائدہ پہنچا....؟؟ علامہ عینی فرماتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ جو نفع ابو طالب کو ملا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے

(عمدۃ القاری شرح بخاری 17/17)

.#########

*قربانی کے معاملے میں اختیار.......؟؟

. يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَا ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أُصَلِّيَ وَعِنْدِي جَذَعَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُسِنَّةٍ قَالَ : " اجْعَلْهَا مَكَانَهَا ". أَوْ قَالَ : " اذْبَحْهَا وَلَنْ تَجْزِيَ جَذَعَةٌ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ

ایک صحابی نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نماز عید سے پہلے ہی قربانی کرلی ہے اور اس کے علاوہ میرے پاس ایک سال کے جانور سے کم عمر جانور ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عید نماز سے پہلے والی قربانی نہیں ہوئی تم اس کی جگہ پر کم عمر جانور ذبح کرو اور تمہارے بعد کسی کو بھی اس کی اجازت نہیں ہے

(بخاری حدیث968)

.

أَنَّ الْمَرْجِعَ فِي الْأَحْكَامِ إِنَّمَا هُوَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ قَدْ يَخُصُّ بَعْضَ أُمَّتِهِ بِحُكْمٍ وَيَمْنَعُ غَيْرَهُ مِنْهُ وَلَوْ كَانَ بِغَيْرِ عُذْرٍ

اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ احکام و معاملات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سپرد ہیں، وہ چاہیں تو اس امت کے بعض کو کسی حکم کے ساتھ خاص فرمادیں اور دوسروں کو منع کردیں بھلے کوئی عذر بھی نہ ہو

(فتح الباری شرح بخاری 17/10)

.#########

نماز معاف فرمادینے کا اختیار......؟

أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ عَلَى أَنَّهُ لَا يُصَلِّي إِلَّا صَلَاتَيْنِ، فَقَبِلَ ذَلِكَ مِنْهُ

ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اسلام قبول کیا اس شرط پر کہ وہ صرف دو نمازیں پڑھے گا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے یہ شرط قبول کرلی (اور تین (نمازیں معاف کردیں

(مسند احمد حدیث 20287)

.

فظاهر هذا أنّه أسقط عنه ثلاث صلوات وكان من خصائصه - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أنّه يخصّ من شاء بما شاء من الأحكام، ويُسْقط عمّن شاء ما شاء من الواجبات

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے تین نمازیں معاف کر دیں تھیں اور یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے، بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسے چاہیں جس حکم کے ساتھ خاص فرمادیں اور جس سے چاہے جو کچھ معاف فرمادیں

(مرقاۃ الصعود امام سیوطی 1/246)

.############

*!!....ایک صحابی کے لیے سونے کی انگوٹھی جائز کر دی

فَهِمَ الْخُصُوصِيَّةَ لَهُ مِنْ قَوْلِهِ الْبَسْ مَا كَسَاكَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَهَذَا أَوْلَى مِنْ قَوْلِ الْحَازِمِيِّ لَعَلَّ الْبَرَاء لم يبلغهُ النَّهْي وَيُؤَيّد الِاحْتِمَالُ الثَّانِي أَنَّهُ وَقَعَ فِي رِوَايَةِ أَحْمَدَ كَانَ النَّاسُ يَقُولُونَ لِلْبَرَاءِ لِمَ تَتَخَتَّمُ بِالذَّهَبِ وَقَدْ نَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَذْكُرُ لَهُم هَذَا الْحَدِيثَ

سیدنا براء رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ خصوصیت سمجھی تھی کہ رسول کریم نے انہیں سونے کی انگوٹھی پہنادی ہے تو یہ ان کے ساتھ خاص ہے ان کے لیے جائز ہے... اور یہی بات درست

معلوم ہوتی ہے کیوں کہ سیدنا براءرضی اللہ تعالی عنہ سے جب پوچھا جاتا تھا کہ آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا ہے تو وہ یہ حدیث پیش کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ یہ انگوٹھی تم پہن لو، یہ انگوٹھی تمھیں اللہ نے پہنائی ہے اور اس کے رسول نے پہنائی ہے

(فتح الباري لابن حجر 10/317)

.###########

چار مہینے دس دن سوگ کے بجائے فقط تین دن سوگ کی اجازت دی، باقی سوگ معاف فرما دیا.....!!*

أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ الثَّالِثَ مِنْ قَتْلِ جَعْفَرٍ فَقَالَ: " لَا تَحِدِّي بَعْدَ يَوْمِكِ هَذَا

سیدہ اسماء بنت عمیس فرماتی ہیں کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کی شہادت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیسرے دن تشریف لائے اور فرمایا کہ اس دن کے بعد سوگ مت کرنا

(مسند احمد حدیث 27083)

وللشارع أن يخص من العموم ما شاء،ومن ذلك: ترك الإحداد لأسماء بنت عميس

سیدہ اسماء کو سوگ نہ کرنے کی جو اجازت عطا فرمائی یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شریعت بتاتے والے اور اللہ کے اذن وعطاء سے شریعت بنانے والے ہیں اس لیے جو چاہیں خاص فرمائیں

(المواہب اللدنیہ 2/388)

.==================

کیا نبی پاک ﷺ کسی کام نہ آئیں گے......؟؟

سوال:

اے محمد کی بیٹی فاطمہ! اپنے آپ کو جہنم سے خود بچانا" عمل کرو." میں تمھارے کسی کام نہ آؤں" گا

(بخاری حدیث 4771)

.

!!....جواب.و. تحقیق#

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459.. 500..517...536...543

تاجدار عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حکم سے دنیا میں بھی کام آئے (اختیارات مصطفی ﷺ ،شفاعتِ مصطفی ﷺ موضوع پر کتب کا مطالعہ کیجیے) اور قیامت کے دن بھی کام ائیں گے مسلمانوں کی شفاعت فرمائیں گے، جنت دلوائیں گے

.

:مفسر شہیر شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مرحوم علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ اللہ کے اذن سے انبیاء (علیہم السلام)' ملائکہ' اولیاء کرام' علماء' حفاظ قرآن اور صالح مومنین گنہ گاروں کی شفاعت کریں گے' یہ شفاعت گناہ کبیرہ کرنے والوں کی مغفرت اور تخفیف عذاب کے لیے ہو گی اور صالحین کیلیے ترقی درجات کی شفاعت ہو گی۔ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بعض کفار کے بھی تخفیف عذاب کی شفاعت کریں گے' شفاعت کبری اور شفاعت کی بعض دیگر اقسام ہمارے سیدنا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خصائص میں سے ہیں' اللہ تعالی نے آپ کو شفاعت بالوجاہت بھی عطا فرمائی ہے۔-ہم نے ”شرح صحیح مسلم“ جلد ثانی میں مسئلہ شفاعت پر تفصیل بحث کی ہے' شفاعت کا معنی' منکرین شفاعت کے مذاہب' ان کے دلائل اور ان کے جوابات بیان کیے ہیں اور * #شفاعت کے ثبوت میں قرآن مجید کی #پچاس سے زیادہ آیات اور #چالیس احادیث ذکر کی ہیں* اور مسئلہ شفاعت پر اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں اور شفاعت کی ۱۴۹ اقسام ذکر کی ہیں اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم) کے ساتھ مخصوص اقسام کا بیان کیا ہے' اس مسئلہ کو تفصیل سے جاننے کے لیے اس مقام کا مطالعہ کرنا چاہیے

(تبیان القرآن تحت تفسیر سورہ بقرہ آیت 47)

.

جب قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کام آئے اور کام آئیں گے تو "کام نہ آؤں گا" کا کیا مطلب و معنی ہے........؟؟"

.

پہلا معنی: اگر ایمان نہ لاؤ گے تو کام نہ آؤں گا

دوسرا معنی: کام نہ آؤں گا یہ منسوخ ہے

.تیسرا معنی: بذات خود کام نہ آوں گا مگر اللہ کی اجازت سے کام آؤں گا

فإني لا أملك لك من الله شيئا إن لم تؤمني

اے فاطمہ اگر مجھ پر ایمان نہ رکھو گی تو میں تمھارے کام نہ آؤں گا

(فتح المنعم,2/42)

بِأَنَّ هَذَا كَانَ قَبْلَ أَنْ يُعْلِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى بِأَنَّهُ يَشْفَعُ فِيمَنْ أَرَادَ وَتُقْبَلُ شَفَاعَتُهُ حَتَّى يُدْخِلَ قَوْمًا الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَيَرْفَعَ دَرَجَاتِ قَوْمٍ

آخَرِينَ وَيُخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ دَخَلَهَا بِذُنُوبِهِ أَوْ كَانَ الْمَقَامُ مَقَامَ التَّخْوِيفِ وَالتَّحْذِيرِ أَوْ أَنَّهُ أَرَادَ الْمُبَالَغَةَ فِي الْحَضِّ عَلَى الْعَمَلِ وَيَكُونُ فِي قَوْلِهِ لَا أُغْنِي شَيْئًا إِضْمَارُ إِلَّا إِنْ أَذِنَ اللَّهُ لِي بِالشَّفَاعَةِ

:خلاصہ

کام نہ آوں گا منسوخ ہے اس سے جو آیا ہے کہ نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

شفاعت کے ذریعے کام آئیں گے، یا مبالغہ و تخویف مراد ہے یا معنی یہ ہے کہ کام نہ آؤں گا مگر اللہ

کے اذن سے کام آؤں گا

(فتح الباري لابن حجر,8/502)

لا أغني عنكم من الله شيئاً فإن المراد لا أغني عنكم بمجرد نفسي" وقدرتي لا بما يكرمني الله به، أو كان ذلك قبل إعلام الله له بأنه ينفع

، تمھارے کام نہ اوں گا کا معنی ہے کہ ذاتی طور پے کام نہ اوں گا لیکن اللہ کے کرم سے کام آوں گا

یا کام نہ آؤں گا منسوخ ہے

(التنویر شرح الجامع الصغیر,8/177)

.

تحریر: العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر

whats App nmbr

00923468392475

03468392475

03062524574

.



تحریر نمبر 20

مرزا جہلمی نے کہا کہ امام ترمذی نے ناصبیت پھیلائی اس کا بھی رد اس تحریر 20 میں پڑھیے

جاہل فسادی گستاخ پلمبر مرزا جہلمی کا امام ترمذی پر اعتراض و بہتان کہ وہ ناصبیت فرقہ واریت*

* ناصبیت پھیلانے والے تھے، اسکا تحقیقی رد اور اول اسلام کون لایا......؟؟

.

:مرزا جہلمی کہتا ہے کہ... خلاصہ

امام ترمذی نے صحابی کے قول کو بعض محدثین کے قول کی وجہ سے رد کر کے فرقہ واریت ناصبیت

پھیلائی....ناصبیت، ناصبیت پھیلائی

.

* !!....جواب.و. تحقیق *

قلت له: فمن معك على هذا؟ قال: " حر وعبد "، قال: " ومعه يومئذ ابو بكر، وبلال ممن آمن به "، فقلت: إني متبعك

عمرو بن عبسہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اب تک آپ پر کون

ایمان لایا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک آزاد ہے اور ایک غلام ہے ہے اور اس

وقت آپ کے ساتھ ابو بکر (جو آزاد تھے) اور بلال (جو غلام تھے) ساتھ تھے (یعنی سب سے پہلے ایمان آزاد مردوں میں سے سیدنا ابو بکر صدیق لائے، غلاموں میں سے سیدنا بلال سب سے پہلے ایمان لائے)

(مسلم تحت الحدیث1930)

(المستدرک للحاکم3/69 نحوہ)

(الابانۃ لابن بطہ روایت94 نحوہ)

(معجم الصحابۃ للبغوي1/263 نحوہ)

(مسند أحمد - ط الرسالۃ32/173 نحوہ)

(معرفۃ الصحابۃ لأبي نعیم4/1982 نحوہ)

(الطبقات الکبری ط دار صادر2/215 نحوہ)

.

:خلاصہ

یہ تو ہم صحابہ کرام و تابعین وغیرہ سے چند روایتیں پیش کریں گے ورنہ قرآن و حدیث کے استدلال اور اقوال صحابہ تابعین و تبع تابعین دیگر اسلاف کے اقوال تو بہت ملتے ہیں... اس سے

واضح ہو گیا کہ امام ترمذی نے سیدنا ابن عباس کے قول کے مقابلے میں صرف محدثین نہیں بلکہ دیگر صحابہ کے اقوال کو بھی پیش نظر رکھا ہے لہذا ان پر ناصبیت یا بیت اور فرقہ واریت کا فتوی لگانا اور صحابی کے قول کو تابعی کے قول سے رد کرنے کا اعتراض کرنا دراصل مرزا جہلمی کی اسلاف سے نفرت اور بغض اور حسد ہے جہالت و بے باکی ہے۔۔۔ مرزا جہلمی پر فرض ہے کہ وہ اپنی ان جیسی غلطیوں بغض یا حسد طعن و تشنیع مذمت و گستاخیوں سے سرعام توبہ کرے اور آئندہ تحقیق تطبیق توفیق بین الاقوال پر عمل کرے، ظنیات میں اختلاف کرے تو باادب پر دلیل اور کسی کے قوی قول کا مقلد ہو کر اختلاف کرے تو حرج نہیں اور حتمی رائے سے پہلے علمائے کرام سے مشاورت سوال جواب مباحثہ کرے امید ہے افہام تفہیم تقلید تحقیق تطبیق سے مسلہ حل ہو جائے گا

ورنہ

یہ مرزا جہلمی خود فسادی گستاخ اور تفرقہ انتشار پھیلانے والا کہلائے گا اور ایسے کو لگام لگانا رد و .!...مذمت کرنا، بائیکاٹ کرنا لازم ہے

:نوٹ

قبلہ مفتی راشد محمود رضوی صاحب مسلسل مرزا جہلمی کا خوب رد فرما رہے ہیں، انہیں یوٹیوب پے .!!...... سرچ کیجیے، انکے اکاؤنٹ کو پھیلایئے، انکی وڈیوز کو پھیلائے

سب سے پہلے امام ترمذی کے اصل الفاظ پڑھیے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459.. 500..517...536...543

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي هَذَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ : أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ : أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ : أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ : عَلِيٌّ، وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ : أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ : أَبُو بَكْرٍ، وَأَسْلَمَ عَلِيٌّ وَهُوَ غُلَامٌ ابْنُ ثَمَانِ سِنِينَ، وَأَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النِّسَاءِ خَدِيجَةُ

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ اس معاملے میں اہل علم (صحابہ تابعین تبع تابعین علماء اسلاف) کا اختلاف ہے بعض اہل علم نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے اسلام سیدنا ابو بکر صدیق لائے اور بعض اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام سیدنا علی لائے اور بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ بڑوں میں سے، مردوں میں سے سب سے پہلے اسلام سیدنا ابو بکر صدیق ایمان لائے اور بچوں میں سب سے پہلے اسلام سیدنا علی ایمان لائے اور عورتوں میں سب سے پہلے اسلام سیدہ خدیجہ لائیں

(ترمذی تحت الحدیث3734)

.

امام ترمذی نے جو کہا کہ *"بعض اہل علم"* کا قول ہے کہ ابو بکر پہلے ایمان لائے یہ محض محدثین کا قول نہیں بلکہ خود بعض صحابہ اور کئ تابعین اسلاف کا قول ہے......امام ترمذی نے محدثین نہیں کہا بلکہ لفظ *"اہل علم"* کہا اور اہل علم میں صحابہ تابعین بعد کے اسلاف سب شامل ہیں

.

بعض صحابہ کرام کا فرمان ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق سب سے پہلے ایمان لائے چند حوالہ جات ملاحظہ کیجیے.

حوالہ 1.2.3

:صحابی سیدنا ابن عباس اور صحابی سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنھما کا قول سنیے

شَيْخٌ لَنَا قَالَ: أَخْبَرَنَا مُجَالِدٌ, عَنْ عَامِرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَوْ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَيُّ النَّاسِ كَانَ أَوَّلَ إِسْلَامًا؟

» :فَقَالَ: أَمَا سَمِعْتُ قَوْلَ حَسَّانِ بْنِ ثَابِتٍ

[البحر البسيط]

إِذَا تَذَكَّرْتَ شَجْوًا مِنْ أَخِي ثِقَةٍ... فَاذْكُرْ أَخَاكَ أَبَا بَكْرٍ بِمَا فَعَلَا

خَيْرَ الْبَرِيَّةِ أَتْقَاهَا وَأَعْدَلَهَا... إِلَّا النَّبِيَّ وَأَوْفَاهَا بِمَا حَمَلَا

«وَالثَّانِيَ التَّالِيَ الْمَحْمُودَ مَشْهَدُهُ... وَأَوَّلَ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرُّسُلَا

:خلاصہ

صحابی سیدنا ابن عباس سے پوچھا گیا سب سے پہلے اسلام کون لایا فرمایا کیا تم نے صحابی سیدنا حسان بن ثابت کا قول نہی سنا... صحابی حضرت حسان بن ثابت نے سیدنا ابو بکر کی تعریف میں اشعار کہے جس میں کہا کہ ابو بکر سب سے پہلے ایمان لائے

،المصنف استاد بخاری روایت36584)

طبرانی کبیر روایت12562

(مستدرک حاکم4414

.

حوالہ نمبر4.5

صحابی سیدنا ابو سعید خدری اور خود صحابی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنھم کا قول ملاحظہ کیجیے

ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَوَّلُمَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ

أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْحَاقَ الْأَصْبَهَانِيُّ بِالْكَرَجِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ، حَدَّثَنَا عُقْبَةُ"١" بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ: أَلَسْتُ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَذَا الْأَمْرِ؟ أَلَسْتُ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ؟ أَلَسْتُ صَاحِبَ كَذَا؟ أَلَسْتُ صَاحِبَ كذا

:خلاصہ

صحابی سیدنا ابو سعید خدری فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق نے فرمایا کیا تمھیں معلوم نہیں کہ سب سے پہلے میں ایمان لایا

صحیح ابن حبان روایت 6863)

(اوائل لابن عاصم 72

حوالہ نمبر 6

صحابیہ سیدتنا اسماء بنت ابی بکر کا قول دیکھیے

قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ. حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءِ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: أَسْلَمَ أَبِي أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ

:ترجمہ

صحابیہ اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں کہ سب سے پہلے میرے والد ابو بکر صدیق ایمان لائے

(طبقات کبری 128/3)

-

حوالہ نمبر 7

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قثنا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ قَالَ نا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَغْرَاءَ، عَنْ مُجَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ: مَنْ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ؟ فَقَالَ: أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ،

ترجمہ؛

امام شعبی نے صحابی سیدنا ابن عباس سے سوال کیا کہ سب سے پہلے اسلام کون لایا تو صحابی سیدنا ابن عباس نے فرمایا سیدنا ابو بکر صدیق

(فضائل صحابہ 103

.

حوالہ نمبر 8

صحابی سیدنا ابن عمر فرماتے ہیں

،حَدَّثَنَا جَرَّاحُ بْنُ مَخْلَدٍ الْقَزَّازُ، ثنا النَّضْرُ بْنُ حَمَّادٍ، ثنا سَيْفُ بْنُ عُمَرَ الْكُوفِيُّ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، وَعُبَيْدِ اللَّهِ « عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: « أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ

:ترجمہ

صحابی سیدنا ابن عمر فرماتے ہیں کے سب سے پہلے اسلام ابو بکر صدیق لائے

(اوائل لابن عاصم روایت 73)

.

حوالہ نمبر 9

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا الْجَرَّاحُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا النَّضِرُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: «أَوَّلِ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْه

صحابی سیدنا ابن عمر فرماتے ہیں کے سب سے پہلے اسلام ابو بکر صدیق لائے

(الاوائل طبرانی روایت55

.===========

!!......مزید چند حوالے

حوالہ نمبر10

وممن ذهب إلى أن أبا بكر أول من أسلم: ابن عباس وحسان بن ثابت وأبو أروى الدوسي وأسماء بنت أبي بكر والنخعي وابن الماجشون ومحمد بن المنكدر والأحسني

صحابی سیدنا ابن عباس اور صحابی سیدنا حسان بن ثابت اور صحابی سیدنا ابو اروی اور صحابیہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر سیدنا نخعی اور ابن ماجشون اور محمد بن منکدر اور الاحسنی کا فرمان ہے کہ سب سے پہلے اسلام سیدنا ابو بکر صدیق لائے

(الریاض النضرة1/88)

.

حوالہ نمبر11

وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْفَرَجِ أَبُو عُتْبَةَ الْحِمْصِيُّ، قَالَ: ثَنَا ضَمْرَةُ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ:

«أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

مشہور عظیم الشان تابعی مفتی مکہ سیدنا عطاء فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے مردوں میں ایمان سیدنا ابو بکر صدیق لائے (السنۃ للخلال روایت 523).

حوالہ نمبر12

قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: وَحَدَّثَنِي مَنْصُورُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ دِينَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: وَحَدَّثَنِيأَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَبْرَةَ عَنْ صَالِحِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الدَّوْسِيِّ عَنْ أَبِي أَرْوَى الدَّوْسِيِّ قَالُوا: أَوَّلُ مَنْ أسلم أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ

صحابی سیدنا اروی دوسی سے روایت ہے کہ صحابہ کرام و تابعین وغیرہ اسلاف نے فرمایا کہ سب سے پہلے اسلام سیدنا ابو بکر صدیق لائے

(طبقات کبری 3/128)

.

حوالہ نمبر13

قَالَ: أَخْبَرَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلَّى أَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ.

سیدنا ابراہیم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ سیدنا ابو بکر صدیق ہیں

(طبقات کبری3/128)

.

حوالہ نمبر14

قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ. حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَسْمَاءِ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: أَسْلَمَ أَبِي أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ

سیدہ صحابیہ اسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں کہ سب سے پہلے اسلام میرے والد صاحب لائے (یعنی سیدنا ابو بکر صدیق سب سے پہلے اسلام لائے) اور وہ پہلے مسلمان ہیں

(طبقات کبری3/128)

.

حوالہ نمبر 15

وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ , قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ , عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ , قَالَ: أَتَيْتُ إِبْرَاهِيمَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ: «أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ»

عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ فرماتے ہیں کہ میں سیدنا ابراہیم کے پاس حاضر ہوا اور میں نے سوال کیا کہ سب سے پہلے اسلام کون لایا تو فرمایا سب سے پہلے اسلام سیدنا ابو بکر صدیق لائے

(استاد بخاری المصنف روایت 36583)

.

حوالہ نمبر 16

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ: نا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ الْمَاجِشُونُ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ: أَدْرَكْتُ مَشْيَخَتَنَا وَمَنْ نَأْخُذُ عَنْهُ، مِنْهُمْ رَبِيعَةُ بْنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، وَعُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَخْنَسِيُّ، يَقُولُونَ: أَبُو بَكْرٍ أَوَّلُ الرِّجَالِ أَسْلَمَ

ابو سلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مشائخ مثلا رَبِيعَةُ اور مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ اور عُثْمَانُ الاخنسی وغیرہ کو اس بات پر پایا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام ابو بکر صدیق لائے

(فضائل صحابہ روایت 261)

.

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

حوالہ نمبر17

:حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قثنا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَبُو بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سیدنا ابراہیم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت سیدنا ابو بکر صدیق لائے (فضائل صحابہ روایت262).

حوالہ نمبر18

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قثنا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ قثنا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنِ النَّخَعِيِّ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ

سیدنا نخعی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے پہلے ایمان سیدنا ابو بکر صدیق لائے

(فضائل صحابہ روایت263)

.

حوالہ نمبر19

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمِ بْنِ سَعِيدٍ قثنا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ، يَعْنِي: الْمَاجِشُونُ، قَالَ: سَمِعْتُ مَشْيَخَتَنَا أَهْلَ الْفِقْهِ، مِنْهُمْ ،سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَصَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ، وَرَبِيعَةُ بْنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعُثْمَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَخْنَسِيُّ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، يَذْكُرُونَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ

یُوسُفُ بْنُ یَعْقُوبَ فرماتے ہیں کہ ہم نے تابعین و تبع تابعین وغیرہ اکثر اسلاف کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے پہلے اسلام سیدنا ابو بکر صدیق لائے مردوں میں سے

(فضائل صحابہ روایت264)

حوالہ نمبر20

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو مَعْمَرٍ قثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى غُفْرَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ صَلَّى أَبُو بَكْرٍ.

محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے نماز پڑھی وہ سیدنا ابو بکر صدیق ہیں

(فضائل صحابہ روایت267)

.

حوالہ نمبر21

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقُرَشِيُّ قثنا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ: أَخْبَرَنِي شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ.

سیدنا ابراہیم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام سیدنا ابو بکر صدیق لائے

(فضائل صحابہ روایت 269)

.

حوالہ نمبر 22

:حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ قثنا ابْنُ مُبَارَكٍ قَالَ :أَخْبَرَنِي شُعْبَةُ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ أَوَلَسْتُ أَوَّلَ مَنْ صَلَّى؟

سیدنا ابو نضرہ روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق نے فرمایا کہ کیا میں وہ نہیں کہ جس نے سب سے پہلے نماز پڑھی؟

(فضائل صحابہ روایت 271)

.

حوالہ نمبر 23

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ الْوَلِيدِ أَبُو يُونُسَ الرَّاسِبِيُّ، عَنْ هِشَامٍ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ أَبُو بَكْرٍ، وَأَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنَ النِّسَاءِ خَدِيجَةُ.

سیدنا ابن سیرین فرماتے ہیں کہ مردوں میں سے سب سے پہلے اسلام سیدنا ابو بکر صدیق اور عورتوں میں سے سب سے پہلے اسلام سیدہ خدیجہ لائیں (فضائل صحابہ روایت 272).

!!......اہم نوٹ

ایسا نہیں کہ صرف سیدنا ابو بکر صدیق کے بارے میں یہ روایت ہو بلکہ سیدنا علی کے بارے میں بھی بعض صحابہ کرام کا فرمان ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے ایمان لایا...جب صحابہ کا قول آپس میں متضاد مختلف ہو تو اس کا حل اور جواب علماء کرام نے یہ دیا کہ بڑوں میں سب سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق اور بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی ایمان لائے۔۔رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین

.

أول من أسلم من الرجال الأحرار أبو بكر. ومن الصبيان أو الأحداث علي. ومن النساء خديجة

بڑوں میں سے آزاد مردوں میں سے سب سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ایمان لائے، بچوں میں سے سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ سب سے پہلے ایمان لائے اور عورتوں میں سب سے پہلے سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا ایمان لائیں

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

(شرح الزرقاني علي المواهب1/454)

(البداية والنهاية تركي10/413نحوه)

(التقييد والإيضاح شرح مقدمة ابن الصلاح ص308نحوه)

.

تحریر:العاجزالحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر

whats App,twitter nmbr

03062524574....03468392475

تحریر نمبر21

مرزا جہلمی نے مختار ثقفی کو شہید کہا تو اپئے مختار ثقفی کے بارے میں تحقیق پڑھیے

پلمبر مرزا... شیعہ... مختار ثقفی

.مرزا جہلمی اور شیعوں کا ایک اور لزوم کفر

.

:مرزا کا موقف، خلاصہ

پلمبر مرزا کہتا ہے کہ مختار ثقفی کے پیچھے صحابی ابن عمر نماز پڑھا کرتے تھے، مختار ثقفی شہید.... اسکی مذمت و کذاب ہونے کے متعلق صحیح سند سے کوئی روایت نہیں، مسلم والی روایت میں مختار کا نام نہیں ترمذی والی روایت میں قیل کہا گیا یعنی سنی سنائی بات

.

:شیعہ کا موقف, خلاصہ

کچھ شیعہ کتب میں مختار کی مذمت ہے کچھ میں مدحت ہے لیکن محققین شیعہ نے کہا کہ مذمت والی روایت ضعیف ہیں لیھذا مختار ثقفی عظیم مسلمان مجاہد و شہید ہے

تدبروا أقوال الأئمة في مدح المختار لعلموا أنه من السابقين المجاهدين الذين مدحهم الله تعالى جل جلاله في كتابه المبين،(معجم رجال الحديث19/106)

.

جواب:

مختار ثقفی کا کذاب ہونا اور دعوی کرنا کہ جبرائیل اس کے پاس وحی لاتا ہے... یہ دونوں باتیں متواتر ہیں، کتب تاریخ کتب اسلاف اہل سنت اس سے بھری پڑی ہیں اور متواتر قطعی چیز ہوتی ہے... مرزا کا مختار کی تعریف کرنا، شہید کہنا پھر قطعیت کے ساتھ شہید نہ کہنا متذبذب ہونا دراصل ایک طرح سے جہالتا یا منافقتا تواتر و قطعیت کا انکار و لزوم کفر ہے

.

وقد تواتر خبر المختار بن أبي عبيد الكذاب

الذي كان نائبا على العراق وكان يزعم أنه نبي، وأن جبريل كان يأتيه بالوحي، وقد قيل لابن عمر وكان زوج أخت المختار وصفيه، إن

المختار يزعم أن الوحي يأتيه. قال: صدق، قال الله تعالى: وإن الشياطين ليوحون إلى أوليائهم

:ترجمہ

اور مختار کا معاملہ تواتر سے ثابت ہے کہ وہ کذاب تھا عراق میں ائب تھا اور خود کو نبی سمجھتا تھا، ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ مختار کہتا ہے اس کے پاس وحی آتی ہے سیدنا ابن عمر نے فرمایا ہاں اس کے پاس شیطان کی وحی آتی ہے قرآن میں ہے کہ شیطان اپنے شیطان دوستوں کی طرف وحی کرتا ہے (بدایہ نہایہ 6/237

یہاں یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ سیدنا ابن عمر مختار ثقفی کو شیطان کذاب سمجھتے تھے انکے پیچھے کیسے نماز پڑھتے ہونگے.... ہر گز نہیں پڑھتے ہونگے، مرزا جہلمی نے جو کہا کہ سنن کبری مین ہے کہ سیدنا ابن عمر مختار کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، بہت تلاش کے باوجود مجھے سنن کبری میں ایسا کچھ نہیں ملا بلکہ الٹا کتب تاریخ لکھا ہے کہ سیدنا ابن عمر مختار ثقفی کو شیطان کذاب جھوٹی وحی کا مدعی سمجھتے تھے.... لیھذا مختار کے پیچھے نماز پڑھنے کی بات مرزا جہلمی کا جھوٹ ہے یا پھر ممکن ہے جب شروع میں مختار صحیح ہو اس وقت اسکے پیچھے نماز پڑھتے ہوں اور جب اسکے کرتوت دعوی وحی سامنے آیا تو ترک کر دیا ہو اور خوب مذمت کی.....!!

.

شرح النووی میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے:"وقولها في الكذاب فرأيناه تعني به المحتار بن أبي عبيد الثقفي كان شديد الكذب ومن أقبحه ادعى أن جبريل صلى الله عليه وسلم يأتيه واتفق العلماء على أن المراد بالكذاب هنا المختار

ترجمہ:

مختار بن ابو عبید ثقفی بہت جھوٹا تھا اور اس کا سب سے بڑا جھوٹ یہ تھا کہ اس نے دعویٰ کیا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آتے ہیں۔ اور علمائے کرام کا اس بات پر #اتفاق ہے کہ کذّاب سے مراد مختار ثقفی ہے (شرح صحیح مسلم للنووی: باب ذکر کذاب ثقیف)

عن ابن عمر قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في ثقيف كذاب ومبير : يقال : الكذاب المختار

ترجمہ:

سیدنا ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول کریم نے (اللہ کے عطاء کر علم غیب سے غیب کی خبر دی) ارشاد فرمایا کہ قبیلہ ثقیف میں ایک کذاب ہو گا اور ایک خون ریزی کرنے والا، کہا جاتا ہے کہ کذاب سے مراد مختار ثقفی ہے

(ترمزی حدیث 2220)

مرزا جہلمی نے جھوٹ بولا کہ ترمذی میں قیل ہے جبکہ ترمذی میں یقال ہے....اہل علم جانتے ہیں کہ قیل اکثر ضعف کے لیے اتا ہے مگر یقال اکثر ضعف کے بیان کے لیے نہیں آتا بلکہ مشہور و متواتر کے بیان کے لیے بھی اتا ہے....یہاں یقال بیان مشہور و متواتر کے لیے ہے کیونکہ اسلاف و مورخین کا اجماع و اتفاق و تواتر ہے کہ مختار کذاب تھا

.

جب مورخین نے کہہ دیا کہ مختار کا کذاب ہوتا متواتر و متفق علیہ ہے تو اب سند کی حاجت نہ تھی لیکن پھر بھی ہم مختار کے کذاب مدعی نبوت ہونے پے کچھ روایات باسند نقل کر رہے ہیں تاکہ اتمام حجت ہو، اطمینان قلب ہو

.1==

قال يعقوب بن سفيان: ثنا أبو بكر الحميدي، ثنا سفيان بن عيينة عن مجالد عن الشعبي، قال: فأخرت أهل البصرة فغلبتهم بأهل الكوفة والأحنف ساكت لا يتكلم، فلما رآني غلبتهم أرسل غلاما له فجاء بكتاب فقال: هاك اقرأ: فقرأته فإذا فيه: من المختار لله يذكر أنه نبي

احنف

فرماتے ہیں کہ اس کے پاس مختار کا خط تھا جس میں لکھا تھا کہ خدا کی قسم وہ (مختار ثقفی) نبی ہے

(بدایہ نہایہ 6/237)

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

یہ روایت صحیح ہے

.

پہلا راوی یعقوب بن سفیان: ثقہ امام محدث

الإمام، الحافظ، الحجة، الرحال، محدث (سیر اعلام 13/181)

.

دوسرا راوی أبو بکر الحمیدي: امام اجل ثقہ

عبد الله ابن الزبير ابن عيسى القرشي الأسدي الحميدي المكي أبو بكر ثقة حافظ فقيه أجل أصحاب ابن عيينة من العاشرة مات بمكة سنة تسع عشرة وقيل بعدها قال الحاكم كان البخاري إذا وجد الحديث عند الحميدي لا يعدوه إلى غيره

(تقريب التهذيب رقم 3320)

.

تیسرا راوی سفیان بن عیینہ ثقہ حافظ حجہ

سفيان ابن عيينة ابن أبي عمران ميمون الهلالي أبو محمد الكوفي ثم المكي ثقة حافظ فقيه إمام حجة..(تقريب التهذيب 2451)

.

چوتھاراوی شعبی:امام علامۃ العصر ثقہ حافظ

الشعبي...عامر بن شراحيل بن عبد بن ذي كبار-وذو كبار:قيل من أقيال اليمن-الإمام،علامة العصر،أبو عمرو الهمداني ثم الشعبي(سیر اعلام النبلاء4/295).

2==

أخبرنا سليمان أبو داود الطيالسي قال: أخبرنا شعبة عن أبي حصين قال:أوصى عبيدة السلماني أن يصلي عليه الأسود بن يزيد. فقال الأسود: اعجلوا به قبل أن يجيءالكذاب يعني المختار

مختار ثقفی کذاب کہا گیاہے

(طبقات کبری6/154)

یہ روایت بھی صحیح ہے

.

پہلاراوی ابوداود طیالسی:حافظ امام ثقہ جبل علم

مارأيت أحفظ من أبي داود الطيالسي:

(سیر اعلام9/379)

دوسرا راوی شعبہ بہت بڑا امام حافظ ثقہ

أول مَن تكلم في الرجال: شُعبة بن الحجّاج، ثم تبعه يحيى بن سعيد القطان، ثم تبعه أحمد بن حنبل ويحيى بن معين؛ (تهذيب الكمال للمزي ج-12 ص-495).

.

تیسرا راوی ابو حصین بھی ثقہ

قال ابن معين والنسائي وجماعة: أبو حصين ثقة (سیر اعلام النبلاء 5/413)

3==

حدثنا محمود بن محمد الواسطي، نا زكريا بن يحيى زحمويه، نا ثابت أبو حمزة، ثنا كثير النواء، عن رفاعة الفتياني قال: دخلت علىالمختار فلما أن أردت أن أخرج قال: يا أبا عمر ألا تعيننا على هذا الكرسي، فإنه قام عنه جبريل آنفا، قلت: بلى، أعينك على أن تحرقه وتنسفه في اليم نسفا، قال رفاعة: فأهويت بيدي إلى قائم سيفي، فقلت: في نفسي ألا أقتل هذا الكذاب، حتى ذكرت كلمة أخي عمرو بن الحمق أنه، سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: «من ائتمن رجلا على دمه فقتله فأنا من القاتل بريء، وإن كان المقتول كافرا»

اس

روایت میں مختار کو کذاب کافر (مرتد) کہا گیا ہے اور راوی کہتا ہے کہ مختار نے کہا کہ ابھی ابھی جبرائیل وحی لایا ہے

(طبرانی اوسط رویت 7781)

اس روایت کو اصل و تفرد کے اعتبار سے ضعف تھا مگر تعدد طرق کی وجہ سے یہ حسن و صحیح روایت بن گئی ہے

پہلا راوری: ثقہ حافظ عالم

محمود بن محمد بن منویہ

الحافظ المفيد العالم أبو عبد الله الواسطي (سیر اعلام نبلا 242/14)

.

دوسرا راوی ثقہ متقن

زَكَرِيَّا بن يحيى بن صبيح زحمويه من أهل وَاسِط يروي عَن هشيم وخَالِد ثَنَا عَنهُ شُيُوخنَا الْحسن بن سُفْيَان وَغَيره وَكَانَ من المتقنين فِي الرِّوَايَات مَاتَ سنة خمس وَثَلَاثِينَ وَمِائَتَيْنِ

(الثقات لابن حبان)

تیسرا راوی: ثابت ابو حمزہ

منفرد ہو تو ضعیف ورنہ مقبول اور اس روایت میں منفرد نہیں لیھذا مقبول

خرج عن حد الاحتجاج بہ إذا انفرد

(المجروحين2/206)

.

چوتھا راوی کثیر النواء: منفردات میں ضعیف مگر متابع میں مقبول.... یہاں اسکا متابع موجود

.كثير بن إسماعيل النواء لا بأس به

(الثقات للعجلي2/224)

.

پانچواں راوی: رفاعة القتباني: ثقہ ہے

رفاعة القتباني، فقد روى له النسائي وابن ماجة، هو ثقة

(حاشیہ ابن حبان13/320)

.4==

:حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: ثنا أَبُو الْمُنْذِرِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُمَرَ قَالَ ثنا عِيسَى بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: إِنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ قَامَ عِنْدَ بَابِ الْكَعْبَةِ يَلْعَنُ الْمُخْتَارَ بْنَ أَبِي عُبَيْدٍ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا الْحَسَنِ لِمَ تَسُبَّهُ وَإِنَّمَا ذُبِحَ فِيكُمْ؟ فَقَالَ: " إِنَّهُ كَذَّابٌ "عَلَى اللهِ تَعَالَى وَعَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا امام محمد بن علی الباقر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیدنا علی ابن الحسین (زین العابدین علیہ الرحمہ کعبہ کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر مختار ثقفی پر لعنت کر رہے تھے تو آپ (علیہ الرحمہ) سے ایک شخص نے کہا: اے ابوالحسن (امام زین العابدین علیہ الرحمہ) آپ کیوں اس پر سب کرتے ہیں جب کہ وہ آپ لوگوں کے لیے ہی تو ذبح (قتل) ہوا ہے؟

تو اس پر آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: بے شک وہ (مختار ثقفی) اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر بہت زیادہ جھوٹ بولتا تھا۔

(أخبار مكة 1/232)

بھائی اس روایت کی تحقیق میں لکھتے ہیں

اس روایت کی سند حسن صحیح ہے۔

:اس روایت کی سند کی تحقیق مندرجہ ذیل ہے

اس روایت کی سند کا پہلا راوی امام عبد اللہ بن محمد بن عباس المکی الفاکہی ہے جن کے بارے 1-

: میں امام ذہبی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں

.الإِمَامُ، أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بنُ مُحَمَّدِ بنِ العَبَّاسِ المَكِّيُّ، الفَاكِهِيُّ

]سیر اعلام النبلاء ج16 ص44 رقم29[

امام ذہبی علیہ الرحمہ کے نزدیک لفظ "امام" اعلی درجہ کی توثیق میں سے ہے۔ ملاحظہ ہو]الموقظة

]للذہبی ص76

اس سند میں دوسرا راوی یحیی بن ابی طالب جعفر بن الزبرقان ہے جن کی توثیق مندرجہ ذیل 2-

: ہے

وقال ابن أَبِي حاتِم: كتبتُ عَنْهُ مَعَ أَبِي، وسألتُ أَبِي عَنْهُ، فقال: محله الصدق

]تاریخ بغداد ج16 ص323 رقم7464[

.وَقَالَ البَرْقَانِيّ: أَمرنِي الدَّارَقُطْنِيّ أَنْ أُخَرِّجَ لِيَحْيَى بنِ أَبِي طَالِبٍ فِي الصَّحِيْح

]سیر اعلام النبلاء ج12 ص620 رقم242[

وثقه الدارقطني

]لسان المیزان ج8 ص452 رقم8475[

قال الدارقطني: لم يطعن فيه أحد بحجة، وَلا بأس به عندي

]تاریخ بغداد ج16 ص323 رقم7464[

.وقال مسلمة بن قاسم: ليس به بأس تكلم الناس فيه

]لسان المیزان ج8 ص452 رقم8475[

اس راوی پر ایک جرح ہے جس کی نوعیت بھی امام ذہبی علیہ الرحمہ نے بتادی ہے امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

,وقال موسى بن هارون: أشهد أنه يكذب. عني في كلامه ولم يعن في الحديث, فالله أعلم والدارقطني فمن أخبر الناس به.

اور موسی بن ہارون نے کہا: میں اس بات کی گواہی دیتاہوں کہ یہ جھوٹ بولتاہے، (اس کے بعد امام ذہبی کلام کرتے ہیں) اس سے مراد یہ ہے کہ اپنی گفتگو میں جھوٹ بولتاہے، اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ حدیث بیان کرتے وقت جھوٹ بولتاہے، باقی اللہ بہتر جانتاہے۔ اور امام دارقطنی علیہ الرحمہ تو اس کے بارے میں سب سے زیادہ واقف تھے۔

]میزان الاعتدال ج4 ص387 رقم9547[

امام دارقطنی علیہ الرحمہ نے توثیق کر دی ہے لہذا اب توثیق ہی راجح ہے۔ واللہ اعلم

اس کے علاوہ الکنیٰ والاسماءللدولابی]ج2ص464رقم الحدیث 835)[میں اسی روایت میں اس راوی کی متابعت ثقہ راوی ابوالحسن علی بن معبد بن نوح البغدادی نے کرر کھی ہے اور حافظ دولابی حنفی بھی صدوق اور حسن الحدیث ہے ان پر جو جر حیں ہیں وہ ساری مبہم اور تعصب پر مبنی ہیں۔

)واللہ اعلم(

اس روایت کے تیسرے راوی ابوالمنذر اسماعیل بن عمر الواسطی ہیں جو صحیح مسلم کے راوی بھی 3-
:ہیں جن کے بارے میں خطیب بغدادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں

وکان ثقة

]تاریخ بغداد ج6 ص241 رقم3279[

:امام یحیی بن معین فرماتے ہیں

من تجار أهل واسط، لیس به بأس، وهو إسماعیل بن عمر

]تاریخ بغداد ج6 ص241 رقم3279[

اس روایت کی سند میں چوتھے راوی عیسیٰ بن دینار الخزاعی ہے جس کی توثیق مندرجہ ذیل ہے4-

:امام یحیی بن معین فرماتے ہیں

لیس به بأس

]سوالات ابن الجنید ص 427 رقم 640[

عیسی بن دینار ثقة

]الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج 6 ص 275 رقم 1527[

:امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں

عِیسَی بْن دِینَار لَیْسَ بِهِ بَأْس

]العلل ومعرفة الرجال ج 2 ص 339 رقم 2508[

:امام ابو حاتم الرازی فرماتے ہیں

عیسی بن دینار فقال صدوق عزیز الحدیث

]الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج 6 ص 275 رقم 1527[

اس روایت میں پانچویں راوی امام محمد بن علی بن الحسین الباقر علیہ الرحمہ ہیں ویسے یہ بزرگ ہستی توثیق کی محتاج نہیں پھر بھی امام ذہبی سے آپ کی ادنیٰ سی توثیق پیش کر دیتا ہوں۔

:امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

هُوَ السَّيِّدُ، الإِمَامُ، أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بنُ عَلِيِّ بنِ الحُسَيْنِ بنِ عَلِيٍّ العَلَوِيُّ، الفَاطِمِيُّ، المَدَنِيُّ، وَلَدُ زَيْنِ العَابِدِيْنَ.

]سیر اعلام النبلاء ج4 ص401 رقم158[

:امام دار قطنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

وَ أَبُو جَعْفَرٍ وَإِنْ كَانَ مِنَ الثِّقَاتِ

]سنن الدار قطنی ج5 ص243 رقم الحدیث4260[

اس روایت کی سند میں سب سے آخری راوی اور بزرگ ہستی حضرت امام علی بن الحسین بن علی زین العابدین علیہ الرحمہ کی ہے ویسے یہ بزرگ ہستی بھی توثیق کی محتاج نہیں پھر بھی ادنی سی توثیق پیش کر دیتا ہوں۔

:امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

.وَكَانَ عَلِيُّ بنُ الحُسَيْنِ ثِقَةً، مَأْمُوْناً، كَثِيْرَ الحَدِيْثِ، عَالِياً، رَفِيْعاً، وَرِعاً

]سیر اعلام النبلاء ج4 ص387 رقم157[

رواۃ کی تحقیق سے واضح ہو گیا کہ اس روایت کی سند حسن صحیح ہے۔

.

کسی معتبر عالم نے ان روایات کو ضعیف کہا ہو میرے علم میں نہیں بلکہ انکا صحیح ہونا ہم نے ثابت کیا... اگر بالفرض ضعیف مان بھی لیں تو بھی تعدد طرق سے حسن و صحیح قابل حجت بن جاتی ہے

اور اجماع و تواتر و اتفاق علماء کی وجہ سے تقویت مزید ملتی ہے بلکہ مختار کا کذاب و مدعی وحی معاملہ اور اسکا کفر و مرتد ہونا صحیح و متواتر متفق علیہ ہے کہ جسکا انکار بالتاویل ہو تو لزوم کفر اور اگر انکار منافقتا ہو تو زندیقیت اور اگر انکار ویسے ہی ہو تو کفر (نعوذ باللہ من ذالک)......واللہ تعالیٰ اعلم و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم اعلم

.

حضرتِ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب "تاریخ الخلفاء" میں تحریر فرمایا: "وفي أيام ابن الزبير كان خروج المختار الكذاب الذي ادعى النبوة فجهز ابن الزبير لقتاله إلى أن ظفر به في سنة سبع وستين وقتله لعنه الله"۔

یعنی حضرتِ ابنِ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ حیات میں ہی مختار ثقفی نے خروج کیا تھا، جس نے نبی ہونے کا دعویٰ بھی کیا تھا تو حضرتِ ابنِ زبیر نے اسے قتل کرنے کے لیے لشکر تیار کیا جو کہ سڑسٹھ (67) ہجری اسے قتل کرنے کامیاب ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو۔ (تاریخ الخلفاء: عبد اللہ بن زبیر، ص252)

.

مختار ثقفی نے قاتلان حسین کو چن چن کر قتل کیا یہ تو محب اہلبیت تھا کافر کیسے ہو سکتا

جواب:

جن کو مارا ان میں سے کون واقعی شہادت حسین میں ملوث تھا اور کون نہیں.... عین ممکن اس نے کچھ مجرموں کو قتل کیا ہو اور کئی ناحق قتل بھی کیے ہوں..... اگر سب برحق قتل کیے تو بھی یہ مسلمان ہونے کے لیے کافی نہیں... اللہ تو فاجر سے بھی دین کی خدمت لے لیتا ہے

:الحدیث، ترجمہ

اللہ تو فاجر (گمراہ. بدمذھب. منافق، مرتد، زندیق) سے بھی اس دین اسلام کی تائید اور کام لیتا ھے (بخاری حدیث 3062)

.

تحریر: العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر

facebook,whatsApp nmbr

03468392475

03062524574



تحریر نمبر22

مرزا جہلمی کہتا ہے کہ جس نے ایک نظر دیکھا وہ صحابی ہے اور صحابی مرتد ہو جاتا ہے تو صحابی مرتد ہوا۔۔اس کا علمی جواب پڑھیے تحریر22 میں

۔

.

انجینئر محمد علی مرزا کی صحابہ کرام سے بظاہر بغض اور گستاخی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

انجینئر محمد علی مرزا کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو صحابی ہو اور بعد میں مرتد ہو جائے تو وہ مسلمان نہیں صحابی مرتد ہوا۔۔۔ پھر کہتا ہے صحابی کی ڈیفینیشن ہی بھول گئے جس نے ایک نظر دیکھا وہ صحابی ہے

۔

تبصرہ:

دبے الفاظ میں یہ بعض صحابہ کرام کو مرتد قرار دے رہا ہے جو کہ اس کے سینے کے اندر صحابہ کرام کے متعلق بغض اور رافضیت بھرے ہونے کی نشانی ہے۔۔۔ گمراہی و دھوکہ دہی ہے

۔

مرزا صاحب ڈیفینیشن تو آپ بھول رہے ہیں یا پھر غیر معتبر ڈیفینیشن بتا کر گمراہ کر رہے ہیں صحابی کی معتبر ڈیفینیشن محققین اہلسنت کے مطابق کیا ہے حق چار یار کی نسبت سے چار حوالہ جات پیش ہیں

۔

الصَّحابيِّ مَنْ لَقِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ [تَعالى] عليهِ [وآلهِ] وسلَّمَ مؤمِناً بهِ وماتَ عَلى الإسلامِ

صحابی اس کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو یا ملاقات کی ہو اور اس کی وفات اسلام پر ہوئی ہو

[page 111نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر]

.

.مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْلِمًا وَمَاتَ عَلَى إِسْلَامِهِ

صحابی وہ ہے جس نے اسلام کی حالت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو یا ملاقات کی ہو اور اسلام پر ہی وفات پائی ہو

[تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي,2/667]

.

،من لَقِيَ النبيَّ صلى الله عليه وسلم مسلمًا، ومات على الإسلام

صحابی وہ ہے جس نے اسلام کی حالت میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو یا ملاقات کی ہو اور اسلام پر ہی وفات پائی ہو

[page 243, تيسير مصطلح الحديث]

.

أن التعريف المبني على الأصح المختار عند المحققين هو أن الصحابي هو من لقي النبي صلى الله عليه وسلم مؤمنا به ومات على الإسلام

صحابی کی تعریف کہ جو مختار و معتبر ہے محققین کے مطابق وہ یہ ہے کہ صحابی اس کو کہتے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہو یا دیکھا ہو ان پر ایمان لاتے ہوئے اور اس کی وفات بھی اسلام پر ہوئی ہو

[منهج الإمام أحمد في إعلال الأحاديث ملخصا,2/671]

.

لہذا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہو گئے وہ صحابہ نہیں، صحابی تو ہوتا ہے کہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھے یا ملاقات کرے اور حالت ایمان پر اس کی وفات ہو۔۔۔صحابہ کرام تمام کے تمام عدول و نیک اور جنتی ہیں ان میں کوئی بھی کافر مرتد گستاخ فاسق نہیں۔۔۔حتی کہ آپس میں جنگ کرنے والے صحابہ کرام مثلا سیدنا معاویہ سیدنا علی وغیرہ رضی اللہ عنھم اجمعین بھی فاسق نہیں۔۔۔صحابہ کرام کو عادل و نیک ہم نے اپنی طرف سے نہیں کہا بلکہ قرآن کی آیات اور احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ صحابہ کرام عادل اور نیک تھے مرتد گستاخ و فاسق نہیں

حق چار یار کی نسبت سے 4 حوالہ جات اس بات پر بھی پڑھتے جائیے

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

،قَالَ الخَطِيْبُ البَغْدَادِيُّ رَحِمَهُ اللهُ بَعْدَ أَنْ ذَكَرَ الأَدِلَّةَ مِنْ كِتَابِ اللهِ وسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ - صلى الله عليه وسلم -، الَّتِي دَلَّتْ على عَدَالَةِ الصَّحَابَةِ وأَنَّهُم كُلُّهُم عُدُوْلٌ، قَالَ: «هَذَا مَذْهَبُ كَافَّةِ العُلَمَاءِ، ومَنْ يَعْتَدُّ بِقَوْلِهِم مِنَ الفُقَهَاءِ

خطیب بغدادی نے قرآن سے دلاءل ذکر کیے، رسول اللہ کی سنت سے دلائل ذکر کیے اور پھر فرمایا کہ ان سب دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام صحابہ کرام عادل ہیں(فاسق وفاجر ظالم گمراہ نہیں)اور یہی مذہب ہے تمام علماء کا اور یہی مذہب ہے معتد بہ فقہاء کا

الکفایۃ ص67.

الصحابة كلهم عدول من لابس الفتن وغيرهم بإجماع من يعتد به

تمام صحابہ کرام عادل ہیں(فاسق وفاجر ظالم گمراہ نہیں)وہ صحابہ کرام بھی عادل ہیں جو جنگوں فتنوں میں پڑے(مثلا سیدنا معاویہ وغیرہ)اور جو نہ پڑے، سب صحابہ عادل ہیں اور اس پر معتد بہ امت کا اجماع ہے

(التدریب ص204)مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح،1/211.

أجمعت الأمة على وجوب الكف عن الكلام في الفتن التي حدثت بين الصحابة.

ونقول: كل الصحابة عدول، وكل منهم اجتهد، فمنهم من اجتهد ،فأصاب ك علي فله أجران، ومنهم من اجتهد فأخطأ ك معاوية فله أجر

فكل منهم مأجور، القاتل والمقتول، حتى الطائفة الباغية لها أجر واحد
.لا أجران، يعني: ليس فيهم مأزور بفضل الله سبحانه وتعالى

امت کا اجماع ہے کہ صحابہ کرام میں جو فتنے جنگ ہوئی ان میں نہ پڑنا واجب ہے تمام صحابہ کرام عادل ہیں (فاسق وفاجر ظالم گمراہ نہیں) ان میں سے ہر ایک مجتہد ہے اور جو مجتہد حق کو پالے جیسے کہ سیدنا علی تو اسے دو اجر ہیں اور جو مجتہد خطاء پر ہو جیسے سیدنا معاویہ تو اسے ایک اجر ملے گا لہذا سیدنا علی اور معاویہ کے قاتل مقتول سب جنتی ہیں حتیٰ کہ سیدنا معاویہ کا باغی گروہ بھی جنتی ہے اسے بھی ایک اجر ملے گا یعنی تمام صحابہ میں سے کوئی بھی گناہ گار و فاسق نہیں اللہ کے فضل سے

.[شرح أصول اعتقاد أهل السنة للالكائي ٦٢/١٣]

عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ هُوَ الْمُصِيبَ الْمُحِقَّ وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى أَصْحَابُ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانُوا بُغَاةً مُتَأَوِّلِينَ وَفِيهِ التَّصْرِيحُ بِأَنَّ الطَّائِفَتَيْنِ مُؤْمِنُونَ لَا يَخْرُجُونَ بِالْقِتَالِ عَنِ الْإِيمَانِ وَلَا يَفْسُقُونَ وَهَذَا مَذْهَبُنَا وَمَذْهَبُ مُوَافِقِينَا

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ درستگی پر تھے حق پر تھے اور دوسرا گروہ یعنی سیدنا معاویہ کا گروہ وہ باغی تھے لیکن تاویل کرنے والے تھے دونوں گروہ مومنین ہیں دونوں گروہ ایمان سے نہیں نکلتے اور دونوں گروہ فاسق نہیں ہیں یہی ہمارا مذہب ہے اور یہی مذہب ہمارے (عقائد میں) موافقین (حنفی حنبلی مالکی وغیرہ تمام اہل سنت) کا ہے

(شرح مسلم للنووی 7/168)

.

تحریر:العاجزالحقیرعلامہ عنایت اللہ حصیر✍

facebook,whatsApp, nmbr

facebook,whatsApp nmbr

03468392475

03062524574

.

تحریر نمبر23

مرزا جہلمی اور دیگر لوگ کہتے ہیں کہ فرقہ واریت مت کرو سنی شیعہ نجدی خارجی سب کے پیچھے نماز پڑھو اور مرزا جہلمی نماز سب کے پیچھے پڑھتا بھی ہے، اور کہتا ہے میرا کوئی فرقہ نہیں بلکہ میں علمی کتابی ہوں تو ایئے قران اور حدیث اور اسلاف کی زبانی سنتے ہیں کہ جو کہے کہ میرا کوئی فرقہ نہیں اس فرقے کا کیا حکم ہے اور فرقوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے، انہیں وقعت عزت نہ دینے، ان کا بائیکاٹ کرنے کے دلائل پڑھیے تحریر 23 میں

.

میرا کوئی فرقہ نہیں، سب کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں سب کا قبلہ قرآن رسول اللہ ایک ہی تو ہے.....اس نظریے کا جواب اور صلح کلیت کا جواب اور اہلسنت کہلوانے کے دلائل...اور

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

بدمذہب خانہ کعبہ میں ہو یا کسی اور علاقے میں اسکے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے سوائے اس کے کہ ظلم فتنہ فساد کا خطرہ ہو تو پڑھ لے اور پھر دوبارہ بھی اکیلے میں ادا کرے

:جواب کا خلاصہ

ہمارا اللہ ایک، رسول ایک، قرآن ایک، قبلہ ایک کہہ کر سنی شیعہ نجدی دیوبندی وہابی نیم رافضی غیر مقلد غامدی اہلحدیث سرسیدی نیچری مودودی جماعت اسلامی جونیر مرزائی وغیرہ فرقوں کو اپنی اپنی جگہ ٹھیک کہہ کر صلح کلی کرنے کی کوشش کرنے والے سب کی ماننے والے سب کے پیچھے نماز پڑھنے والے سب کے ساتھ تعاون دوستی یاری رکھنے والے لیڈر سیاستدان علماء عوام ماڈرن لوگ ہوش کے ناخن لیں اہلِ حق کو پہچانیں ورنہ شرم سے ڈوب مریں

کیونکہ

صحابہ کرام اہلبیت عظام نے خوارج سے اتحاد و صلح نہ کیا حالانکہ صحابہ کرام اہلبیت عظام اور خوارج کا اللہ ایک رسول ایک قرآن ایک قبلہ ایک تھا....!!میرا کوئی فرقہ نہیں میں بس مسلمان ہوں کہنے والو ہوش کے ناخن لو، سمجھو اور فخر و جراءت سے کہو اصل مسلمان یعنی سنی اہلسنت ہوں باقی سب فرقے باطل و بدمذہب و گمراہ ہیں، انکی نہ سنو نہ مانو، انکا بائیکاٹ کرو، ان بدمذہبوں گمراہوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے، انکا جنازہ نہیں پڑھ سکتے سوائے اس کے کہ بہت فتنہ فساد کا خطرہ ہو تو مجبوراان کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہو لیکن نماز انکے پیچھے پڑھی تو نماز کا اعادہ کرو دوبارہ خود

سے ادا کرو، ہاں دعا کیا کرو کہ اللہ ہدایت دے انہیں ورنہ انکے شر و بد مذہبی و گمراہی سے بچائے.... نیز حقیقی مسلمان یعنی سچے اہلسنت کے ساتھ ہو جاؤ بقایا فرقوں کا بائیکاٹ کرو سوائے اس کے کہ شر و فتنہ فساد کا خطرہ ہو تو کم سے کم میل جول رکھ سکتے ہو لیکن کوشش کرو دور بھاگو، ہاں کوئی مضبوط عقیدے والا سنی ہو اور اہل علم میں سے ہو یا معتبر اہل علم سے رابطہ ہو تو وہ اس لیے میل جول یاری دوستی بغیر تائید کے محتاط طریقے سے رکھ سکتا ہے کہ اہلسنت کی طرف راغب ،کر سکے گا، سمجھائے گا، دوستی ہو گی تو امید ہے جلد سمجھا سکے گا اور اسکی بات انداز میں تاثیر ہو گی

:بد مذہبوں کی گستاخیاں بد مذہبیاں پڑھنے کے لیے کم از کم یہ کتب تو ضرور پڑھیے

وہابیت کے بطلان کا انکشاف

دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف

مودودیت کے بطلان کا انکشاف

زہریلے سانپ66

نوٹ: اہلسنت فرقہ واریت نہیں کرتے وہ حق پے ڈٹے رہتے ہیں اور باطلوں فرقہ واریت کرنے والوں کا رد کرتے ہیں تاکہ وہ غلط عقائد معمولات و نظریات چھوڑ کر اہلسنت میں آجائیں، جو .اہلسنت کے عقائد و معمولات و نظریات سے ہٹ جائے دراصل وہی فرقہ واریت کر رہا ہے

!!........سوال #

علامہ صاحب الحمدللہ تعالی ہمارا گروپ اس سال حج کرنے کو جارہاہے، ہمیں تو پتہ ہے کہ اہل سنت علماءنے فرمایاہے کہ سعودی عرب کے اماموں کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی، لیکن ہمارا ایک دوست ہے جو کہتاہے کہ سب کا قران کا ایک ہے سب کا قبلہ ایک ہے سب کا اللہ ایک ہے سب کا رسول ایک ہے تو پھر یہ فرقہ واریت کیسی....؟؟ وہ کہتاہے کہ میرا کوئی فرقہ نہیں، میں سب کو ٹھیک سمجھتاہوں ہر فرقہ اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہے اور جس کے پیچھے موقعہ ملتاہے نماز پڑھ لیتاہوں، اس متعلق مدلل تحریر لکھ بھیجیں جزاک اللہ خیرا.

!!........جواب.و.تفصیل#

دلیل نمبر1#

القرآن: قَالَ لَا یَنَالُ عَہۡدِی الظّٰلِمِیۡنَ:

اللہ تعالی نے فرمایا کہ میرا دیاہوا عہدہ(نبوت امامت وغیرہ) ظالموں(کافروں بدمذہبوں وغیرہ) کے لیے نہیں ہے(سورہ بقرہ آیت124).

ظلمة، وأنهم لا ينالون الإمامة لأنها أمانة من الله تعالى وعهد، والظالم لا يصلح لها، وإنما ينالها البررة الأتقياء منهم... وأن الفاسق لا يصلح للإمامة

اس ایت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ دینی عہدہ تو اللہ تعالی کی طرف سے امانت ہے، لہذا ،ظالم(کافر بدمذہب وغیرہ)لوگ امامت کے مستحق نہیں، امامت کے مستحق تو نیک متقی لوگ ہیں فاسق(اسی طرح فاجر گستاخ بدمذہب گمراہ وغیرہ)امامت کے لائق نہیں

(تفسیر بیضاوی1/104ملتقطا)

.

وَقَالُوا فِي هَذَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْفَاسِقَ لَا يَصْلُحُ لِلْإِمَامَةِ

علماء مفسرین محدثین فرماتے ہیں کہ اس ایت میں دلیل ہے کہ فاسق(اسی طرح فاجر گستاخ بدمذہب گمراہ وغیرہ)امامت کے لائق نہیں

(تفسیر البحر المحیط1/605)

.یادرہے کہ گستاخ بدمذہب گمراہ لوگ تو فاسق سے بھی بدتر ہوتے ہیں

فَلَا يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الظَّالِمُ نَبِيًّا وَلَا خَلِيفَةً لِنَبِيٍّ وَلَا قَاضِيًا، وَلَا مَنْ يَلْزَمُ النَّاسَ قَبُولُ قَوْلِهِ فِي أُمُورِ الدِّينِ مِنْ مُفْتٍ أَوْ شَاهِدٍ أَوْ مُخْبِرٍ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرًا فَقَدْ أَفَادَتْ الْآيَةُ أَنَّ شَرْطَ جَمِيعِ مَنْ كَانَ فِي مَحَلِّ الِائْتِمَامِ بِهِ فِي أَمْرِ الدِّينِ الْعَدَالَةُ وَالصَّلَاحُ، وَهَذَا يَدُلُّ أَيْضًا عَلَى أَنَّ أَئِمَّةَ الصَّلَاةِ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونُوا صَالِحِينَ غَيْرَ فُسَّاقٍ وَلَا ظَالِمِينَ لِدَلَالَةِ الْآيَةِ عَلَى شَرْطِ الْعَدَالَةِ لِمَنْ نُصِبَ مَنْصِبَ الِائْتِمَامِ بِهِ فِي أُمُورِ الدِّينِ

ظالم (فاجر بدمذہب گمراہ) کوئی نبی نہیں تھا اور کوئی ظالم (فاجر بدمذہب گمراہ) خلیفہ نہیں بن سکتا بادشاہ و قاضی بھی نہیں بن سکتا بلکہ ہر وہ عہدہ اس کے لیے جائز نہیں کہ جس میں امور دین کا اسکے معتبر ہونے معاملہ ہو جیسے کہ وہ معتبر مفتی نہیں ہو سکتا مفتی نہیں کہلوا سکتا وہ گواہ نہیں بن سکتا، وہ معتبر راوی نہیں ہو سکتا، یہ سب کچھ ایات مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے، ایت مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ان تمام امور ایسے تمام معاملات کے لیے عادل ہونا نیک ہونا سچا ہونا ضروری ہے، اس ایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نماز کے جو امام ہوتے ہیں وہ نیک لوگ ہوں، فاسق (فاجر ظالم گمراہ بدمذہب) امام نہیں بن سکتے کیونکہ ایسے منصب کے لیے نیک اور سچا عادل ہونا ضروری ہے

(احکام القرآن للجصاص1/84).

دلیل نمبر2#

:القرآن

:فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّکۡرٰی مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ

یاد آجانے (دلائل آجانے) کے بعد تم ظالموں (بدمذہبوں گمراہوں گستاخوں مکاروں گمراہ کرنے والوں منافقوں ظالموں) کے ساتھ نہ بیٹھو (نہ میل جول کرو، نہ انکی محفل مجلس میں جاؤ، نہ کھاؤ (پیو، نہ شادی بیاہ دوستی یاری کرو، ہر طرح کا بائیکاٹ کرو

(سورہ انعام آیت 68)

.

،وَكَذَلِكَ مَنَعَ أَصْحَابُنَا الدُّخُولَ إِلَى أَرْضِ الْعَدُوِّ وَدُخُولِ كَنَائِسِهِمْ وَالْبِيَعِ وَمَجَالِسِ الْكُفَّارِ وَأَهْلِ الْبِدَعِ، وَأَلَّا تُعْتَقَدَ مَوَدَّتُهُمْ وَلَا يُسْمَعَ كَلَامُهُمْ

ہمارے علماء نے اس ایت سے ثابت کیا ہے کہ دشمنوں کے پاس نہ رہا جائے، چرچ گرجا گھروں میں ہر گز نہ مسلمان نہ جائے، کفار اہل کتاب بد مذہب سے بھی میل جول نہ رکھا جائے، نہ ان سے محبت رکھے نہ انکا کلام سنے (یہود و نصاری مشرکین کفار ملحدین منافقین مکار بد مذہب سب سے بائیکاٹ کیا جائے، بغیر محبت و دوستی یاری کے احتیاط کے ساتھ فقط سودا بازی تجارت کی جا سکتی ہے (بشرطیکہ اسلام پے آنچ نہ آئے بلکہ تجارت سے اسلام و مسلمین کا فائدہ مد نظر ہو

(تفسیر قرطبی 7/13).

جب ظالم فاسق فاجر بد مذہب کے ساتھ بیٹھ نہیں سکتے تو اس سے ثابت ہوا کہ اس کے پیچھے نماز بھی نہیں پڑھ سکتے.

دلیل نمبر 3#

الحدیث

يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ

نبی کریم روف ور حیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اخری زمانے میں ایسی لوگ ائیں گے ایسی قوم فرقے ائیں گے کہ وہ نوجوان ہوں گے، کم عقل(کم علم)ہوں گے، باتیں تو بہت اچھی اچھی کہیں گے، اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے، ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا(یعنی زبانی طور پر تو وہ مومن ہونے کا دعوی کریں گے لیکن دلی طور پر وہ منافق ہوں گے بد مذہب ہوں گے برے ہوں گے ان کے دل میں نور ایمان نہیں ہو گا)ان کو جہاں تم پاؤ قتل کر دو

(بخاری حدیث 3611)

(مسلم حدیث 1066 نحوہ)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمادیا کہ

بد مذہب فرقے فاجر فرقے کے ساتھ اتحاد نہیں کرنا صلح کلی نہیں کرنی ان کے ساتھ میل جول نہیں رکھنا، یہ نہیں کہنا کہ وہ اپنی جگہ ٹھیک ہیں، حالانکہ مسلمانوں کا اور خوارج کا قبلہ ایک، قران ایک، رسول ایک پھر بھی اتحاد و صلح کلی جائز نہیں، پھر بھی ان کو ٹھیک کہنا جائز نہیں، پھر بھی ان کے ساتھ بائیکاٹ کرنا لازم ہے ان کے ساتھ کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا شادی بیاہ کرنا تقاریب میں

بلانالائک کرناپسند کرناسب کچھ جائز نہیں، ان کی باتیں ان کے فتوے چاہے وہ بظاہر قران و حدیث سے ہی کیوں نہ پیش کریں جائز نہیں، معتبر نہیں.....بلکہ انہیں سمجھاناضروری ہے جو سمجھ جائیں تو ٹھیک ورنہ ان کے ساتھ جنگ و جہاد کرناضروری ہے، صحابہ کرام نے انہیں سمجھایا کچھ سمجھ گئے اور کچھ کے ساتھ جہاد و جنگ کرنا پڑا، اج کے دور میں باطل فرقے بدمذہب فرقے لوگ بہت ہو گئے ہیں اگر ان کے ساتھ جنگ کی جائے تو بہت بڑا فتنہ ہو گا....اس لیے اج کے دور میں فتوی قرآن واحادیث کی روشنی میں یہ ہے کہ ان کے ساتھ طرح طرح کا بائیکاٹ کیا جائے اور سمجھانے کی بھرپور کوشش جاری رکھنی چاہیے

.

دلیل نمبر4#

الحدیث:

،سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي اخْتِلَافٌ وَفُرْقَةٌ، قَوْمٌ يُحْسِنُونَ الْقِيلَ وَيُسِيئُونَ الْفِعْلَ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يَرْجِعُونَ حَتَّى يَرْتَدَّ عَلَى فُوقِهِ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ، طُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوهُ، يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ وَلَيْسُوا مِنْهُ فِي شَيْءٍ،

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب میری امت میں اختلاف ہو گا اور فرقہ واریت ہو گی ایسی قوم فرقے نکلے گے کہ جو اچھی اچھی باتیں کریں گے لیکن ان کے عمل برے ہوں گے قران بہت پڑھیں گے لیکن قران ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے شکار سے تیر، یہ بدمذہب فرقے انسانوں جانوروں تمام مخلوق سے بدترین ہوں گے، خوشخبری ہے ان کے لیے کہ جو ان کو قتل کرے اور خوشخبری ہے اس کے لیے کہ جس کو یہ لوگ شہید کریں، یہ لوگ قران کی دعوت دیتے ہوں گے لیکن حقیقتا قران میں سے کچھ بھی ان کو نہیں اتا ہو گا

(ابوداود حدیث4765)

دیکھیے غور سے دیکھیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تم انہیں اپنا بنالو، ان کے ساتھ اتحاد کرلو ان کے ساتھ صلح کلی کرلو، نہیں نہیں رسول کریم نے ایسا نہیں فرمایا بلکہ رسول کریم نے تو ان کی مذمت فرمائی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم فرمایا... اج کے دور میں ان کے ساتھ جنگ کرنے میں بہت بڑا فتنہ فساد ہے انتشار ہے لہذا سمجھانا ہی ضروری ہے اور جو سمجھ جائیں تو ٹھیک ورنہ بائیکاٹ کرنا ضروری ہے

.

دلیل نمبر5#

يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ عَمَلَهُ مَعَ عَمَلِهِمْ، يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ، فَإِذَا خَرَجُوا ؛ ،فَاقْتُلُوهُمْ، ثُمَّ إِذَا خَرَجُوا ؛ فَاقْتُلُوهُمْ، ثُمَّ إِذَا خَرَجُوا ؛ فَاقْتُلُوهُمْ فَطُوبَى لِمَنْ قَتَلَهُمْ، وَطُوبَى لِمَنْ قَتَلُوهُ

بد مذہب خوارج کے اعمال کے مقابلے میں تم اپنے نیک اعمال کو بہت کم تر سمجھو گے، یہ بد مذہب مسلمانوں کے ساتھ جنگ کریں گے (جیسے خواج نے اور وہابیوں نے مسلمانوں سے جنگ کی، آج بھی وہابی شیعہ سلفی وغیرہ کے جنگی دستے موجود ہیں تیار ہیں بلکہ موقعہ ملتے ہی سچے مسلمانوں یعنی سچے اہلسنت کو مارتے ہیں، خود کش دھماکے ٹارگٹ کلنگ کرتے ہیں) جب یہ لوگ ایسے بد مذہب فرقے نکلیں تو انہیں قتل کرو... پھر نکلیں تو پھر انہیں قتل کرو پھر نکلیں تو پھر انہیں قتل کرو کہ خوشخبری ہے اس شخص کے لیے کہ جو ان کو قتل کرے گا اور خوشخبری ہے اس شخص کے لیے کہ جس کو یہ لوگ شہید کریں گے

(مسند احمد حدیث 5562)

.(مسند ابی یعلی حدیث 2963 نحوہ)

مذکورہ احادیث مبارکہ اور دیگر احادیث مبارکہ سے یہ بالکل واضح ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ کوئی نیک نمازی ہے قبلے والا ہے اہل قبلہ ہے روزے رکھتا ہے بہت زیادہ روزے رکھتا ہے قران بہت پڑھتا ہے قران کی دعوت دیتا ہے اللہ اللہ کرتا ہے اللہ کی دعوت دیتا ہے تو تم اس کے نرغے میں .... مت اؤ.... ایسے بد مزہب فرقوں کے بہت عقائد نظریات یا دو چار برے نظریات ہوں گے

لہذا پہچانو پہچانو سچے مسلمانوں سچے اہل سنت کو پہچانو اور بدمزہبوں سے دور بھاگو.... قبلہ ایک ہے قران ایک ہے رسول ایک ہے اللہ ایک ہے کہہ کر اتحاد نہ کرو صلح کلی نہ کرو میل جول یاری دوستی نہ کرو، ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو..... بلکہ سمجھاؤ سمجھ جائیں تو ٹھیک ورنہ ان کے ساتھ ہو سکے یعنی طاقت ہو تو جہاد کرو جنگ کرو اگر جہاد اور جنگ کرنے میں بہت بڑا فتنہ ہو فساد ہو تو پھر سمجھاؤ سمجھاؤ اور بائیکاٹ بھی جاری رکھو اور سمجھانا خدشات دور کرنا اور انکار د کرنا انکے برے عقائد و نظریات و برے اعمال واضح کرنا سر عام کرنا مذمت کرنا بھی ضرور جاری رکھو تاکہ لوگ اور آنے والی نسلیں انکو پہچان کر ان سے دور بھاگیں انکی مکاری گمراہی بدمذہبی برے عقائد و نظریات برے اعمال سے لوگ بچیں اور بچائیں

.

دلیل نمبر6#

وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَه

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے (صحابہ کرام کی مشاورت) سے ان لوگوں کو (سمجھایا کچھ لوگ سمجھ گئے اور باقی ضدی فسادی بدمذہب کو) قتل کیا (بخاری روایت 3610) (مسلم روایت 1065).

فتنہ خوارج بدمذہب گمراہ ظاہر ہوا تو سیدنا علی نے سیدنا ابن عباس کو انکی طرف بھیجا تاکہ انکو سمجھائیں (خدشات اعتراضات کے قرآن و سنت سے جواب دیں) سیدنا ابن عباس نے ان سے

مناظرہ کیااور مناظرہ جیت گئے تو کئی خوارج واپس مسلمان ہو گئے اور باقی خوارج ڈٹے رہے اور نہروان کی طرف بھاگ گئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انکا پیچھا کیا اور انہیں قتل کیا

(البنایۃ ملتقطا3/280)

.

فَلَمَّا الْتَقَيْنَا وَعَلَى الْخَوَارِجِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ الرَّاسِبِيُّ... وَشَجَرَهُمُ النَّاسُ بِرِمَاحِهِمْ. قَالَ : وَقَتَلُوا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضِهِمْ

جب ہماری ملاقات ہوئی تو خارجیوں کا سردار عبداللہ بن وہب راسبی تھا....لوگوں (مسلمانوں صحابہ کرام تابعین عظام) نے انہیں اپنے نیزوں سے روکا اور ایک پر ایک کر کے قتل کیا

(مسلم روایت1066 نحوہ ملتقطا)(ابوداود روایت4768 ملتقطا)

.

فَرَجَعَ مِنْهُمْ عِشْرُونَ أَلْفًا،وَبَقِيَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةُ آلَافٍ، فَقُتِلُوا

خوارج کے پاس صحابہ کرام گئے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے انہیں سمجھانے کے لیے اپنے اپ کو خطرے میں ڈالا اور اکیلے ہی ان کے گروہ کے اندر جا پہنچے اور کہا کہ تم یہ کیوں کر رہے ہو اختلاف....؟؟ خوارج نے تین باتوں میں اختلاف کیا تھا اس میں سے ایک بات یہ بتائی کہ سیدنا علی نے حکم (ثالث فیصلہ کرنے والا) بنایا ہے حالانکہ حکم تو صرف اللہ ہی ہے.... ابن عباس

رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ میں تمھیں اللہ کی کتاب اور سنت سے بتاتا ہوں کہ حکم بے شک اللہ بھی ہے اور اللہ کے علاوہ غیر اللہ بھی حکم ہو سکتا ہے... پھر سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے ایت سورہ نساء ایت نمبر 35 تلاوت فرمائی کہ جس میں اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم شوہر کی طرف سے حکم (ثالث فیصلہ کرنے والا) بھیجو اور بیوی کی طرف سے حکم بھیجو.... یہ جواب سن کر 20 ہزار کے قریب خوارج واپس مسلمان ہوگئے اور چار ہزار ضد و گمراہی بد مذہبی پے ڈٹے رہے جن کے ساتھ صحابہ کرام نے جہاد کیا

(طبرانی کبیر روایت 10598 بحذف ملخصا)

(حلیۃ الاولیاء 1/318 نحوہ بحذف ملخصا)

.

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَأَحْمَدُ بِبَعْضِهِ، وَرِجَالُهُمَا رِجَالُ الصَّحِيحِ

امام ہیثمی فرماتے ہیں کہ مذکورہ روایت کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے احمد نے بعض حصے کو روایت کیا ہے اور امام طبرانی اور مسند احمد دونوں کی سند کے روای صحیح حدیث کے راوی ہیں ثقہ معتبر ہیں

(مجمع الزوائد 6/241).

صحابہ کرام نے یہ نہیں فرمایا کہ ان خوارج بد مذہب گمراہ کے بھی نیک اعمال ہیں نیک نمازی ہیں روزے دار ہیں قران پڑھتے ہیں قران سے دلیل دیتے ہیں ان کا قبلہ اور ہمارا قبلہ ایک ہے ان کا

رسول اور ہمارا رسول ایک ہے ان کا قران اور ہمارا قران ایک ہے ان کا اللہ اور ہمارا اللہ ایک ہے لہذا ہم اتحاد کر لیتے ہیں صلح کر لیتے ہیں ایک دوسرے کو برداشت کر لیتے ہیں... نہیں نہیں ایسا نہیں کیا صحابہ کرام نے اور نہ ہی ایسا کہا، کیونکہ ان کا اختلاف فروعی اختلاف قابل برداشت اختلاف نہیں تھا... ان کا اختلاف گمراہ کن تھا مکارانہ تھا بد مزہبی والا تھا لہذا ایسے اختلاف والے کے متعلق یہی فتوی ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یہی صحابہ کرام کا عمل ہے کہ ان کو سمجھایا جائے سمجھایا جائے اور جو بد مذہبی پر گمراہی پر مکاری پر جھوٹے دلائل پر ڈٹا رہے تو ان کے ساتھ جہاد کرو..... اگر جنگ و جہاد کرنے میں بہت بڑا فتنہ فساد ہو تو ایسے بد مذہب و مکاروں جھوٹوں گمراہوں باطلوں کو بائیکاٹ کرو ان سے بائیکاٹ کرو ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو اور اسکے ساتھ ساتھ ضدی فسادی باطل برے مکار وغیرہ کے کرتوت و بدمذہبی گمراہی برے عقیدے نظریات واضح کر کے ان کا رد کرو ان کی مذمتیں کرو ان کے جھوٹے دلائل کا رد کرو ان کو سمجھاؤ اور باءیکاٹ کرو باءیکاٹ کراو لوگوں کو ان سے بچاؤ.

دلیل نمبر 7#

:الحدیث: ایاکم و ایاھم

گمراہوں، گستاخوں، بدمذہبوں سے دور بھاگو، انہیں اپنے سے دور کرو (سمجھانے کے ساتھ ساتھ" قطع تعلق و بائیکاٹ کرو کہ)....(صحیح مسلم 1/12)

جب ظالم فاسق فاجر بدمذہب کے ساتھ بیٹھ نہیں سکتے تو اس سے ثابت ہوا کہ اس کے پیچھے نماز بھی نہیں پڑھ سکتے

.

دلیل نمبر 8#

:ایک امام نے قبلہ کی طرف تھوکا، رسول کریم ﷺ نے فرمایا

لایصلی لکم

:ترجمہ

وہ تمھیں نماز نہیں پڑھا سکتا

,ابوداؤد حدیث 481، صحیح ابن حبان حدیث 1636)

(مسند احمد حدیث 16610 شیعہ کتاب احقاق الحق ص 381

کعبہ کی طرف تھوکنے کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت فتوی و حکم دیا اور اسے امامت سے روک دیا اور لوگوں کو بھی روک دیا کہ اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو تو جو باعزت لوگ یعنی انبیاء کرام علیہم السلام صحابہ کرام علیہم الرضون اہلبیت عظام علیہم الرضوان اور اولیاء کرام وغیرہ کے گستاخ ہیں... جن فرقوں کے بڑے بڑے جو گزرے وہ گستاخانہ عبارات لکھ گئے اور اج کی نسل انکو صحیح قرار دے رہی تو ایسے ایجنٹ مکار دوغلے پیسہ خور گستاخ کٹر بے ادب بدعتی

بدمذہب گمراہ فرقوں کے لوگوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا حکم بھی ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و حکم پر عمل کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں.... یہ فرقہ واریت نہیں.. اسلام کی نمک حلالی و حق بیانی ہے.

.

دلیل نمبر 9#

الحدیث:

فَلَا تُجَالِسُوهُمْ، وَلَا تُؤَاكِلُوهُمْ، وَلَا تُشَارِبُوهُمْ، وَلَا تُنَاكِحُوهُمْ، وَلَا تُصَلُّوا مَعَهُمْ، وَلَا تُصَلُّوا عَلَيْهِمْ

ترجمہ:

بدمذہبوں گستاخوں کے ساتھ میل جول نہ رکھو، ان کے ساتھ کھانا پینا نہ رکھو، ان سے شادی بیاہ نہ کرو، ان کے معیت میں (انکے ساتھ یا ان کے پیچھے) نماز نہ پڑھو (الگ پرھو) اور نہ ہی انکا جنازہ پڑھو (السنۃ لأبي بكر بن الخلال,483/2 حدیث 769)

واضح حکمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ گستاخ بدمذہبوں اور انکو درست سمجھنے والوں کے پیچھے نماز نہیں ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھنی... انکا ہر طرح سے باءیکاٹ لازم ہے

.

دلیل نمبر 10#

:الحدیث

فلا تناكحوهم ولا تؤاكلوهم ولا تشاربوهم ولا تصلوا معهم ولا تصلوا عليهم:

بدمذہبوں گستاخوں کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کے ساتھ کھانا پینا نہ رکھو، ان کے معیت میں (انکے ساتھ یا ان کے پیچھے) نماز نہ پڑھو (الگ پڑھو) اور نہ ہی انکا جنازہ پڑھو

(جامع الأحادیث,431/7 حدیث 6621)

واضح حکمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ گستاخ بدمذہبوں اور انکو درست سمجھنے والوں کے پیچھے نماز نہیں ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھنی... انکا ہر طرح سے باءیکاٹ لازم ہے.

دلیل نمبر 11#

:الحدیث

أَلَا لَا تَؤُمَّنَّ امْرَأَةٌ رَجُلًا،... وَلَا يَؤُمَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خبردار کوئی بھی عورت مرد کی امامت نہ کرائے اور کوئی فاجر (گمراہ بدمذہب بدعتی) کسی مومن کی امامت نہیں کرا سکتا

(ابن ماجہ حدیث 1081)

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

واضح ہے کہ عورت اور فاجر بد مذمب گمراہ بدعتی کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے چاہے وہ خانہ کعبہ کا امام ہو یا کسی اور جگہ کا امام ہو اسکے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے

.

دلیل نمبر12#

:الحدیث

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے بدمذہب (گستاخ برے بدعت والے گمراہ باطل مردود) کی عزت (ومحبت) کی اس نے اسلام (وسنت) کو ڈھانے پے مدد کی

(مشکواۃ حدیث نمبر189)

اپنی نماز کا امام بنانا سمجھنا بھی تو عزت دینا ہے.. لیھذا یہ حدیث پاک بھی دلیل ہے کہ بدعتی گمراہ بدمذہب کو عزت نہیں دے سکتے انکے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے.

دلیل نمبر13#

فَمَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا ، أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ

بدعتی بدمذہب گمراہ گستاخ اور اسکو جگہ دینے والے (انکے معاونین محبین) پر اللہ کی لعنت ہے ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، ان کے نہ فرض واجب عبادات قبول ہیں نہ ہی سنت و نوافل قبول ہیں

(بخاری حدیث3179)

(مسلم حدیث 1371)

جب بدمذہب گمراہ گستاخ کی عبادات نماز ہی قبول نہیں تو انکے پیچھے بھلا کیسے نماز پڑہیں ہم.....؟؟ ثابت ہوا کہ ان کے پیچھے ہر گز نماز نہیں پڑھنی.

دلیل نمبر14#

:الحدیث

لا تصاحب إلا مؤمنا

مومن کے علاوہ کسی کی صحبت و دوستی یاری اختیار نا کر

(ترمذی حدیث2395)

حدیث پاک سے واضح ہے کہ سچے اچھے مومن اہلسنت کی صحبت میں یعنی اس ہی کے پیچھے نماز پڑھنا لازم ہے، فساق فجار بدمذہب گمراہ بدعتی کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے.....!!

.

دلیل نمبر 15#

:الحدیث

:الرجل على دين خليله، فلينظر أحدكم من يخالل

)ہر شخص اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو تمھیں سوچنا چاہیے کہ تم کس سے دوستی کر رہے ہو

(یعنی سچے اچھے سے دوستی کرو برے بدمذہب وغیرہ باطلوں سے دوستی نہ کرو

(ترمذی حدیث 2378)

امام بھی ایک قسم کا دوست ہوتا ہے اس حدیث پاک کے مطابق ہمیں بھی سوچنا چاہیے کہ ہم کس سے دوستی کر رہے ہیں.....؟؟ کہیں وہ بدمذہب کہ جو نہ اللہ کا دوست ہے نہ رسول کا دوست ہے .اس کو دوست تو نہیں بنا رہے ہم....؟؟

:بدمذہبوں کی گستاخیاں بدمذہبیاں پڑھنے کے لیے کم از کم یہ کتب تو ضرور پڑھیے

وہابیت کے بطلان کا انکشاف

دیوبندیت کے بطلان کا انکشاف

مودودیت کے بطلان کا انکشاف

.زہریلے سانپ66

.مجبورا بد مذہب کے پیچھے نماز پڑھنے اور اسے دوبارہ اکیلے میں ادا کرنے کی دلیل

:الحدیث

أَلَا لَا تَؤُمَّنَّ امْرَأَةٌ رَجُلًا،... وَلَا يَؤُمَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا إِلَّا أَنْ يَقْهَرَهُ بِسُلْطَانٍ يَخَافُ سَيْفَهُ وَسَوْطَهُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خبر دار کوئی بھی عورت مرد کی امامت نہ کرائے اور کوئی فاجر (گمراہ بدمذہب بدعتی) کسی مومن کی امامت نہیں کرا سکتا...ہاں اگر بادشاہ کے ظلم وستم کا خوف ہو (یا فتنے فساد کا خوف ہو) تو فاجر بدمذہب کے پیچھے نماز پڑھ لو (اور چپکے سے دوبارہ اس کو ادا بھی کرو، اعادہ بھی کرو..(ابن ماجہ حدیث 1081)

.

ارْجِعْ فَصَلِّ ؛ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ

(ایک شخص رکوع سجود ٹھیک طریقے سے ادا نہ کر رہا تھا تو) نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جاؤ دوبارہ نماز پڑھ تمھاری نماز نہ ہوئی تھی (بخاری حدیث 793)

جب رکوع سجود ٹھیک طریقے سے نہ ہوں تو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم ہے....تو جس شخص کی نماز ہی قبول نہ ہو جیسے کہ اوپر دلیل نمبر 13 میں ہے تو اس کے پیچھے مجبوراً اگر نماز پڑھ لی جائے تو لازما

دوبارہ پڑھنا ہو گی نماز کا اعادہ کرنا ہو گا اور پھر بدمذہب گستاخ گمراہ پے اعتماد بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ صحیح طرح نماز پڑھتا بھی ہو یا نہیں....یہی وجہ ہے کہ اسلاف نے فتنے فساد اور خوف کی وجہ سے اگر ظالم بدمذہب کے پیچھے نماز پڑھی تو اس کو لوٹایا بھی ہو گا دوبارہ بھی پڑھی ہو گی...بلکہ بعض اسلاف نے تو دوٹوک فتوی دیا کہ نماز دوبارہ پڑھیے، اعادہ کیجیے...جیسے کہ نیچے تفصیل آ رہی ہے

.

اسلاف کے کچھ اقوال وفتوے بھی ملاحظہ کیجیے کہ بدمذہب کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی، ظلم و ستم کے خوف فتنہ فساد کا خوف ہو تو پڑھ لو مگر پھر چکے سے دوبارہ بھی پڑھ لو، اعادہ کر لو.

سَأَلْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ وَهُوَ صَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ "الصَّلَاةِ خَلْفَ الْقَدَرِيِّ، فَقَالَ: لَا تُصَلِّ خَلْفَهُ "

صحابی سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا گیا کہ قدری فرقے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے...؟؟ فرمایا اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو(الابانۃ الکبری260/4).

وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ عَنِ الصَّلَاةِ خَلْفَ الْقَدَرِيِّ فَقَالَ: لَا تُصَلِّ خَلْفَهُ، أَمَّا أَنَا لَوْ كُنْتُ صَلَّيْتُ خَلْفَهُ لَأَعَدْتُ صَلَاتِي

صحابی سیدنا واثلہ رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا گیا کہ قدری فرقے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے...؟؟ فرمایا اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو

اور

فرمایا کہ اگر (مجبورا یا ظلم فتنے فساد سے بچنے کے لیے) ایسے بد مزہب کے پیچھے اگر میں نماز پڑھ لیتا تو میں اپنی نماز دوبارہ ضرور پڑھتا، اعادہ ضرور کرتا

(مجمع الزوائد 2/66)

.

سیدنا سفیان ثوری بھی فرماتے ہیں:

ألا تُصلِّ إلا خلفَ مَن تَثقُ به وتعلمُ أنَّه مِن أهلِ السُّنةِ والجماعةِ

خبر دار صرف اسی کے پیچھے نماز پڑھ جس کے متعلق یقین ہو کہ اھل السنۃ والجماعۃ کا بندہ ہے

(المخلصیات 4/82).

سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ عِيَاضٍ عَنِ الصَّلَاةِ خَلْفَ الْجَهْمِيَّةِ، فَقَالَ: -[92]- «لَا تُصَلِّ خَلْفَهُمْ»

انس بن عیاض فرماتے ہیں کہ جہمیہ بد مذہب فرقے کے کسی امام کے پیچھے نماز نہ پڑھو

(السنۃ لخلال روایت 1698)

.

إذ روي عن الإمام أن الصلاة خلف أهل الأهواء لا تجوز

امام اعظم ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ بدعتی اہل اھواء بد مذہب کے پیچھے نماز جائز نہیں

(فقہ العبادات علی الفقہ الحنفی ص110)

.

عَنْ مَالِكٍ، سَمِعَهُ وَسُئِلَ عَنِ الصَّلَاةِ خَلْفَ أَهْلِ الْبِدَعِ الْقَدَرِيَّةِ، قَالَ مَالِكٌ: " وَلَا أَرَى أَنْ يُصَلَّى خَلْفَهُمْ، قَالَ: وَسَمِعْتُهُ وَسُئِلَ عَنِ الصَّلَاةِ خَلْفَ أَهْلِ الْبِدَعِ، فَقَالَ: لَا، وَنَهَى عَنْهُ

امام مالک سے پوچھا گیا قدریہ فرقے کے بارے میں کہ ان کے کسی امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے....؟؟ تو فرمایا کہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو، اور اور امام مالک نے فرمایا کہ تمام اہل بدعت بد مذہب فرقوں کے امام کے پیچھے نماز نہ پڑھو

(الابانۃ الکبری 4/257).

وقال ابن القاسم: أرى الإعادة في الوقت على من صلى خلف أهل البدع وقال أصبغ: يعيد أبدًا. وقال سحنون: وإنما لم تجب عليه الإعادة؛ لأن صلاته لنفسه جائزة، وليس بمنزلة النصراني؛ لأن ذلك لا يجوز لنفسه.وقال الثوري في القدري: لا تقدِّموه وقال أحمد: لا يصلي خلف أحدٍ من أهل الأهواء إذا كان داعيًا إلى هواه، ومن صلى خلف الجهمي والرافضي والقدري يعيد

وفي "المحيط": كان أبو حنيفة لا يرى الصلاة خلف المبتدع. ومثله عن أبي يوسف

علامہ ابن قاسم فرماتے ہیں کہ بدعتی بدمذہب کے پیچھے

...(مجبورا یا ظلم فتنے فساد سے بچنے کے لیے) نماز پڑھو تو اس کو دوبارہ پڑھو اعادہ کرو وقت ہی میں

علامہ اصبغ نے فرمایا کہ (مجبورا یا ظلم فتنے فساد سے بچنے کے لیے) بدعتی بدمذہب کے پیچھے نماز پڑھو تو ہمیشہ دوبارہ لوٹایا کرو دوبارہ پڑھا کرو اعادہ کرو

علامہ سحون نے فرمایا کہ (مجبورا یا ظلم فتنے فساد سے بچنے کے لیے) بدعتی بدمذہب کے پیچھے نماز پڑھو تو اس نماز کو دوبارہ پڑھنا اعادہ کرنا واجب ہے

امام سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ قدری بدمذہب کو امام نہ بناؤ

امام احمد فرماتے ہیں کہ کسی بھی بدعتی بدمذہب کے پیچھے نماز نہ پڑھو، اگر (مجبورا یا ظلم فتنے فساد سے بچنے کے لیے) بدعتی بدمذہب کے پیچھے نماز پڑھو تو دوبارہ نماز پڑھو، اعادہ کرو

امام اعظم ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف بھی کسی بدمذہب کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کرتے تھے

(کتاب التوضیح شرح بخاري6/546).

«وَسَأَلْتُ وَكِيعًا عَنِ الصَّلَاةِ خَلْفَ الْجَهْمِيَّةِ، فَقَالَ: «لَا يُصَلَّى خَلْفَهُمْ

امام وکیع نے فرمایا کہ جہمیہ (بدمذہب) کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے

(السنۃ لعبد اللہ 115/1)

.

لِيَزِيدَ بْنِ هَارُونَ: أُصَلِّي خَلْفَ الْجَهْمِيَّةِ؟ قَالَ: «لَا»، قُلْتُ: أُصَلِّي «خَلْفَ الْمُرْجِئَةِ؟ قَالَ: «إِنَّهُمْ لَخُبَثَاءُ

یزید بن ہارون فرماتے ہیں کہ مرجئہ جہمیہ کے پیچھے نماز نہ پڑھو یہ خبیث لوگ ہیں

(السنۃ لعبد اللہ 123/1

.

إِسْحَاقُ بْنُ الْبُهْلُولِ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ عِيَاضٍ أَبِي ضَمْرَةَ: أُصَلِّي خَلْفَ الْجَهْمِيَّةِ؟ قَالَ: " لَا....زُهَيْرَ بْنَ الْبَابِيِّ، يَقُولُ: «إِذَا تَيَقَّنْتَ أَنَّهُ جَهْمِيٌّ أَعَدْتَ الصَّلَاةَ خَلْفَهُ الْجُمُعَةَ وَغَيْرَهَا

انس بن عیاض فرماتے ہیں کہ جہمیہ (بدمذہب) کے پیچھے نماز نہ پڑھو...زہیر بن البابی فرماتے ہیں کہ اگر تمھیں پتہ ہو کہ امام جہمی بدمذہب ہے تو اس کے پیچھے جو بھی نماز تم نے پڑھی ہو چاہے جمعہ پڑھا ہو چاہے کوئی اور نماز پڑھی ہو تو اس کو دوبارہ لوٹاؤ اعادہ کرو..(السنۃ لعبد اللہ 129/1).

عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَبَّاسِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِذَا كَانَ الْإِمَامُ صَاحِبَ هَوًى فَلَا يُصَلَّى خَلْفَهُ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ أَنَّهُ أَمَرَ بِإِعَادَةِ الصَّلَاةِ خَلْفَ الْقَدَرِيِّ وَعَنْ سَيَّارٍ أَبِي الْحَكَمِ يَقُولُ: لَا يُصَلِّي خَلْفَ الْقَدَرِيَّةِ فَإِذَا صَلَّى خَلْفَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أَعَادَ وَعَنْ أَيُّوبَ

،السَّخْتِيَانِيِّ مثله...وَمِنَ الْفُقَهَاءِ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَأَبُو يُوسُفَ الْقَاضِي، وَأَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ،مِثْلُهُ....قُلْتُ لِمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ: إِنَّ لَنَا إِمَامًا يَقُولُ فِي الْقَدَرِ فَقَالَ: «يَا ابْنَ الْفَارِسِيِّ انْظُرْ كُلَّ صَلَاةٍ صَلَّيْتَهَا خَلْفَهُ أَعِدْهَا..كَانَ سَيَّارٌ أَبُو الْحَكَمِ يَقُولُ: «لَا يُصَلِّي خَلْفَ الْقَدَرِيَّةِ، فَإِذَا صَلَّى خَلْفَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أَعَادَ الصَّلَاةَ»....مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ: «صَلَّيْتُ خَلْفَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سَعْدٍ ثُمَّ -[809]- بَلَغَنِي أَنَّهُ قَدَرِيٌّ فَأَعَدْتُ الصَّلَاةَ بَعْدَ أَرْبَعِينَ سَنَةً، أَوْ ثَلَاثِينَ سَنَةً

سیدنا علی بن عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ امام اگر بدعتی بدمذہب ہو تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھو

سیدنا محمد بن علی بن حسین فرماتے ہیں کہ قدری بدمذہب کے پیچھے نماز پڑھی تو اس نماز کو دوبارہ پڑھو اعادہ کرو

حضرت سیار فرماتے ہیں کے قدری بدمذہب کے پیچھے نماز کوئی نہ پڑھے، کسی قدری بدمذہب کے پیچھے نماز پڑھی تو دوبارہ نماز پڑھے نماز کو لوٹائے اعادہ کرے، امام ابوداؤد سیدنا سفیان ثوری امام مالک امام احمد بن حنبل امام ابویوسف نے بھی اسی طرح فرمایا ہے

سیدنا محمد بن علی نے فرمایا کہ جو بھی نماز تم نے قدری بدمذہب کے پیچھے پڑھی اس کو دوبارہ پڑھو اس کا اعادہ کرو اسی طرح حضرت سیار نے بھی فرمایا

سیدنا معاذ بن معاذ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کے پیچھے نماز پڑھی اور بعد میں پتہ چلا کہ وہ قدری بد مذہب تھا تو میں نے 40 یا 30 سال کے بعد اپنی وہ نماز دوبارہ پڑھی دوبارہ دہرائی

(شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة 812 تا 805/4)

.

یہودیوں عیسائیوں ملحدوں بے دینوں نیچریوں مشرکوں بروں باطلوں مکاروں گمراہوں بد مذہبوں تفضیلیوں رافضیوں ناصبیوں ایجنٹوں قادیانیوں نیچریوں سر سیدیوں جہلمیوں غامدیوں قادیانیوں ذکریوں بوہریوں غیر مقلدوں نام نہاد اہلحدیثوں وغیرہ سب باطلوں سے ہر طرح کا تعاون نہ ،کرنا، انکی تحریروں کو لائک نہ کرنا، انہیں نہ سننا، نہ پڑھنا، انہیں اپنے پروگراموں میں نہ بلانا وقعت نہ دینا، جانی وقتی مالی تعاون نہ کرنا، مذمت کرنا مدلل کرنا ایمان کے تقاضوں میں سے ہے

:الحدیث

مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ، وَأَبْغَضَ لِلَّهِ، وَأَعْطَى لِلَّهِ، وَمَنَعَ لِلَّهِ ؛ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ

جو اللہ (اور اسلام کے حکم) کی وجہ سے محبت کرے اور (سمجھانے کے ساتھ ساتھ) اللہ (اور اسلام کے حکم) کی وجہ سے (مستحق برے ضدی فسادی بد مذہب گستاخ وغیرہ سے) بغض و نفرت رکھے اور (مستحق واچھوں) کی امداد و مدد کرے اور (نااہل و بروں بد مذہبوں گستاخوں منافقوں ایجنٹوں) کی امداد و تعاون نہ کرے تو یہ تکمیل ایمان میں سے ہے

(ابو داود حدیث 4681)

.

القرآن:

لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق نہ چھپاؤ

(سورہ بقرہ آیت 42)

اس ایت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ باطلوں مردودوں منافقوں مکاروں بدمذہبوں کے کرتوت بھی بیان کیے جائیں تاکہ حق اور باطل الگ الگ ہو جائیں اور لوگ باطل بدمذہب گستاخ گمراہ کو پہچان لیں ان سے دور رہیں، انکی نہ سنیں، ان سے بائیکاٹ کریں، انکے پیچھے نماز نہ پڑہیں، نہ جنازہ پڑہیں نہ شادی بیاہ یاری باشی وغیرہ کچھ نہ رکھیں.....اگر اتحاد و صلح کلی بر حق ہوتے تو باطل و حق آپس میں مل جاتے جبکہ آیت میں حکم ہے کہ حق و باطل کو ایک دوسرے سے نہ ملاؤ...اور جو بات کرتوت گمراہیاں مکاریاں بدمذہبیاں سچ میں کسی کے اندر ہیں تو انہیں چھپانا بھی نہیں ہے یہ حکم بھی آیت مبارکہ سے ثابت ہو رہا ہے.

الحدیث:

أترعون عن ذكر الفاجر؟، اذكروه بما فيه يعرفه الناس

:ترجمہ

کیاتم(زندہ یامردہ طاقتوریاکمزور کسی بھی)فاجر(فاسق معلن منافق,غیر مسلم مذہب یااسلام کے نام پے بننے واکابدمذہب اور خائن، مکار، دھوکے باز بدمذہب مفادپرست گستاخ) کوواضح کرنے ،سے ہچکچاتے ہو...؟(جیساوہ ہے ویساکہنے سے گھبراتے ہو...؟؟)اسے ان چیزوں(ان کرتوتوں عیبوں اعلانیہ گناہوں،خیانتوں، منافقتوں دھوکے بازیوں) کے ساتھ واضح کروجواس میں ہوں تاکہ لوگ اسے پہچان لیں(اوراسکی گمراہی خیانت منافقت بدعملی دھوکے بازی مکاری شر فساد (سے بچ سکیں

(طبرانی معجم کبیر حدیث1010)

(طبرانی معجم صغیر حدیث598نحوہ)

،یہ حدیث پاک کتبِ حدیث وتفاسیر اور فقہ وتصوف کی کئی کتب میں موجود ہے... مثلا جامع صغیر ،شعب الایمان، احیاء العلوم، جامع الاحادیث، کنزالعمال، کشف الخفاء ردالمحتار، عنایہ شرح ہدایہ فتاوی رضویہ، تفسیر ثعالبی، تفسیر در منثور وغیرہ کتب میں بھی موجود ہے

:علامہ ہیثمی نے فرمایا

وإسناد الأوسط والصغير حسن، رجاله موثقون، واختلف في بعضهم اختلافاً لا يضر

مذکورہ حدیث پاک طبرانی کی اوسط اور معجم صغیر میں بھی ہے جسکی سند حسن معتبر ہے، اسکے راوی ثقہ ہیں بعض میں اختلاف ہے مگر وہ کوئی نقصان دہ اختلاف نہیں

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائدت حسین آسد2/408)

.

سمجھانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے... مگر حسبِ تقاضہِ شریعت ایسوں کے عیوب مکاریاں منافقتیں خیانتیں کرپشن فسق وفجور دھوکے بازیاں بیان کرنا بر حق ہے لازم ہے اسلام کا حکم ہے.... یہ عیب جوئی نہیں، غیبت نہیں، ایسوں کی پردہ پوشی کرنا جرم ہے... یہ فرقہ واریت نہیں، یہ حسد نہیں، بغض نہیں بلکہ حق کی پرواہ ہے اسلام کے حکم کی پیروی ہے... شاید کہ یہ سدھر جائیں انہیں ہدایت ملے ورنہ ذلت کے خوف سے فساد و گمراہی پھیلانے سے رک جائیں اور معاشرہ اچھا بنے... ہاں حدیث پاک میں یہ بھی واضح ہے کہ وہ عیوب، وہ خیانتیں، وہ دھوکے بازیاں وہ کرتوت بیان کیے جائیں جو اس مین ہوں... جھوٹی مذمت الزام تراشیاں ٹھیک نہیں.

اس قسم کے ہی گمراہ کن ائمہ کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ

مجھے میری امت پر گمراہ کن ائمہ کا خوف ہے...(ترمذی حدیث2229).

اہلسنت کہلوانے کے دلائل اور کثرت کی اتباع سے مراد کس کی کثرت؟اور برحق فرقہ کونسا ہے..........؟؟*

تمھید:

ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حدیث پاک میں سواد اعظم جمھور اکثریت کی پیروی کا حکم ہے... سعودی عرب میں اکثریت نجدی ہیں، ایران میں شیعہ اکثریت اور پاکستان میں سنی یا دیوبندی اکثریت میں ہیں تو برحق کون....؟ پیروی کس کی کریں....؟؟

.

جواب#

القرآن:

لَا تَلۡبِسُوا الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ وَ تَكۡتُمُوا الۡحَقَّ وَ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ

حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق نہ چھپاؤ

(سورہ بقرہ آیت42)

بدمذہب خود کو مسلمان مشھور کرتے ہیں اگر ہم بھی فقط مسلمان کہلوائیں تو بدمزہبوں اور ہم میں کیا فرق رہ جائے گا کسی کو کچھ پتہ نہیں چلے گا باطل جھوٹے بدمذہب سب ایک ہو جائیں گے تو حق کو باطل کے ساتھ ملانا شمار ہو گا

حالانکہ

ایت مبارکہ سے واضح ہے کہ حق اور باطل میں فرق ہونا چاہیے....اسی لیے صحابہ کرام نے تابعین نے بعد کے اسلاف نے اہل سنت کہلوایا...کیونکہ اس وقت خوارج قدری جہمی مرجی معتزلہ وغیرہ فرقے بھی خود کو مسلمان کہتے تھے تو ان کے مقابلے میں ان حضرات نے اہل السنۃ و الجماعۃ کہلوایا اور لکھوایا اور اسی نام سے خود کو مشہور کیا

.

اہل السنۃ والجماعۃ لفظ اس لیے چنا کہ نبی کریم نے اُس فرقے کو نجات والا جنتی برحق قرار دیا کہ جو نبی پاک کی سنت پر عمل کرے اور جماعت کی پیروی کرے جماعت یعنی صحابہ کرام کہ اس وقت جماعت و اکثریت تھے فرقے قلیل تعداد میں تھے

.

نجات والے فرقے کے متعلق صحابہ کرام نے پوچھا تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا

ما انا علیه و اصحابی

یعنی نجات و حق والا جنتی فرقہ وہ ہے جو میرا اور میرے صحابہ کا پیروکار ہو

(سنن الترمذي ت شاكر,5/26 حدیث 2641)

(نحوہ فی المستدرک للحاکم,1/218 حدیث 444)

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

(نحوه فی الشریعۃ للآجري,307/1 حدیث 23)

(المعجم الکبیر للطبراني,52/14 حدیث 14646)

(نحوه فی الترغیب والترھیب,529/1(

.

سیدنا ابن عباس نے جنتی جماعت کے متعلق فرمایا کہ وہ اہل السنۃ والجماعۃ ہیں اور اس پر کسی صحابی نے اعتراض نہ کیا... ظاہر ہے اس وقت صحابہ کرام تابعین عظام اہل السنۃ والجماعۃ کہلواتے تھے تبھی تو انہی جنتی کہا گیا

دلیل:

عباس رضي الله عنهما في قوله تعالى: يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ [آل عمران: 106]؛ "فأما الذين ابيضت وجوههم: فأهل السنة والجماعة وأولوا العلم، وأما الذين اسودت وجوههم: فأهل البدع والضلالة

سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز اہل السنۃ والجماعۃ کے چہرے چمکتے ہونگے (کہ یہی فرقہ برحق و جنتی صحابہ تابعین وغیرہ اہل حق کا فرقہ ہے)اور بدعتیوں کے چہرے کالے ہونگے

(تفسیر القرطبي 167/4)

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

(الشریعۃ للآجري روایت 2074)

(تفسیر ابن کثیر ط العلمیۃ 2/79

(تفسیر ابن أبي حاتم، الأصیل 3/729)

(الدر المنثور في التفسیر بالمأثور 2/291)

(تاریخ جرجان ص132)

(العرش للذھبي 1/27)

(شرح أصول اعتقاد أھل السنۃ والجماعۃ اللالکائي 1/79)

.

والأساس الذي تبنى عليه الجماعة، وهم أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم ورحمهم الله أجمعين، وهم أهل السنة والجماعة

جماعت و کثرت سے مراد صحابہ کرام کی اکثریت ہے کہ وہی صحابہ کرام اہل السنۃ والجماعۃ تھے

(کتاب شرح السنۃ للبربھاري ص35)

.

سموا أنفسهم معتزلة...أهل السّنة وَالْجَمَاعَة يَقُولُونَ إِن الله وَاحِد قديم

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

انہوں نے اپنا نام معتزلہ رکھا ان کے مقابلے میں (صحابہ تابعین) اہل السنۃ والجماعۃ کہلائے جو کہتے تھے کہ اللہ واحد ہے ہمیشہ سے ہے

(التنبیہ والرد علی أھل الأھواء والبدع ص36)

.

وقال عكرمة...{إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ}: أهل السنة والجماعة

سیدنا عکرمہ فرماتے ہیں جس پر اللہ رحم کرے سے مراد اہل السنۃ والجماعۃ ہیں

(التفسیر البسیط للواحدی 11/588)

(الاعتصام 1/92 نحوہ)

.

وَكَذَلِكَ الْخَلِيفَةُ الرَّابِعُ وَهُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ سَيْفُهُ فِي الْخَوَارِجِ سَيْفَ حَقٍّ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ , فَأَعَزَّ اللَّهُ الْكَرِيمُ دِينَهُ بِخِلَافَتِهِمْ , وَأَذَلُّوا الْأَعْدَاءَ , وَظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ , وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ , وَسَنُّوا لِلْمُسْلِمِينَ السُّنَنَ الشَّرِيفَةَ , وَكَانُوا بَرَكَةً عَلَى جَمِيعِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

یعنی

چوتھے خلیفہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جنہوں سے خوارج سے جہاد کیا،خوارج سے جہاد قیامت تک جاری رہے گا،خوارج وغیرہ ناحق وباطل کے مقابلے میں صحابہ کرام تابعین عظام اہل السنۃ والجماعۃ تھے

(الشريعة للآجري تحت روايت1176)

.

ما وقعت في الأُمة بذور البدع في اِلإرجاء، والقدر، والتشيع فتميزت جماعة المسلمين باسم:أَهل السنة،وأَهل السنة والجماعة

جب

مرجئہ قدریہ شیعہ خوارج وغیرہ باطل فرقے ظاہر ہوے تو مسلمانوں (صحابہ کرام تابعین عظام وغیرہ) نے اپنانام اہل السنۃ والجماعۃ رکھ لیا اور اسی سے امتیازیت حاصل کی

(عقيدة السلف-مقدمة أبي زيد القيرواني ص21)

.

مذکورہ حوالہ جات سے باخوبی وروز روشن کی طرح ظاہر وثابت ہو گیا کہ صحابہ کرام تابعین عظام وغیرہ اہل السنۃ والجماعۃ بھی کہلواتے تھے... مسلمان، مسلم،اہل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ ساتھ

صحابہ کرام بدری کہلائے، انصار کہلائے، مہاجر کہلائے... اس کے بعد اسلاف اشعری ماتریدی کہلائے حنفی شافعی مالکی حنبلی کہلائے

تو

برحق مقتدا وغیرہ کی نسبت سے اور برکت و پہچان وغیرہ کی نسبت سے ظنیات و فروعی اختلاف میں برداشت و وسعت قلبی کے ساتھ قادری سہروردی نقشبندی عطاری شازلی چشتی رضوی جلا-لی حبیبی وغیرہ کہلوانا بھی جائز و درست ہے

.

کثرت و جمھور سے مراد یہ نہین کہ جس علاقے ملک میں جس فرقے کی کثرت ہو اس کے ساتھ ہو لیجیے.... ہرگز نہیں، علماء نے دوٹوک لکھا ہے کہ کثرت و جمھور سواد اعظم سے مراد صحابہ کرام ہیں

ان کے بعد اہل حق کثرت سے ہون یا قلت سے ہر حال میں اہل حق اہلسنت کی ہی پیروی کرنی ہو گی... صحابہ کرام کے بعد کسی بدعتی گمراہ فرقے کی کثرت ہو جاءے تو یہ ان کے برحق و معتبر مقتدا ہونے کی نشانی نہیں انکی پیروی ہرگز نہ کی جائے گی... آج کے دور میں کثرت وہ ہے جو سنت نبوی و صحابہ کرام کے پیروکار ہوں چاہے قلت ہی میں کیوں نہ ہوں حتی کہ ایک بھی ہو تو وہ کثرت ہے کیونکہ اصل معتبر مقتدا کثرت وہ ہے جو صحابہ کرام تھے.

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

قال ابو شامه و ابن القيم: لأن الحق هو الذي كانت عليه الجماعة الأولى من عهد النبي - صلى الله عليه وسلم - وأصحابه، ولا نظر إلى كثرة أهل البدع بعدهم

یعنی

ابو شامہ اور ابن قیم وغیرہ علماء نے فرمایا کہ کثرت سواد اعظم سے مراد صحابہ کرام ہیں وہی حق ہیں، ان کے بعد جو بدعتی فرقے ہیں انکی کثرت معتبر نہیں (صحابہ کرام کے بعد بدعتی کثرت میں (ہو تو بھی انکی پیروی نہ کی جاءے گی انہیں اہل حق نہیں کہا جائے گا

(غربۃ الإسلام 1/385)

(شرح الطحاویۃ لابن ابی العز 2/362)

(الدرر السنیۃ فی الأجوبۃ النجدیۃ 12/108)

.

لَوْ لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ فِي الدُّنْيَا إِلا رَجُلٌ وَاحِدٌ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ، وَالْجَمَاعَةِ لَكَانَ أَكْثَرَ

دنیا میں ایک بھی فرد اہل السنۃ والجماعۃ سے ہو تو وہی کثرت ہے

(طبقات المحدثین باصبھان والواردین علیھا 2/349)

.

مزید چند حوالہ جات جس میں اسلاف نے خود کو اہل السنۃ والجماعۃ کہا، اہل السنۃ والجماعۃ کو برحق کہا*

امام اشعری نے فرمایا

وقال قائلون: وهم أهل السنة والجماعة: هو في العشرة وهم في الجنة لا محالة.

... أهل السنة والجماعة کہتے ہیں کہ عشرہ مبشرہ قطعی جنتی ہیں

(مقالات الإسلاميين ت زرزور 2/352)

.

امام ترمذی کا فرمان:

وَهَكَذَا قَوْلُ أَهْلِ العِلْمِ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالجَمَاعَةِ

.اسی طرح کا قول ہے أهل السنة والجماعة کا (سنن الترمذي ت بشار 2/44)

:امام اعظم ابو حنیفہ فرماتے ہیں

وَهُوَ قَول اهل السّنة وَالْجَمَاعَة

(page 159, أبو حنيفة النعمان, الفقه الأكبر)

.

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ ثَالِثَةٌ وَهُمُ الْجُمْهُورُ الْأَعْظَمُ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

جمهور اعظم أهل السنة والجماعة ہیں

(تعظيم قدر الصلاة لمحمد بن نصر المروزي2/529)

.

وَأَدْرَكْنَا عَلَيْهِ أَهْلَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ

انہی عقائد برحقہ پر أهل السنة والجماعة کو ہم نے پایا

(صريح السنة للطبري ص20)

.

اعلموا رحمنا الله وإياكم أن مذهب أهل الحديث أهل السنة والجماعة الإقرار بالله وملائكته وكتبه ورسله

جان لو کہ

أهل السنة والجماعة کا عقیدہ ہے کہ اللہ ملائکہ کتب سماوی اور رسولوں پر ایمان لانے کا اقرار کیا جائے

(اعتقاد أئمة الحديث ص49)

.

ولكنه شيء لقيت فيه العلماء بمكة والمدينة والبصرة والشام فرأيتهم على السنة والجماعة

یعنی

مکہ مدینہ بصرہ شام وغیرہ ممالک وعلاقوں میں أھل السنۃ والجماعۃ سے یہی پایا ہے

(الجامع لعلوم الإمام أحمد 595/3 ملتقطا)

.

وَهَذَا المَذْهَبُ هو الصحيح، وَهُوَ قَوْلُ أَهْلِ السنة وَالجَمَاعَةِ:

یہی مذہب صحیح ہے جو أھل السنۃ والجماعۃ کا ہے

.(شأن الدعاء 8/1)

وَيَعْصِمَنَا مِنَ الْأَهْوَاءِ الْمُخْتَلِفَةِ وَالْآرَاءِ الْمُتَفَرِّقَةِ وَالْمَذَاهِبِ الرَّدِيَّةِ: مِثْلِ الْمُشَبِّهَةِ وَالْمُعْتَزِلَةِ وَالْجَهْمِيَّةِ وَالْجَبْرِيَّةِ وَالْقَدَرِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ (1) مِنَ الَّذِينَ خَالَفُوا السنة والجماعة

یعنی

اللہ کریم ہمیں مشبہ معتزلہ جھمیہ جبریہ قدریہ وغیرہ ردی فرقوں سے بچائے أھل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ رکھے..(متن الطحاویۃ ص87)

مَعَ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ فَارْجُهُ

جو

أھل السنۃ والجماعۃ کے ساتھ ہو اس کے جنتی ہونے کی امید رکھ

(الإبانة الكبرى لابن بطة 1/205)

.

آج ہر کوئی دعوی کرتا ہے کہ وہ اہل حق ہے اہلسنت ہے تو ایسے میں ہر ایک کو حق کہنا منافقت ہے.... اہل حق اہلسنت کی پیچان کیجیے

درحقیقت محض اہلسنت یا شیعہ یا اہل حدیث یا دیوبندی یا وہابی سلفی وغیرہ کوئی بھی گروپی نام کہلوانے سے کوئی جنتی و حق نہیں بن جاتا... حق و نجات کا اصل دار و مدار ایمان و اسلام، قرآن و سنت و آثار پے عمل کرنا ہے، نجات والے فرقے کے متعلق صحابہ کرام نے پوچھا تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا

ما انا علیه و اصحابی

یعنی نجات و حق والا جنتی فرقہ وہ ہے جو میرا اور میرے صحابہ کا پیروکار ہو

(سنن الترمذي ت شاكر ,5/26 حدیث 2641)

(نحوہ فی المستدرک للحاکم ,1/218 حدیث 444)

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

(نحوہ فی الشریعة للآجري,307/1 حدیث 23)

(المعجم الكبير للطبراني,52/14 حدیث 14646)

(نحوہ فی الترغیب والترھیب,529/1(

یہی وجہ ہے کہ ہم اہلسنت کو ناجی برحق فرقہ کہتے ہیں تو اسکی وجہ صرف نام نہیں بلکہ عقائد اعمال وغیرہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام اہلبیت عظام علیھم الرضوان کے متبع ہونا وجہ قرار دیتے ہیں ورنہ کچھ نام نہاد اہلسنت کہلاتے ہیں اور راہ سنت وراہ صحابہ سے ہٹے ہوتے ہیں اس کی ہم مذمت کرتے ہیں، اسے اہلسنت سے خارج قرار دیتے ہین، جعلی مردود کہتے ہیں، اصلاح کی کوشش بھی جاری رکھتے ہیں

.

نوٹ:اہلسنت فرقہ واریت نہیں کرتے وہ حق پے ڈٹے رہتے ہیں اور باطلوں فرقہ واریت کرنے والوں کارد کرتے ہیں تاکہ وہ غلط عقائد معمولات و نظریات چھوڑ کر اہلسنت میں آجائیں، جو اہلسنت کے عقائد و معمولات و نظریات سے ہٹ جائے دراصل وہی فرقہ واریت کر رہا ہے.

تحریر:العاجز الحقیر علامہ عنایت اللہ حصیر ✍

facebook,whatsApp nmbr

03062524574 . 03468392475

9..27..36..77..93..120...178...222..239..285...321...329..336...382...394...411..430..433..459..
500..517...536...543

9..27..36..77..93..120…178…222..239..285…321…329..336…382…394…411..430..433..459..
500..517…536…543

